اللّٰہ الذی انزل الکتاب بالحق والمیزان

الحمد للہ کہ کتاب لاجواب انصاف کا مصنفہ جناب مستطاب حضرت حجۃ اللہ علینا جناب مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی المسمیٰ بہ

الانصاف فی بیان سبب الاختلاف

مع ترجمہ

وصاف ترجمۃ الانصاف

بحسن سعی و فرمایش حکیم عبد اللہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ ساکن ضلع لکھنؤ باہتمام احقر الانام سید رحمت علی خان احمد منان

مطبع عالی احمدی لکھنؤ میں طبع ہوا

طبقات کتب احادیث موافق عجالہ نافعہ اصول حدیث شاہ عبد العزیز صاحب

چاہیے جاننا کہ کتابین حدیث کی از روی صحت و شہرت و قبول کے اوپر چار طبقے کے ہین اور مراد صحت سے وہ ہی کہ مصنف التزام کرے کہ سوا احادیث صحیح یا حسنہ کے اور حدیث اوسمین ذکر نکرے اور مراد شہرت سے وہ ہی کہ اہل حدیث طبقہ بعد طبقہ کے اوس کتاب مین مشغول ہون بطریق روایت و ضبط مشکل و تخریج اون حدیثونکی تو کوئی چیز اوس کتاب کی مخفی مین نٹھہری اور مراد قبول سے وہ ہی کہ جانچنے والے حدیثونکی اوس کتاب کو اثبات کرین اور اوسپر کوئی اعتراض نکرین اور فقہا بغیر انکار و اختلاف کے اون حدیثونکو سند پکڑین پس طبقہ اولی کتب احادیث کے موطا و صحیح بخاری اور صحیح مسلم یہ تین کتابین ہین اور انمین سے موطا گویا اصل اور ام صحیحین کی ہی اور یہ بہت مشہور ہوئی یہانتک کہ ہزار علماؤن نے امام مالک سے اسکو روایت کیا اور صحیحین جمیع علماء اسلام کے نزدیک شہرت اور قبولیت مین درجہ اعلی کو پہونچی ہین صاحب جامع الاصول نے فربری سے نقل کی ہی کہ صحیح بخاری کو امام بخاری سے بلا واسطہ نوے ہزار شخصون نے سماعت کیا خلاصہ یہ کہ یہ تینون کتابین صحیح ترین حدیثونکی ہین اور طبقہ ثانیہ جو حدیثین کہ ان تینون صفات یعنے صحت و شہرت و قبول مین بدرجہ صحیحین کے نہین پہونچی ہین لیکن قریب صحیحین کے ہین جیسے جامع ترمذی سنن ابوداؤد و سنن نسائی یہ تین کتابین ہین اور یہی طبقہ اولی اور ثانیہ کی چھ کتابین صحاح ستہ کہلاتی ہین اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مسند امام احمد کو بھی اسی طبقہ ثانیہ مین شمار کرتے ہین اور طبقہ ثالثہ جو حدیثین کہ ایک جماعت متقدمین نے زمانہ بخاری و مسلم مین یا اونکے معاصرین نے اپنی تصانیف مین روایت کی ہین اور التزام صحت کا نکیا اور کتابین اونکی شہرت و قبولیت مین مثل طبقہ اولی اور ثانیہ کے نہ پہونچین اور حدیثین صحیح و حسن و ضعیف بلکہ متہم بالوضع بھی اوسمین پائی جاتی ہین اور رجال اون کتابونکے بعضے موصوف بعدالت اور بعضے مستور اور بعضے مجہول ہین اور اکثر اونکی حدیثین معمول بہ نزدیک فقہائی نہوئین بلکہ اجماع اوسکی خلاف پر منعقد ہوا۔ اوسکی کتابین یہ ہین مسند شافعی سنن ابن ماجہ مسند دارمی مسند ابی یعلی موصلی مصنف عبد الرزاق مصنف ابو بکر بن ابی شیبہ مسند عبد بن حمید مسند ابوداؤد طیالسی سنن دارقطنی صحیح ابن حبان مستدرک حاکم کتب بیہقی کتب طحاوی تصانیف طبرانی اور طبقہ رابعہ جو حدیثین کہ نام و نشان اونکا قرون سابقہ مین معلوم نتھا اور متاخرین نے اونکو روایت کیا تو وہ حال سے خالی نہین ہین یا سلف نے تفحص کیا اور اونکی اصل پائی کہ مشغول اونکی روایت مین ہوتے یا پائی مگر کوئی قدح اور علت دیکھی تو اونکو ترک کیا بہر تقدیر یہ حدیثین قابل اعتماد نہین ہین کہ عقیدہ دین یا کسی عمل مین اونسے تمسک کیا جاوے اور اس قسم کی حدیثونکی کتابین بہت تصنیف ہوئین چنانچہ ازانجملہ یہ ہین کتاب الضعفاء ابن حبان تصانیف الحاکم کتاب الضعفاء للعقیلی کتاب الکامل لابن ابی عدی تصانیف ابن مردویہ تصانیف خطیب تصانیف ابن شاہین

اَللّٰهُ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِیْزَانَ

الحمد للہ والمنہ کہ کتاب لاجواب شاف وکاف مصنفہ جناب مستطاب

صاحب تفہیمات حجۃ اللہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی المسمیٰ بہ

الانصاف فی بیان سبب الاختلاف

مع ترجمہ مسمیٰ بہ

کشاف من ترجمۃ الانصاف

[illegible] جامع علوم معقول و منقول بلا اشتباہ جناب [illegible]

بحسن سعی و فرمائش جناب حکیم عبد اللہ غفر اللہ ولوالدیہ لکھنوی

باہتمام [illegible] غفران عاصی محمد ظہور اللہ کاتب و مہتمم مطبع [illegible]

[illegible]

لشاہ ولی اللہ الدہلوی المتوفی سنۃ ست
وسبعین بعد مائۃ والف وقیل اربع وسبعین
وقیل خمس وسبعین واللہ اعلم ۱۲ محمد عبد الغفور عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی بعث سیدنا محمدا صلی اللہ علیہ وسلم الی الناس لیکون هادیا الی اللہ باذنه وسراجا منیرا
ثم الهم الصحابة والتابعین والفقهاء المجتهدین ان یحفظوا سنتہ طبقة بعد طبقة الی ان یبلغ الامد
انقضاءہ لیتم نعمتہ وکان علی ما یشاء قدیرا واشهد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک له
واشهد ان سیدنا محمدا عبدہ ورسوله الذی لا نبی بعدہ صلی اللہ علیه وآله وصحبه اجمعین اما بعد فیقول
الفقیر الی رحمة اللہ الکریم ولی اللہ بن عبد الرحیم اتم اللہ تعالی علیهما نعمه فی الاولی والاخری ان اللہ تعالی
القی فی قلبی وقتا من الاوقات میزانا اعرف به سبب کل خلاف وقع فی الملة المحمدیة علی صاحبها الصلوة والتسلیمات

ترجمہ سب تعریف اوس خدا کی ہے جسنے ہمارے سردار محمد کو (درود خدا کا اونپر) سب لوگونکی طرف بھیجا تاکہ خدا کی
طرف اوسکے حکم سے لوگونکو ہدایت کرنیوالا اور چراغ روشن ہون پھر صحابہ اور تابعین اور فقہا مجتہدین کو یہ الہام کیا کہ اپنے
نبی کا اسرار طبقہ بعد طبقہ کے قیامت تک حفظ کیا کرین تاکہ خدا اپنی نعمتونکو ونپر تمام کرے اور خدا اون چیزون پر کہ
چاہتا ہے قادر ہے اور مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے مگر اللہ جو اکیلا وہ یکتا ہے اور کوئی اوسکا
شریک نہین اور گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ ہمارے سردار محمد بندہ اوسکے ہین اور ایسے رسول ہین کہ اونکے بعد پہر کوئی نبی نہین رحمت خدا
کی اونپر اور اونکی آل اور اصحاب سب پر ہو بعد اسکے پس کہتا ہے فقیر طرف رحمت خدا بخشش کرنیوالے کی ولی اللہ بیٹا عبد الرحیم
کا تمام کرے اللہ تعالے اون دونونپر اپنی نعمتونکو دنیا اور آخرت مین کہ بیشک اللہ تعالے نے دل مین میرے ایک وقت ایک
ایسی میزان کو القا کیا کہ جس سے اون سب اختلافونکو کہ ملت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ
والتسلیمات مین واقع ہین مینے پہچان لیا۔

واعرف بها ما هو الحق عند الله وعند رسوله وسئلني من ان ابين ذلك بيانا لا يبقى معه شبهة و
لا اشكال ثم سئلت عن سبب اختلاف الصحابة ومن بعدهم في الاحكام الفقهية خاصة فانتدبت
للبيان لبعض ما فتح علي ساعتئذ بقدر ما يسعه الوقت وليحيط به السائل فجاءت رسالة مفيدة
في بابها وسميتها الانصاف في بيان سبب الاختلاف حسبي الله ونعم الوكيل ولا حول
ولا قوة الا بالله العلي العظيم **باب سبب اختلاف الصحابة والتابعين في الفروع**
اعلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن الفقه في زمانه الشريف مدونا ولم يكن البحث
في الاحكام يومئذ مثل البحث من هؤلاء الفقهاء حيث يبينون باقصى جهدهم الاركان
والشروط والاداب كل شيء ممتازا عن الاخر بدليله ويفرضون الصور ويتكلمون على تلك الصور
المفروضة ويحدون ما يقبل الحد ويحصرون ما يقبل الحصر الى غير ذلك من صنائعهم

ترجمہ اور اوس سے خدا اور اوسکے رسول کے نزدیک جو حق ہے جان لیا اور خداوند تعالے نے مجھکو اسپر قادر کیا کہ
مین اوسکو ایسے طور پر بیان کرون کہ جس سے اوس مین کچھ شبہہ اور اشکال نہ باقی رہے اوسکی بعد پوچھا گیا مین سبب
اختلاف صحابہ اور تابعین وغیرہ سے احکام فقہیہ مین خاص کرکے پس اجابت کی مینے واسطے بیان بعض اون
مضامین کے کہ کہلے تھے مجہپر اوسی ساعت بقدر اوسکے کہ گنجایش رکھی اوسکو وقت اور ضبط
کرلے سائل اوسکو پس ہیرا وہ بیان اپنے باب مین بطور ایک رسالہ مفیدہ کے ہو گیا تو نام رکھا مینے
اوسکا **انصاف فی بیان سبب الاختلاف** کافی ہے مجھکو اللہ تعالی اور وہ اچھا
کارساز ہے اور نہین ہے مجھکو طاقت گناہون سے بچنے کی اور نہ قوت بندگی کرنیکی مگر مدد سے خدای بزرگ و برتر کی

باب اسباب اختلاف صحابہ اور تابعین کے فروع مین

جان لو کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف مین فقہ مدون نہ تہی اور احکام مین بحث نہ تہی
مثل آجکل کے ان فقہا کی بحث کی مانند بحث تہی جیسا کہ یہ لوگ اپنی نہایت کوشش سے ارکان اور
شروط اور آداب وغیرہ ہر شئی کو اونکی دلیلونکے ساتھ دوسرے سے الگ اور ممتاز کرکے بیان کرتے ہین
اور اونکے لیے فرضی صورتین گڈہتے ہین اور انہین فرضی صورتون پر کلام کرتے ہین اور جو قابل
حد ہے اوسکو محدود کرتے ہین اور جو قابل حصر ہے اوسکو محصور کرتے ہین اور سوامی اسکے بہت سے کارگیری ہین

اما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکان یتوضأ فیری الصحابۃ وضوءہ فیاخذون
بہ من غیر ان یبین ان ھذا رکن وذلک ادب وکان یصلی فیرون صلوتہ فیصلون کما
راوہ یصلی وحج فرمق الناس حجہ ففعلوا کما فعل فھذا کان غالب حالہ صلی اللہ علیہ وسلم
لم یبین ان فروض الوضوء ستۃ او اربعۃ ولم یفرض لہ ان یتوضأ انسان بغیر موالاۃ
حتی یحکم علیہ بالصحۃ او الفساد الا ما شاء اللہ وقلما کانوا یسئلونہ عن ھذہ الاشیاء عن
ابن عباس قال ما رایت قوما کانوا خیرا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما سألوہ
الا عن ثلث عشرۃ مسئلۃ حتی قبض کلھن فی القرآن منھن یسئلونک عن الشھر
الحرام قتال فیہ ویسئلونک عن المحیض قال ما کانوا یسئلون الا عما ینفعھم قال ابن عمر
لا تسأل عما لم یکن فانی سمعت عمر بن الخطاب یلعن من سأل عما لم یکن

ترجمہ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس وضو کرتے تھے اور صحابہ آپکی وضو کو دیکھتے
پس اسی سے سیکھ لیتے تھے بدون اسکے کہ آپ بیان کریں کہ یہ رکن ہے اور یہ ادب ہے اور حضرت نماز
پڑھتے تھے اور صحابہ آپکی نماز کو دیکھتے تھے پس وہ بھی نماز پڑھنے لگتے تھے جیسا کہ اونکو نماز پڑھتے
دیکھتے تھے اور حضرت نے حج کیا تو لوگوں نے آپکے حج کو دیکھا پس اون لوگوں نے کیا جیسا کہ حضرت
نے کیا اور اکثر حال آنحضرت کا ایسا ہی تھا اور نہ بیان کیا آپنے کہ فرض وضو کے چھہ ہیں یا چار
اور نہیں فرض کیا آپنے کہ وضو کرے کوئی انسان بغیر موالات کے یہاں تک کہ حکم کیا جائے اوسپر ساتھ
صحت یا فساد کے مگر وہ کہ جو چاہا اللہ نے اور صحابہ آنحضرت سے بہت ہی کم ان باتوں کو پوچھا کرتے
تھے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ نہیں دیکھا میں نے کسی قوم کو بہتر اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھا اون لوگوں نے اونسے مگر تیرہ مسئلے یہاں تک کہ آپنے وفات
کیا وہ سب مسئلے قرآن میں ہیں اون میں سے يَسْئَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ
قِتَالٍ فِيهِ وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ہے اور کہا کہ نہیں پوچھتے تھے وہ لوگ مگر اون
چیزوں سے جو اونکو نفع دیتیں اور کہا ابن عمر نے کہ مت پوچھو اون چیزوں
سے جو نہوں کیونکہ میں نے سنا ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کہ لعنت کرتے
تھے اوس شخص کو جسنے پوچھا اوس چیز سے کہ جو نہ تھی۔

قال القاسم انکم تسألون عن اشياء ما کنا نسأل عنها وتنقرون عن اشياء ما کنا
ننقر عنها وتسألون عن اشياء ما ادري ما هي ولو علمنا ها ما حل لنا ان نکتمها عن
عمرو بن اسحق قال لمن ادرکت من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اکثر ممن سبقني منهم
فما رايت قوما ايسر سيرة ولا اقل تشديدا منهم وعن عبادة بن نسي الکندي سئل عن امرأة
ماتت مع قوم ليس لها ولي فقال ادرکت اقواما ما کانوا يشددون تشديدکم ولا
يسألون مسائلکم اخرج هذه الآثار الدارمي وکان صلى الله عليه وسلم يستفتيه
الناس في الوقائع فيفتيهم ويرفع اليه القضايا فيقضي فيها ويرى الناس يفعلون معروفا
فيمدحه او منکرا فينکر عليه وکل ما افتى به مستفتيا وقضى به في قضية او
انکره على فاعله اذا رأى منکرا کان في الاجتماعات ولذلك کان الشيخان
ابو بکر وعمر اذا لم يکن لهما علم في المسئلة يسألان الناس عن حديث رسول الله صلى الله
ترجمہ کہا قاسم نے کہ تم لوگ ایسی چیزونکو پوچھتے ہو جسکو ہملوگ نہ پوچھتے تھے اور ایسی چیزونمین
کاوش کرتے ہو جسمین ہملوگ کاوش نکرتے تھے اور پوچھتے ہو ایسی چیزونکو جنکو ہم نہین جانتے
کہ وہ کیا ہین اور اگر ہم اونکو جانتے تو ہمارے لئے اونکا چھپانا حلال نتھا اور روایت ہی عمرو بن اسحق
سے کہا کہ البتہ پایا مینے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر اون لوگون سے کہ سبقت لیگئے
مجھسے پس نہ دیکھا مینے کسی قوم کو آسان تر از روی سیرت کے اور نہ کمتر از روی تشدید کے
اونسے اور عبادہ بن نسی کندی سے روایت ہی کہ وہ پوچھے گئے اوس عورت کی میراث سے جو
ایک قوم کے ساتھہ مر گئی تھی اور اوسکا کوئی ولی نتھا پس کہا اونہون نے پایا مینے
ایسی قوم کو کہ جو تم لوگونکے مانند تشدد نکرتے تھے اور تمہارے مانند مسئلے نہ پوچھتے تھے
نکالا ان آثار کو دارمی نے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے وقائع اور حوادث مین لوگ فتوا پوچھتے
تھے پس آپ اونکو فتوی دیتے تھے اور اپنی قضیے اور جھگڑے اونکے پاس لیجاتے تھے پس آپ اونمین فیصلہ
کر دیا کرتے تھے اور لوگونکو اچھا کام کرتے دیکھتے تھے پس اونکی مدح کرتے تھے یا برا دیکھتے تھے تو اوسپر انکار
فرماتے اور انکا فتوی دینا یا فیصلہ کرنا یا بدکار پر انکار کرنا یہ سب مجمع مین ہوا کرتا تھا اور ایسے ہی شیخان
ابو بکر و عمر جب اونکے پاس کسی مسئلہ مین علم نہوا کرتا تھا تو وہ لوگونسے رسول اللہ کی حدیثون کو پوچھا کرتے تھے

وقال ابو بکر رضی اللہ عنہ ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فیہا شیئاً یعنی الجدۃ
سأل الناس فلما صلی الظہر قال ایکم سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الجدۃ شیئاً
فقال المغیرۃ بن شعبۃ انا قال ماذا قال اعطاہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سدساً
قال ایعلم ذالک احد غیرک فقال محمد بن سلمۃ صدق فاعطاہا ابو بکر السدس وقصۃ
سوال عمر الناس فی الغرۃ ثم رجوعہ الی خبر مغیرۃ وسوالہ ایاہم فی الوباء ثم رجوعہ الی خبر
عبد الرحمن بن عوف وکذا رجوعہ فی قصۃ المجوس الی خبرہ وسرور عبد اللہ بن مسعود بخبر
معقل بن یسار لما وافق رایہ وقصۃ رجوع ابی موسی عن باب عمر وسوالہ عن الحدیث
وشہادۃ ابی سعید اہ وامثال ذالک کثیرۃ معلومۃ مرویۃ فی الصحیحین والسنن وبالجملۃ
فہذہ کان عادتہ الکریمۃ فرای کل صحابی ما یسرہ اللہ من عباداتہ وفتاواہ واقضیتہ فحفظہا

ترجمہ اور کہا ابو بکرؓ نے نہ سنا مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہو سین یعنی جدہ کی
کی میراث مین کچہہ اور پوچہا لوگون سے اور جب ظہر کی نماز پڑہ چکے تو پکار کر فرمایا کہ تم مین کسینے رسول اللہ صلی
علیہ وسلم سے جدہ کی میراث کے بارہ مین کچہ سنا ہی تو کہا مغیرہ بن شعبہ نے ہان مینے سنا ہی تو کہا ابو بکرؓ نے
کیا ہی وہ تب کہا اونہون نے دیا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہٹا حصہ تب کہا ابو بکرؓ
نے آیا جانتا ہی اوسکو سوا تیری اور کوئی بہی پس کہہ بیٹہے محمد بن سلمہ سچ کہا مغیرہ نے پس دیدیا
اوسکو ابو بکرؓ نے چہٹا حصہ اور قصہ سوال کرنا عمرؓ کا لوگون سے غرہ مین پہر رجوع کرنا اونکا
طرف مغیرہ کے اور سوال کرنا اونکا لوگون سے وبا مین پہر رجوع کرنا اونکا طرف خبر عبد الرحمن
بن عوف کے اور ایسہی رجوع کرنا اونکا قصہ مجوس مین طرف خبر اونکی اور خوش ہونا
عبد اللہ بن مسعودؓ کا ساتہہ خبر معقل بن یسار کے جب موافق ہوئے وہ اونکی راے
کے ساتہہ اور قصہ لوٹ آنا ابی موسیٰؓ کا حضرت عمرؓ کے دروازہ سے اور سوال کرنا
اونکا حدیث سے اور گواہی دینا ابی سعیدؓ کا اوسکی سے اور مثل اسکے اور بہت واقعے ہین جو معلوم
اور صحیحین وسنن مین مروی ہین اور حاصل کلام یہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت بزرگ
یہی تہی پس دیکہا ہر صحابی نے وہ کہ آسان کیا اوسکو اللہ نے اونکی عبادات اور
فتاوٰی و فیصلون سے پس یاد رکہا اور سمجہا اون لوگون نے اوس کو

وعرف لكل شيء وجهاً من قبل حفوف القرائن به فحمل بعضها على الاباحة وبعضها على
الاستحباب وبعضها على النسخ لامارات وقرائن كانت كافية عنده ولم يكن العمدة عندهم الا
وجدان الاطمينان والثلج من غير التفات الى طرق الاستدلال كما ترى الاعراب
يفهمون مقصود الكلام فيما بينهم ويثلج صدورهم بالتصريح والتلويح والايماء من
حيث لا يشعرون فانقضى عصره الكريم وهم على ذلك ثم تفرقوا في البلاد وصار كل واحد
مقتدى ناحية من نواحي فكثرت الوقائع ودارت المسائل فاستفتوا فيها فاجاب كل واحد حسب
ما حفظه او استنبطه وان لم يجد فيما حفظه واستنبطه ما يصلح للجواب اجتهد برائه و
عرف العلة التي ادار رسول الله صلى الله عليه وسلم عليها الحكم في منصوصاته فطرد الحكم
حيث ما وجدها لا يالو في جهده موافقة غرضه عليه الصلوة والسلام فعند ذلك وقع الاختلاف بينهم

ترجمہ اور پہچان لیا سبکی وجہ وجہ کو اونکے قرینون سے پس حمل کیا اون لوگون نے اون مین سے
بعض کو اباحت پر اور بعض کو استحباب پر اور بعض کو نسخ پر اون نشانیون اور قرینون سے جو اونکی
نزدیک کافی تھین اور اونکی نزدیک اسمین کوئی چیز عمدہ نہ تھی مگر اطمینان اور راحت پانا
بدون التفات طرف طرق استدلال کے جیسا کہ دیکھتے ہو تم اعراب کو کہ آپس مین مقصود
کلام کو سمجھہ جاتے ہین اور اونکا سینہ تصریح اور اشارہ کنایہ سے ایسا ٹھنڈا ہو جاتا ہی کہ
اور کسی امر سے وہ کچھہ خبر نہ رکھتے پس گذر گیا حضرت کا یہ بزرگ زمانہ اور وہ لوگ اسی حالت
پر تھے اوسکے بعد وہ لوگ ملکون مین متفرق ہو گئے اور اون مین سے ہر شخص ایک ایک
طرف کا پیشوا ہوا پس بہت واقعی واقع اور مسئلے دائر ہوئے اور فتوی پوچھا لوگون نے
اون مین پس جواب دیا ہر شخص نے موافق اپنی حفظ یا استنباط کی اور اگر نپایا اپنی
حفظ اور استنباط مین وہ کہ جو لائق جواب کے ہوتا تو اپنی رای سے
اجتہاد کیا اور پہچان لیا اوس علت کو کہ دائر کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اوس پر حکم کو اپنی منصوصات مین پس بہتا ہوا حکم اس طرح
پر کہ جہان کہین پایا اون لوگون نے اوسکو نہ کوتاہی کی موافقت غرض
آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام مین پس اسوقت صحابیون مین چند طور پر اختلاف واقع ہوا

منها عن صحابيا سمع حكما فى قضية او فتوى ولم يسمعه الآخر فاجتهد برائه فى ذلك وهذا على وجوه احدها ان يقع اجتهاده موافق الحديث مثاله ما رواه النسائى وغيره ان ابن مسعود رضى الله عنه سئل عن امراة مات عنها زوجها ولم يفرض لها فقال لم ار رسول الله صلى الله عليه وسلم يقضى فى ذلك فاختلفوا عليه شهرا والحوا فاجتهد برائه وقضى بان لها مهر نسائها لا وكس ولا شطط وعليها العدة ولها الميراث فقام معقل بن يسار فشهد بانه صلى الله عليه وسلم قضى بمثل ذلك فى امراة منهم ففرح بذلك ابن مسعود فرحة لم يفرح مثلها قط بعد الاسلام وثانيها ان يقع بينهما المناظرة و يظهر الحديث بالوجه الذى يقع به غالب الظن فيرجع عن اجتهاده الى المسموع مثاله ما رواه الائمة من ان ابا هريرة رضى الله عنه كان من مذهبه ان من اصبح جنبا فلا صوم له حتى اخبرته بعض ازواج النبى صلى الله عليه وسلم بخلاف مذهبه فرجع

ترجمہ بعض ان میں سے یہ ہے کہ کسی صحابی نے اگر کسی حکم کو کسی قضیے یا فتوی میں سنا اور دوسرے نے نہ سنا تو اوسنے اپنی رای سے اوسمیں اجتہاد کیا اور یہ چند وجہ پر ہی پہلی یہ کہ اوسکا اجتہاد حدیث کی موافق واقع ہوا مثال اوسکی وہ ہی کہ روایت کیا نسائی وغیرہ نے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ پوچھے گئے اوس عورت کی حال سے کہ اوسکا شوہر مرگیا تھا اور اوسکا کوئی مہر معین نہ تھا تب کہا اونہوں نے کہ نہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فیصلہ کرتے ہوے اسمیں پس اختلاف کیا لوگوں نے اوسمیں ایک مہینہ تک اور بہت مبالغہ کیا پس اجتہاد کیا اونہوں نے اپنی رای سے اور حکم دیا کہ اوسکی لیے مہر مثل و میراث ہی اور اوس پر عدت بھی لازم ہی پس کھڑے ہوے معقل بن یسار اور ادا کی شہادت کی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مثل اسکے ایک عورت کی بارے میں حکم دیا تھا پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس قدر خوش ہوے کہ کبھی اسلام لانیکے بعد ویسے خوش نہ ہوے تھے اور دوسرے یہ کہ واقع ہوا درمیان اون لوگوں کے مناظرہ پس اس سے حدیث ایسی وجہ پر ظاہر ہوئی کہ جیسا ظن غالب تھا پس رجوع کیا اونہوں نے اپنے اجتہاد سے طرف احادیث کے مثال اسکی وہ ہی کہ ابو ہریرہ کے مذہب سے یہ تھا کہ جو شخص جنابت کی حالت میں صبح کرے اوسکا روزہ نہیں صحیح ہوتا یہانتک کہ خبر دیا اونکو بعض ازواج نبی نے بخلاف مذہب اونکی پس رجوع کیا اونہوں نے اپنے مذہب سے

ومثاله ان يبلغه الحديث ولكن لا على الوجه الذي يقع به غالب الظن فلم يترك اجتهاده بل طعن في الحديث مثاله ما رواه اصحاب الاصول من ان فاطمة بنت قيس شهدت عند عمر بن الخطابؓ بانها كانت مطلقة الثلاث فلم يجعل لها رسول الله صلى الله عليه وسلم نفقة ولا سكنى فرد شهادتها وقال لا نترك كتاب الله لقول امرأة لا ندري اصدقت ام كذبت لها النفقة والسكنى وقالت عايشةؓ ما لفاطمةؓ الا تتقي الله تعني في قولها لا سكنى ولا نفقة

ومثال آخر روى الشيخان انه كان من مذهب عمر بن الخطابؓ ان التيمم لا يجزي الجنب الذي لا يجد ماءً فروى عنده عمار انه كان مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فاصابته جنابة ولم يجد ماءً فتمعك في التراب فذكر ذلك لرسول الله فقال رسول الله انما كان يكفيك ان تفعل هكذا وضرب بيديه الارض فمسح بهما وجهه ويديه

ترجمہ اور تیسری وجہ یہہ ہے کہ پہونچی اونکو حدیث لیکن نہ اوس وجہ پر کہ واقع تہا ساتہہ اوسکے غالب ظن اونکا پس نہ چہوڑا اونہوں نے اپنی اجتہاد کو بلکہ حدیث ہی پر طعن شروع کردیا مثال اوسکی وہ ہے کہ روایت کیا ہے اوسکو اصحاب اصول نے کہ فاطمہؓ بنت قیس نے ادای شہادت کی نزدیک عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی یہہ کہ مین تین طلاق سے مطلقہ تہی تو میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفقہ اور سکنی کا حکم نہ نافذ فرمایا پس رد کردی عمر رضی اللہ عنہ نے اوسکی گواہی کو اور کہا کہ نہین چہوڑ سکتے ہم اللہ کی کتاب کو ایسی ایک عورت کے کہنے سے کہ معلوم نہین کہ سچ کہتی ہے یا جہوٹہ کہتی ہے اوسکے لئے نفقہ ہے اور سکنے ہے اور کہا عایشہ رضی اللہ عنہا نے کیا ہے فاطمہ آیا نہین ڈرتی ہے تو اللہ سے مراد لیتی تہین حضرت عایشہؓ اپنے اس کہنے مین فاطمہ بنت قیس کے قول لا سکنی ولا نفقہ کو اور مثال دوسری یہہ ہے کہ روایت کی بخاری اور مسلم نے کہ مذہب عمر بن خطاب سے یہہ بات تہی کہ تیمم اوس مجنب کے لئے کہ جو پانی نپاوے کفایت نہین کرتا پس روایت کی عمار نے نزدیک اونکے کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ ایک سفر مین تہا اور مجہکو نہانے کی حاجت ہوئی اور پانی نہ ملا تو مین مٹی مین خوب لوٹا اور اسکی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آپ نے فرمایا کہ تجہکو فقط اسقدر کافی تہا اور مارا اپنے ہاتہہ سے زمین کو پہر ملا اوسنے اپنے مونہہ اور دونون ہاتہون کو

فلم يقبل عمر ولم ينهض عنده حجة لقادح خفي راه فيه حتى استفاض الحديث في
الطبقة الثانية من طرق كثيرة واضمحل وهم القادح فاخذوا به ورابعها ان لا يصل
اليه الحديث اصلا مثاله ما اخرج مسلم ان ابن عمر كان يامر النساء اذا اغتسلن ان
ينقضن رؤسهن فسمعت عائشة بذلك فقالت يا عجبا لابن عمر يامر النساء ان ينقضن
رؤسهن فلا يامرهن ان يحلقن رؤسهن لقد كنت اغتسل انا ورسول الله صلى الله عليه
وسلم من اناء واحد وما ازيد على ان افرغ على راسي ثلث افراغات مثال اخر ما
ذكره الزهري من ان هند لم تبلغها رخصة رسول الله صلى الله عليه وسلم في المستحاضة
فكانت تبكي لانها كانت لا تصلي ومن تلك الضروب ان يرى رسول الله صلى
الله عليه وسلم فعل فعلا فحمله بعضهم على القربة وبعضهم على الاباحة

ترجمہ پس قبول کیا اسکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور قائم ہوئی نزدیک ونکے حجت
ایک پوشیدہ قادح کے سبب سے جسکو وہ اوسمین دیکھتے تھے یہانتک کہ مشہور ہو گئی حدیث
طبقۂ ثانیہ مین بہت طریقون سے پس مضمحل ہو گیا وہم قادح کا پس اخذ کیا لوگون نے ساتھ
اوسکے اور چوتھی یہ ہے کہ اوسکے طرف حدیث ہی نہ پہونچی ہو مثال اوسکی یہ ہے کہ نکالا مسلم نے
کہ بیشک ابن عمر رضی اللہ عنہ نفاس والی عورتونکو یہ حکم کرتی تھی کہ جب وہ غسل
کرین تو اپنی سر کے بالونکو کھولڈالین پس سنا اوسکو عائشہ رضی اللہ عنہا نے تو
کہا تعجب ہے ابن عمر سے کہ حکم کرتی ہین عورتون کو کہ کھولڈالین وہ اپنے سرونکو تو کیون
نہین حکم کرتے اونکو کہ مونڈڈالین وے اپنے سرون کو بیشک غسل کرتی تھی مین
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن سے اور نہ زیادہ کرتی تھی مین اسپر کہ
بہاؤن مین اپنے سر پر تین چلو پانی مثال دوسری وہ ہے کہ ذکر کیا اوسکو زہری نے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم استحاضہ والی عورتون کو جو نماز کی رخصت
دی یہ خبر ہندہ بنت العاص کو نہ پہونچی اس لیئے وہ نماز نہ پڑہتی تھی اور اوسپر افسوس
وحسرت کرکے رویا کرتی تھی اور اسی قسم سے یہ ہی کہ دیکھا اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو کوئی کام کرتے ہوے پس حمل کیا بعض نے اوپر قربت کے اور بعض نے اوپر اباحت کے

مثاله ما رواه اصحاب الاصول فی قضیة التحصیب ای النزول بالابطح عنه النفر
نزل رسول الله صلی الله علیه وسلم به فذهب ابو هریرة وابن عمر الی انه علی وجه القربة
فجعلوه من سنن الحج وذهب عایشة وابن عباس الی انه کان علی وجه الاتفاق ولیس من السنن
ومثال اخر ذهب الجمهور الی ان الرمل فی الطواف سنة وذهب ابن عباس الی انه انما
فعله النبی صلی الله علیه وسلم علی سبیل الاتفاق لعارض عرضه وهو قول المشرکین
حطمهم حمی یثرب ولیس بسنة ومنها اختلاف الوهم فی التعیین مثاله ان رسول الله صلی
الله علیه وسلم حج فراه الناس فذهب بعضهم الی انه کان متمتعا وبعضهم الی انه کان قارنا
وبعضهم الی انه کان مفردا مثال اخر اخرج ابو داود عن سعید بن جبیر انه قال قلت لعبد
الله بن عباس یا ابا العباس عجبت لاختلاف اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فی
اهلال رسول الله صلی الله علیه وسلم حین اوجب

ترجمہ مثال اوسکی وہ ہی کہ روایت کیا ہی اوسکو اصحاب اصول نے قضیہ تحصیب
مین کہ اوترے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابطح مین پس گئے ابو ہریرہ اور ابن عمر رضی
اللہ عنہما طرف اسکے کہ یہ اوترنا حضرت کا اوپر وجہ قربت کے تھا پس اون لوگون نے اسکو
سنن حج سے قرار دیا اور گئین عایشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما طرف اسکے کہ یہ اوپر وجہ
اتفاق کی تھا اور سنن سے نہین اور مثال دوسری یہ ہی کہ جمہور اس طرف گئے کہ رمل طواف
مین سنت ہے اور ابن عباس اس طرف گئے کہ اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اتفاقیہ فقط ایک
عارضی سبب یعنی مشرکونکے اس کہنے سے کیا تھا کہ مسلمانون کو یثرب کی بخار نے توڑ ڈالا اور یہ
کچھہ سنت نہین اور اوسی مین سے اختلاف وہم کا ہی تعیین مین مثال اوسکی یہ ہی کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تو لوگون نے آپکو دیکھا پس بعض اس طرف گئے کہ وہ متمتع تھے اور
بعض اس طرف گئے کہ وہ قارن تھے اور بعض اس طرف گئے کہ وہ مفرد تھے مثال دوسری
نکالا ابو داؤد نے سعید ابن جبیر سے اونہون نے کہا کہ مینے عبد اللہ ابن عباس
سے کہا ای ابا عباس تعجب کرتا ہون مین اختلاف اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلال مین جبکہ واجب کیا آپنے اپنے اوپر حج کو

فقال اني لاعلم الناس بذلك انها انما كانت من رسول الله صلى الله عليه وسلم حجة واحدة
فمن هناك اختلفوا خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم حاجا فلما صلى في مسجد ذي الحليفة
ركعتيه اوجب في مجلسه واهل بالحج حين فرغ من ركعتيه فسمع ذلك منه اقوام فحفظه عنه ثم
ركب فلما استقلت به ناقته اهل وادرك ذلك منه اقوام وذلك لان الناس انما كانوا ياتون ارسالا
فسمعوه حين استقلت به ناقته يهل فقالوا انما اهل رسول الله صلى الله عليه وسلم حين استقلت
به ناقته ثم مضى رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما علا شرف البيداء اهل وادرك ذلك
منه اقوام فقالوا انما اهل حين علا شرف البيداء وايم الله لقد اوجب في مصلاه واهل
حين استقلت به ناقته واهل حين علا شرف البيداء ومنها اختلاف السهو والنسيان مثاله
ما روي ان ابن عمر كان يقول اعتمر رسول الله صلى الله عليه وسلم عمرة في رجب
فسمعت بذلك عائشة فقضت عليه بالسهو ـ

ترجمہ تو کہا ابن عباسؓ نے کہ اور لوگونسے مین اوسکو زیادہ جاننے والا ہون کہ بیشک وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک ہی حج مین تہا پس اسی سبب سے لوگون نے اسمین اختلاف کیا نکلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حج کے لئے اور جب مسجد ذوالحلیفہ مین دو رکعت نماز پڑھی تو وہین احرام باندہ لیا اور جب دونون رکعت سے فارغ ہوئے تو حج کے ساتہہ اہلال کیا پس سنا اسکو آپ سے بہت سی قومون نے پس یاد رکہا اوسکو اونسے پہر سوار ہوئے آپ پس جب آپکو لیکر اونٹنی کہڑی ہوگئی تو اہلال کیا آپنے اور یاد رکہا اسکو آپ سے بہت سی قومون نے اور اسکی یہہ وجہ تہی کہ لوگ حضرتؐ کے پاس گروہ گروہ آتے تہے پس سنا لوگون نے انکو اہلال کرتے ہوئے جبکہ اونٹنی انکو لیکر کہڑی ہوگئی پس کہی سوا اسکے نہین ہے کہ اہلال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ اونٹنی اونکو لیکر کہڑی ہوئی پہر چلے رسول اللہ صلعم پس جب چڑہے بیدا پر اہلال کیا اور پایا اسکو اونسے بہت سی قومون نے پس کہا اونہون نے سوا اسکے نہین ہے کہ اہلال کیا پیغمبر خدا نے جبکہ چڑہے بیدا پر اور قسم ہے خدا کی اسکو تو واجب کر لیا تہا آپنے مصلا ہی پر اور اہلال کیا آپنے جبکہ اونٹنی آپکو لیکر کہڑی ہو گئی اور اہلال کیا آپنے جبکہ چڑہے بیدا پر اور انہین وجوہ مین سے ہے اختلاف سہو و نسیان ہے مثال وسکی وہ ہے کہ ابن عمرؓ کہتے تہے کہ عمرہ کیا رسولؐ نے ایک عمرہ رجب مین پس سنا اوسکو عائشہؓ نے تو حکم کیا اونپر ساتہہ سہو کے

له بیدا ایک جگہ ہے مجرد
له مصلا یعنی مسجد ذوالحلیفہ

ومنها اختلاف الضبط مثاله ما روی ابن عمرؓ عنه صلی اللہ علیہ وسلم من ان المیت یعذب ببکاء اهله علیه فقضت عایشةؓ علیه بانه لم یاخذ الحدیث علی وجهه مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی یهودیة یبکی علیها اهلها فقال انهم یبکون علیها وانها لتعذب فی قبرها فظن العذاب معلولا للبکاء وظن الحکم عاما علی کل میت ومنها اختلافهم فی علة الحکم مثاله القیام للجنازة فقال قائل لتعظیم الملائکة فیعم المؤمن والکافر وقال قائل لهول الموت فیعمهما وقال قائل مر علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازة یهودی فقام لها کراهیة ان یعلو فوق راسه فیختص الکافر ومنها اختلافهم فی الجمع بین المختلفین مثاله رخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المتعة عام خیبر ثم نهی عنها ثم رخص فیها عام اوطاس ثم نهی عنها فقال ابن عباسؓ کانت الرخصة للضرورة والنهی لانقضاء الضرورة والحکم باق علی ذلک

ترجمہ اور اونہیں وجہوں میں سے اختلاف ضبط ہے مثال اسکی وہ ہے کہ روایت کیا ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مردہ پر عذاب کیا جاتا ہے اوسکے اہل کے رونے سے پس حکم کیا عایشہ رضی اللہ عنہا نے اوپر کہ نہیں اخذ کیا ابن عمرؓ نے حدیث کو اوپر وجہ صحیح کی کیونکہ وجہ صحیح اوسکی یہ ہے کہ گذرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک قبر ایک یہودیہ کے کہ رو رہی تھی اوسپر اہل اوسکے پس فرمایا آپنے کہ یہہ سب تو رو رہے ہین اوسپر اور وہ عذاب کیجاتی ہے اپنی قبر مین پس خیال کیا ابن عمرؓ نے کہ یہہ عذاب رونے ہی کے ساتھہ معلول ہے اور گمان کیا کہ حکم عام ہے ہر میت پر اور اونہین وجہونمین سے اختلاف اونکا ہے علت حکم مین مثال اسکی کھڑا ہو جانا ہے جنازے کے لیئے پس کہا بعض نے کہ یہ کھڑا ہونا ملائکہ کی تعظیم کے لیئے تھا پس عام ہے مومن اور کافر کے لیئے اور کہا بعض نے کہ یہ واسطے ہول موت کے تھا پس عام ہے اون دونون کے لیئے اور کہا بعض نے کہ گذرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک یہودی کا جنازہ تو اوسکے لیئے آپ کھڑے ہوگئے تا کہ آپکے سر مبارک سے وہ اونچا نرہے پس خاص ہے کافر کے ساتھہ اور اونہین وجہونمین سے اختلاف اونکا جمع کرنے مین درمیان دو امر مختلف کے ہے مثال اوسکی وہ ہے کہ رخصت دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کے سال خیبر مین پھر منع کیا اوس سے پھر رخصت دی اوسمین سال اوطاس مین پھر منع کیا اوس سے پس کہا ابن عباسؓ نے کہ یہہ رخصت واسطے ضرورت کی تھی اور نہی واسطے انقضاء ضرورت کے اور حکم باقی ہے

وقال الجمهور كانت الرخصة اباحة والنهي نسخاً لها مثال الآخر نهى رسول الله صلى
الله عليه وسلم عن استقبال القبلة في الاستنجاء فذهب قوم الى عموم هذا الحكم
وكونه غير منسوخ ورآه جابر يبول قبل ان يتوفى بعام مستقبل القبلة فذهب الى
انه نسخ للنهي المتقدم ورآه ابن عمرؓ قضى حاجته مستدبر القبلة مستقبل الشام فرد
به قولهم وجمع قوم بين الروايتين فذهب الشعبيؒ وغيره الى ان النهي مختص بالصحراء
فاذا كان في المراحيض فلا باس بالاستقبال والاستدبار وذهب قوم الى ان القول
عام محكم والفعل يحتمل كونه خاصاً بالنبي صلى الله عليه وسلم فلا ينتهض ناسخاً
ولا مخصصاً وبالجملة فاختلفت مذاهب اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم واخذ عنهم
التابعون كذلك كل واحد ما تيسر له فحفظ ما سمع من حديث رسول الله صلى الله
عليه وسلم ومذاهب الصحابة وعقلها

ترجمہ اور کہا جمہور نے کہ رخصت اباحت کے لئے تھی اور نہی اوسکے نسخ کے لئے مثال
دوسری یہہ ہے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف منہ کرکے استنجا کرنے
سے پس گئی ایک قوم اس حکم کی عموم اور اسکے غیر منسوخ ہونی کی طرف اور دیکھا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو جابر رضی اللہ عنہ نے ایک برس پہلے آپکی وفات کے آپکو قبلہ کیطرف پیشاب
کرتے ہوئے پس گئی طرف اوسکے کہ یہ نسخ ہے واسطے نہی متقدم کے اور دیکھا آپکو ابن عمر رضی اللہ
عنہ نے قضاء حاجت کرتے ہوئے قبلہ کی طرف پیٹھ اور شام کی طرف مونہہ کئے ہوئے پس رد کیا اس
اون لوگونکے قول کو اور جمع کیا ایک قوم نے درمیان اون دونوں روایتوں کے پس گئے شعبی وغیرہ
طرف اسکے کہ یہ نہی صحرا کے ساتھ مختص ہے لیکن جبکہ پاخانہ میں ہو تو قبلہ کی طرف مونہہ یا پیٹھ کرنے
مین کچھ مضایقہ نہین اور ایک قوم اس طرف گئی کہ یہ قول عام اور محکم ہے اور محتمل ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کا فعل اونہین کیساتھہ مختص ہو پس اسکے لئے کوئی ناسخ اور مخصص نہین قائم ہو سکتا
اور حاصل کلام یہہ ہے کہ مختلف ہوئے مذاہب اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اخذ کیا
اون سے ہر ایک تابعی نے اس طرح کہ جو اوسکے لئے آسان تھا پس یاد کر لیا وہ کہ سنا تھا اوس
حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مذاہب صحابہ سے اور سمجھ بوجھ کر یاد رکھا اوسکو

وجمع المختلف على ما تيسر له ورجح بعض الاقوال على بعض واضمحل في نظرهم بعض الاقوال وان كان ما ثوراً عن كبار الصحابة كالمذهب الماثور عن عمر وابن مسعود في تيمم الجنب اضمحل عنهم لما استفاض من الاحاديث عن عمار وعمران بن حصين وغيرهما فعند ذلك صار لكل عالم من علماء التابعين مذهب على حياله فانتصب في كل بلد امام مثل سعيد بن المسيب وسالم بن عبد الله بن عمر في المدينة وبعدهما الزهري والقاضي يحيى بن سعيد وربيعة بن عبد الرحمن فيها وعطاء بن ابي رباح بمكة وابراهيم النخعي والشعبي بالكوفة والحسن البصري بالبصرة وطاؤس بن كيسان باليمن ومكحول بالشام فاظمأ الله اكبادا الى علومهم فرغبوا فيها واخذوا عنهم الحديث وفتاوى الصحابة واقاويلهم ومذاهب هؤلاء العلماء وتحقيقاتهم من عند انفسهم واستفتى منهم المستفتون ودارت المسائل بينهم ورفعت اليهم الاقضية ؛

ترجمہ اور جمع کیا مختلف کو اوپر اوس طور کے کہ اوسکے لیئے آسان تہا اور ترجیح دی بعض قول کو بعض پر اور مضمحل ہوگئے اونکی نظر مین بعض قول اگرچہ وہ ماثور تھے بڑے بڑے صحابہ سے جیسے کہ مذہب ماثور عمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے تیمم جنب مین مضمحل ہوگیا نزدیک اونکی بسبکہ مشہور ہوئین حدیثین عمار اور عمران بن حصین وغیرہما کے پس اسوقت علماء تابعین مین سے ہر عالم کا بمقابل اوسکے ایک ایک مذہب ہوگیا اور ہر شہر مین ایک ایک امام قائم ہوا مثل سعید بن مسیب اور سالم بن عبد اللہ بن عمر کی مدینہ مین اور بعد انکی زہری اور قاضی یحیی بن سعید اور ربیع بن عبد الرحمن بہی وہین یعنی مدینہ ہی مین اور عطا ابن ابی رباح مکہ مین اور ابراہیم نخعی اور شعبی کوفہ مین اور حسن بصری بصرہ مین اور طاؤس بن کیسان یمن مین اور مکحول شام مین پس پیاسا کیا لوگون نے اپنے جگر ونکو اونکی ادراک اونکی علوم کی طرف پس رغبت کیا ان لوگون نے اوسمین اور لیا اونسے حدیث اور فتوی صحابہ اور اونکے اقوال اور اون علما کی مذہب اور اونکی تحقیقات جو اونہون نے خود کی تہی اور فتوی پوچھا اونسے فتوی پوچھنے والون نے اور دائر ہوئے مسئلے آپس مین اور لائی گئی اونکے پاس جہگڑے ۔

وكان سعيد بن المسيب وابراهيم النخعي وامثالهما جمعوا ابواب الفقه اجمعها وكان لهم في كل باب اصول تلقوها من السلف وكان سعيد واصحابه يذهبون الى ان اهل الحرمين اثبت الناس في الفقه واصل مذهبهم فتاوى عمرؓ وعثمانؓ وقضاياهما وفتاوى عبد الله بن عمرؓ وعائشةؓ وابن عباسؓ وقضايا قضاة المدينة فجمعوا من ذلك ما يسر الله لهم ثم نظروا فيها نظر اعتبار وتفتيش فما كان منها مجمعا عليه بين علماء المدينة فانهم ياخذون عليه بنواجذهم وما كان فيه اختلاف عندهم فانهم ياخذون باقواها وارجحها اما لكثرة من ذهب اليه منهم او لموافقته بقياس قوي او تخريج صريح من الكتاب والسنة ونحو ذلك واذا لم يجدوا فيما حفظوا منهم جواب المسئلة خرجوا من كلامهم وتتبعوا الايماء والاقتضاء

فحصل لهم مسائل كثيرة في كل باب باب

ای اثباتہم والمراد بثقتہ اثباتہم ۱۲ محمد یحیی

ترجمہ اور سعید بن مسیب اور ابراہیم نخعی اور اونکے مانند لوگون نے فقہ کے تمامی ابواب کو جمع کیا اور اونکے پاس ہر باب مین ایک ایک اصول تھے جنکو اونہون نے سلف سے حاصل کیا تھا اور سعید اور اصحاب اونکے اس طرف گئے کہ اہل حرمین ثابت ترین لوگون کے ہین فقہ مین اور اصل مذہب انکا فتاوای عمرؓ اور عثمانؓ اور قضایا اوندونون کی اور فتاوای عبد اللہ بن عمرؓ اور عائشہ اور ابن عباسؓ اور قضایای قاضیان مدینے کے تھے پس جمع کیا اون لوگون نے اوس سے جو کہ آسان کیا اللہ تعالے نے اونکے لیئے پھر نظر کیا اون لوگون نے نظر اعتبار اور تفتیش کی پس اوسمین سے جو مجمع علیہ درمیان علما مدینہ کے تھا اوسکو اونہون نے اپنے دانتون سے پکڑا اور جسمین کہ اون لوگون کا اختلاف تھا اوسمین سے اقوی اور ارجح کو اخذ کیا یا تو اس سبب سے کہ اون مین سے بہت لوگ اوس طرف گئے یا اس سبب سے کہ وہ قیاس قوی کی ساتھ موافق ہین یا اس وجہ سے کہ کتاب وسنت سے اونکی تخریج صحیح ہو اور مانند اسی کے اور جب اون لوگون نے اوسمین کہ جسکو اونہون نے اونسے یاد کیا تھا جواب کسی مسئلہ کا نپایا تو اون کے کلام سے اوسکی تخریج شروع کردی اور اوسمین ایما اور اقتضا کے تتبع کی پس ہر ہر باب مین اون کے لیئے بہت سے مسئلے حاصل ہوئے

وكان ابراهيم واصحابه يرون ان عبد الله بن مسعودؓ واصحابه اثبت الناس في الفقه كما قال علقمة لمسروق لا احد منهم اثبت من عبد الله وقول ابي حنيفة للاوزاعي ابراهيم افقه من سالم ولولا فضل الصحبة لقلت ان علقمة افقه من عبد الله بن عمر وعبد الله هو عبد الله واصل مذهبه فتاوى عبد الله بن مسعودؓ وقضايا علي رضي الله عنهما وفتاواه وقضايا شريح وغيره من قضاة كوفة فجمع من ذلك ما يسره الله ثم صنع في آثارهم كما صنع اهل المدينة في آثار اهل المدينة وخرج كما خرجوا فتلخص له مسائل الفقه في كل باب باب وكان سعيد بن المسيب لسان فقهاء المدينة وكان احفظهم لقضايا عمرؓ وحديث ابي هريرةؓ وابراهيمؒ لسان فقهاء كوفة فاذا تكلما بشيء ولم ينسباه الى احد فانه في الاكثر منسوب الى احد من السلف صريحا او ايماءً او نحو ذلك فاجتمع اليهما فقهاء بلدهما واخذوا عنهما وعقلوه وخرجوا عليه والله اعلم

ترجمہ اور ابراہیم اور اصحاب اونکے خیال کرتے تھے کہ بیشک عبد اللہ ابن مسعود اور اصحاب اونکے ثابت ترین لوگونکے ہین فقہ مین جیسا کہ کہا علقمہ نے مسروق سے اونمین سے کوئی عبد اللہ سے ثابت تر نہین ہے اور قول ابی حنیفہ رح کا اوزاعی سے یہ ہے کہ ابراہیم فقیہ ترین سالم سے اور اگر فضل صحبت کا نہوتا تو مین کہتا کہ علقمہ فقیہ تر ہے عبد اللہ ابن عمر سے اور عبد اللہ تو عبد اللہ ہی ہین اور اصل مذہب اونکا فتوی عبد اللہ ابن مسعود وقضایا علی رضی اللہ عنہما اور فتاوی اونکے اور قضایا شریح وغیرہ قاضیان کوفی کا تھا پس جمع کیا اوس سے جو اللہ تعالی نے اونکے لیے آسان کیا پھر اونکی پیروی مین ویسا ہی کیا جیسا کہ مدینے والون نے اہل مدینہ کی پیروی کی کیا اور تخریج کیا جیسا کہ اونھون نے تخریج کیا پس ملخص ہوگئے اونکے لیے مسائل فقہ کے ہر ہر باب مین اور سعید بن مسیب گویا فقہاء مدینہ کی زبان تھے اور اون لوگون مین سے قضایا حضرت عمرؓ اور احادیث ابی ہریرہ کے بڑے ہی حافظ تھے اور ابراہیم فقہاء کوفہ کی زبان تھے پس جب یہ دونون کسی شئی کے ساتھ کلام کرتے تھے اور اوسکی نسبت کسیکی طرف نکرتے تھے تو وہ اکثر سلف مین سے کسیکی طرف صریحا یا ایماءً وغیرہ ضرور ہی منسوب ہوا کرتی تھی پس مجتمع ہوئے ان دونونکی طرف اونکے شہر کے فقہاء اور اخذ کیا ان دونون سے اور یاد رکھا اونکی بیان کو اور تخریج کی اوس پر واللہ اعلم

باب اسباب اختلاف مذاهب الفقهاء وعلم ان الله انشا بعد التابعين
نشأ من حملة العلم انجازا لما وعده صلى الله عليه وسلم حيث قال
يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله فاخذوا عمن اجتمعوا معه منهم صفة
الوضوء والغسل والصلوة والنكاح والبيوع وسائر ما يكثر وقوعه ورووا
حديث النبي صلى الله عليه وسلم وسمعوا قضايا قضاة البلدان وفتاوى
مفتيها وسألوا عن المسائل واجتهدوا في ذلك كله ثم صاروا كبراء
قوم ووسد اليهم الامر فنسجوا على منوال شيوخهم ولم يألوا في تتبع
الايماءات والاقتضاءات فقضوا وافتوا ورووا وعلموا وكان صنيع العلماء
في هذه الطبقة متشابها وحاصل صنيعهم ان يتمسك بالمسند من حديث رسول الله
صلى الله عليه وسلم والمرسل جميعا ويستدل باقوال الصحابة والتابعين

ترجمہ باب اسباب اختلاف مذاہب فقہا جان تو اسبات کو کہ اللہ تعالے نے
بعد تابعین کے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وعدہ پورا کرنے کے واسطے
ایک جماعت حاملان علم کی پیدا کی جیسا کہ فرمایا تھا آپنے کہ اوٹھاوینگے اس علم کو پچھلے
لوگ اونمین سے جو اونمین سے عادل ہونگے پس اخذ کیا لوگون نے پہلے لوگون مین سے جو
جسکو ملا صفت وضو وغسل اور نماز اور نکاح اور بیع اور اون سب امور کو جو اکثر واقع
ہوا کرتے ہین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون کو روایت کیا اور اپنے شہر کے قاضیون
اور مفتیون کے فتوے انکو سنا اور مسئلونکو پوچھا اور اون سب مین اجتہاد کیا پھر وہ لوگ قوم
کے سردار ہوگئے اور شریعت کے تمامی امر اون کے حوالے کیے گئے اور اونلوگون نے اپنے
شیخون کی پیروی کی اور اونھون نے ایماؤن اور اقتضاؤن کی تتبع مین کوتاہی نکی اور
جھگڑے فیصل کیے اور فتوے دیے اور روایت وتعلیم کیا اور اس طبقے مین علماؤنکا
ڈھنگ آپس مین ملتا جلتا تھا اور حاصل وخلاصہ کلام اونکا احادیث مسندۂ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مرسل کے ساتھ تمسک کرنا تھا اور وہ
لوگ اقوال صحابہ اور تابعین سے استدلال کیا کرتے تھے

باب اختلاف مذاہب فقہا

علمًا منهم انها اما احاديث منقولة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم اختصروها
فجعلوها موقوفة كما قال ابراهيم وقد روى حديث نهي رسول الله صلى الله
عليه وسلم عن المحاقلة والمزابنة فقيل له اما تحفظ عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم حديثا غير هذا قال بلى ولكن اقول قال عبد الله قال علقمة احب الي
وكما قال الشعبي وقد سئل عن حديث وقيل انه يرفع الى النبي صلى الله عليه وسلم قال لا
على من دون النبي صلى الله عليه وسلم احب الينا فان كان فيه زيادة او نقصان كان على
من دون النبي صلى الله عليه وسلم او تكون استنباطا منهم من المنصوص او اجتهادا منهم وانهم
وهم احسن صنيعا في كل ذلك ممن يجيء بعدهم واكثر اصابة واقدم زمانا واوعى
علما فتعين العمل بها الا اذا اختلفوا وكان حديث رسول صلعم يخالف قولهم مخالفة
ظاهرة وانه اذا اختلف احاديث رسول صلعم في مسئلة رجعوا الى اقوال الصحابة

ترجمہ یہ جانکر کہ یہ یا تو حدیثیں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہیں
اور لوگوں نے اسکی سند میں اختصار کرکے اسکو موقوف کر دیا ہے جیسا کہ ابراہیم نخعی نے
اس حال میں کہ روایت کیا اونہوں نے اس حدیث کو کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے محاقلہ و مزابنہ سے پس کہا گیا انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکے سوا
کوئی حدیث یاد نہیں ہے کہا ہاں ولیکن قال عبد اللہ قال علقمہ کہنا مجھکو اچھا معلوم ہوتا ہے
اور جیسا کہ کہا شعبی نے جبکہ پوچھی گئی ایک حدیث سے اور کہا گیا کہ مرفوع ہے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم تک تو کہا کہ اُن لوگوں تئیں کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہیں اوسنے روایت
کرنا ہمارے نزدیک محبوب تر ہے کیونکہ اگر اوسمیں کچھ زیادتی یا نقصان ہوگا تو اونہیں لوگوں
سے ہوگا جو نبی صلعم کے بعد ہیں یا منصوص سے اونلوگوں کا استنباط یا اونہیں کا اجتہاد تھا
جسکو اونہوں نے اپنی ہی رائے سے کیا تھا اور وہ لوگ ان سب امور کے انجام دینے میں اون
لوگوں سے بہت اچھے تھے جو اونکے بعد آتے گئے اور ٹھیک تجویز کرنے میں اکثر اور زمانہ میں
مقدم اور علم کی بڑے حافظ تھے پس متعین ہوا عمل ساتھ اوسکی مگر جب اختلاف کرتے وہ لوگ اور حدیث
رسول صلعم کی اونکے قول کو ظاہر مخالف ہوتی اور جب احادیث رسول صلعم کی کسی مسئلہ میں مختلف ہوتی تو رجوع کرتے وہ طرف
اقوال صحابہ کے

فان قالوا بالنسخ بعضہا او بنص فرع عن ظاہرہ اولم یصرحوا بذلک ولکن اتفقوا علی ترکہ وعدم القول بموجبہ فانہ کابداء علۃ فیہ او الحکم بنسخہ او تاویلہ اتبعوہم فی کل ذلک وھو قول مالک فی حدیث ولوغ الکلب جاء ھذا الحدیث ولکن لا ادری ما حقیقتہ حکاہ ابن الحاجب یعنی لم ار الفقہاء یعملون بہ وانہ اذا اختلف مذاہب الصحابۃ والتابعین فی مسئلۃ فالمختار عند کل عالم مذہب اہل بلدہ وشیوخہ لانہ اعرف بالصحیح من اقاویلہم من السقیم واوعی للاصول المناسبۃ لہا وقلبہ امیل الی فضلہم وتبحرہم فمذہب عمر رض وعثمان رض وعائشۃ رض وابن عمر رض وابن عباس رض وزید بن ثابت رض واصحابہم مثل سعید بن المسیب رح فانہ کان احفظہم لقضایا عمر رض وحدیث ابی ہریرۃ رض وعروۃ وسالم وعکرمۃ وعطاء وعبید اللہ بن عبد اللہ وامثالہم احق بالاخذ من غیرہ عند اہل المدینۃ کما بینہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی فضائل المدینۃ

ترجمہ پس اگر کہتے وہ لوگ ساتھ نسخ بعض اوسکے یا پھیر تے اوسکو اوسکے ظاہری معنی سے یا اوسکی کچھ تصریح نکرتے لیکن اسکے ترک اور اوسکے موجب کے نہ قبول کرنے پر اتفاق کرکر تو بیا اوسمین کسی علت کے ظاہر کرنے کے مانند یا اوسکی منسوخیت کی حکم کرنے یا تاویل کرنے کے مانند تھا تو وہ لوگ اونکی اسمین پیروی کرتے اور یہی معنی ہین امام مالک کے قول کے حدیث ولوغ الکلب مین آئے یہ حدیث لیکن مین اسکی حقیقت نہین جانتا حکایت کیا ابن حاجب نے یعنے مین نے فقہاؤن کو اس پر عمل کرتے نہ دیکھا اور جب مختلف ہوگئے مذاہب صحابہ اور تابعین کے کسی مسئلے مین تو مختار نزدیک ہر عالم کے مذہب اوسکے شہر والے اور شیوخ کا ہے اسواسطے کہ وہ لوگ اونکے صحیح قولون کو سقیم سے تمیز کرنے والے اور خوب ہی یہچانتے والے اور جو اصول کہ اسکے مناسب تھے اوسکے بڑے ہی حافظ تھے اور انکا دل اونکے فضل اور تبحر کی طرف بہت ہی مائل تھا پس مذہب عمر رض وعثمان رض وعائشہ رض وابن عمر رض وابن عباس رض وزید بن ثابت رض اور اونکے اصحاب کا مثل سعید بن مسیب کے کہ وہ قضایا عمر رض اور احادیث ابی ہریرہ رض کے بڑے حافظ تھے اور عروہ وسالم وعکرمہ وعطا وعبید اللہ بن عبد اللہ اور اونکے مانند اولی تر ہین اخذ مین سوا انکے نزدیک اہل مدینہ کے جیسا کہ بیان کیا ہے اسکو نبی صلی اللہ

له ولوغ الکلب کا منسوخ ہونا انکی بات میں ہے ۱۲ محمود عفی عنہ

ولانها ماوی الفقهاء ومجمع العلماء فی كل عصر ولذلك ترى مالكا يلازم محجتهم وقد
اشتهر عن مالك انه متمسك باجماع اهل المدينة وعقد البخاری بابا فی الاخذ بما
اتفق عليه الحرمان ومذهب عبد الله بن مسعود واصحابه وقضايا علی وشريح
والشعبی وفتاوی ابراهيم احق بالاخذ عند اهل الكوفة من غيره وهو قول علقمة
حين مال مسروق الی قول زيد بن ثابت فی التشريك قال هل احد منهم اثبت من عبد الله
فقال لا ولكن رايت زيد بن ثابت واهل المدينة يشركون فان اتفق اهل البلد علی شیٔ
اخذوا عليه بالنواجذ وهو الذی يقول فی مثله مالك السنة التی لا اختلاف فيها
عندنا كذا وكذا وان اختلفوا اخذوا باقواها وارجحها اما لكثرة القائلين به او لموافقته لقياس
قوی او تخريج من الكتاب والسنة وهو الذی يقول فی مثله مالك هذا احسن ما سمعت فاذا
لم يجدوا فيما حفظوا منهم جواب المسئلة خرجوا من كلامهم وتتبعوا الايماء والاقتضاء

ترجمہ اور اسواسطے کہ وہ ہر زمانے مین فقہاؤنکا ٹھکانہ اور علماؤنکا مجمع رہا ہی اسلیے تم دیکھتے ہو
امام مالک کو کہ لازم کر لیا ہی اونہون نے اونکی روش کو اور مشہور ہی امام مالک سے کہ وہ تمسک کرتے
تھے ساتھ اجماع اہل مدینہ کے اور منعقد کیا ہی بخاری نے ایک باب اوسکے اخذ کرنیکے بیان مین جسمین
علماء حرمین متفق ہین اور مذہب عبد اللہ ابن مسعود اور اونکی اصحاب کا اور فیصلجات حضرت علی اور
شریح اور شعبی اور فتاوے ابراہیم احق ہین ساتھ اخذ کے نزدیک اہل کوفہ کے انکے غیر سے اور یہی
معنی ہی علقمہ کے قول کا جبکہ مائل ہوئے مسروق طرف قول زید بن ثابت کے تشریک مین تو کہا
اونہون نے کیا اونمین کوئی ثابت تر عبد اللہ ابن مسعود سے ہی پس کہا نہین ولیکن دیکھا مین نے
زید بن ثابت اور اہل مدینہ کو تشریک کرتے ہوے پس اگر متفق ہوگئے ایک شہر والے اوپر کسی شے کے
تو پکڑا اون لوگون نے اسکو اپنے دانتون سے اور وہ وہی ہی کہ امام مالک اوسکے مثل مین کہتے
ہین یہ وہ سنت ہی کہ جسمین ہمارے نزدیک اختلاف نہین ہی ایسا اور ایسا اور اگر مختلف ہوے وہ لوگ
تو اخذ کیا اوسکے اقوی اور ارجح کو یا تو اوسکے بہت کہنے والونکے سبب سے یا اوسکے موافقت کے
قیاس قوی سے یا بباعث تخریج اوسکی کتاب و سنت سے اور یہ وہی ہی جسکے مثل مین امام مالک کہتے ہین
کہ یہ سب بہت اچھا ہی اونمین سے جسکو مین نے سنا ہی اور جب نہ پایا اون لوگون نے اوسمین کچھ حفظ

والھموا فی ھذہ الطبقۃ التدوین فدون مالک ومحمد بن عبد الرحمن بن ابی ذئب بالمدینۃ وابن جریج وابن عیینۃ بمکۃ والثوری بالکوفۃ وربیع بن صبیح بالبصرۃ وکلھم مشوا علی ھذا النھج الذی ذکرتہ ولما حج المنصور قال لمالک قد عزمت ان آمر بکتابک ھذہ التی وضعتھا فتنسخ ثم ابعث فی کل مصر من امصار المسلمین منھا نسخۃ وآمرھم بان یعملوا بما فیھا ولا یتعدوہ الی غیرہ فقال یا امیر المؤمنین لا تفعل ھذا فان الناس قد سبقت الیھم اقاویل وسمعوا احادیث ورووا روایات واخذ کل قوم بما سبق الیھم واتوا بہ من اختلاف الناس فدع الناس وما اختار اھل کل بلد منھم لانفسھم ویحکی نسبۃ ھذہ القصۃ الی ھارون الرشید وانہ شاور مالکا فی ان یعلق الموطا فی الکعبۃ ویحمل الناس علی ما فیہ

ترجمہ اور اس طبقے مین علم شریعت کے تدوین کرنے کے ساتھ وہ لوگ الہام کیے گئے پس مدون کیا امام مالک اور محمد بن عبد الرحمن بن ابی ذئب نے مدینہ مین اور ابن جریج اور ابن عیینہ نے مکہ مین اور ثوری نے کوفہ مین اور ربیع بن صبیح نے بصرہ مین اور یہ سب لوگ اوسی روش پر چلے جسکو مین نے ذکر کیا اور جب حج کیا منصور خلیفہ عباسیہ نے تو امام مالک سے کہا کہ مین نے یہ قصد مصمم کیا ہی کہ تمہاری اس کتاب کو جسکو تمنے بنایا ہی لکھوا نیکا حکم دون اور پہر مسلمانون کے ہر شہرون مین اوسکا ایک ایک نسخہ بہیجون اور اونکو یہ امر کرون کہ جو اسمین ہی اوسی پر عمل کرین اور اسکے ستے ہوتے اسکے غیر کی طرف نہ تجاوز کرین تب امام مالک نے کہا ای امیر المومنین ایسا نکر کیونکہ بہت پہلے لوگون کے پاس صحابہ اور تابعین کے اقوال پہونچ چکے ہین اور وہ لوگ حدیثونکو سنچکے اور انکی روایت کرچکے ہین اور اخذ کیا ہی ہر قوم نے ساتھ اوسکے کہ اوسکے پاس پہلے پہونچا ہی اور لوگونکے اختلاف اونکو پاس آچکے ہین پس لوگون کو اوسکے ساتھ چہوڑ دو کہ جسکو ہر شہر والے نے اپنے نفس کے لیے اختیار کرلیا ہی اور اس قصہ کی نسبت ہارون رشید کیطرف بہی کی گئی ہی اور اوسمین یہ ہی کہ اوسنے امام مالک سے یہ مشورت کی کہ موطا کعبے مین لٹکا دیجاے اور اوسی پر عمل کرنے کیلئے لوگون کو تکلیف دیجاے ✣

بنایا ہی سے مراد ہی موطا کو ۱۲ محمد

فقال لا تفعل فان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اختلفوا في الفروع وتفرقوا
في البلدان وكل سنة مضت قال وفقك الله يا ابا عبد الله حكاه السيوطي رحمة الله
عليه وكان مالك اثبتهم في حديث المدينيين عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
واوثقهم اسنادا واعلمهم بقضايا عمر رض واقاويل عبد الله بن عمر رض وعايشة رض واصحابهم
من الفقهاء السبعة رض وبه وبامثاله قام علم الرواية والفتوى فلما وسد اليه
الامر حدث وافتى وافاد واجاد وعليه انطبق قول النبي صلى الله عليه وسلم
يوشك ان يضرب الناس اكباد الابل يطلبون العلم فلا يجدون احدا اعلم من
عالم المدينة على ما قاله ابن عيينة وعبد الرزاق وناهيك بهما فجمع اصحابه
رواياته ومختاراته ولخصوها وحرروها وشرحوها وخرجوا عليها وتكلموا
في اصولها ودلايلها وتفرقوا الى المغرب ونواحي الارض فنفع الله بهم كثيرا من خلقه

ترجمہ پس کہا امام مالک نے ایسا نکر کیونکہ صحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فروع
مین مختلف ہین اور وہ لوگ شہرونمین متفرق ہوگئے اور ہر سنتین گذر گئین تب ہارون
رشید نے توفیق دیوے تجھکو اللہ تعالی یا ابا عبد اللہ حکایت کیا اسکو سیوطی رحمہ اللہ علیہ نے
اور امام مالک رحمہ اللہ اہل مدینہ کی اون احادیث مین جو رسول اللہ سے مروی ہین ثابت تر اور
اونکی اسناد مین مضبوط تر اور قضایا عمر رض اور اقاویل عبد اللہ بن عمر رض اور عائشہ رض اور فقہا
سبعہ وغیرہ انکے صحاب کے بڑے جاننے والے تھے اور اسکے اور اسکے مانند سے روایات او
فتوی کا علم قائم ہوا پس جبکہ امر شریعت کا اونکے حوالے کیا گیا تو اونہون نے حدیثین روایت کین
اور فتوی دیئے اور لوگونکو فائدے پہونچائے اور ٹھیک ٹھیک بیان کیا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ و
سلم کا یہ قول اونہین پر منطبق ہوا کہ عنقریب لوگ طلب علم مین اپنے شترونکی جگرون مارینگے
پس کسیکو مدینے کے عالم سے بڑھکر نپاوینگے بنابر اوسکی کہ کہا ہے ابن عیینہ اور عبد الرزاق نے
اور اسمین انہین دونونکی گواہی کافی ہے پس اونکے صحاب نے اونکی روایتون اور اونکو
مختارات کو جمع کیا اور اوسکی تلخیص اور تحریر اور شرح اور تخریج کی اور اوسکی اصول اور دلائل مین
کلام کیے اور مغرب اور اطراف زمین مین متفرق ہوگئے پس اللہ تعالی نے اپنی بہت مخلوق

وان شئت ان تعرف حقیقة ما قلناه من اصل مذهبه فانظر فی کتاب الموطا
لمحمد رحمه الله وکما ذکرناه وکان ابو حنیفة رحمه الله الزمهم بمذهب ابراهیم واقرانه لا یجاوزه الا ما شاء الله
وکان عظیم الشان فی التخریج علی مذهبه دقیق النظر فی وجوه التخریجات مقبلا
علی الفروع اتم اقبال وان شئت ان تعلم حقیقة ما قلناه فلخص اقوال ابراهیم من
کتاب الآثار لمحمد وجامع عبد الرزاق ومصنف ابی بکر بن ابی شیبة ثم قایسه
بمذهبه تجده لا یفارق تلک المحجة الا فی مواضع یسیرة وهو فی تلک الیسیرة
ایضا لا یخرج عما ذهب الیه فقهاء الکوفة وکان اشهر اصحابه ذکرا ابو یوسف
تولی قضاء القضاة ایام هارون الرشید فکان سببا لظهور مذهبه والقضاء
به فی اقطار العراق وخراسان وما وراء النهر وکان احسنهم تصنیفا والزمهم
درسا محمد بن الحسن فکان من خبره انه تفقه علی ابی حنیفة وابی یوسف

ترجمہ اور اگر تم یہ چاہو کہ جو ہمنے کہا ہے اسکی حقیقت کو انکے اصل مذہب سے تمیز کرکے جانو
تو کتاب موطا مین نظر کرو ویسا ہی پاؤگے جیسا ہمنے ذکر کیا اور ابو حنیفہ ابراہیم
اور اونکے اقران کے مذہب کے ساتھ ایسے ملازم تھے کہ اوس سے کبھی تجاوز کرتے تھے الا ماشاء اللہ
اور اونکے مذہب پر تخریج کرنے مین بڑی ہی عظیم الشان اور وجوہ تخریجات مین بڑے دقیق النظر
اور فروع پر بڑی توجہ کرنے والے تھے اور اگر تم چاہو کہ جو مین نے کہا ہے اسکی حقیقت کو جانو
تو اقوال ابراہیم کو کتاب آثار امام محمد رحمہ اور جامع عبد الرزاق اور مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ
سے تلخیص کرکے پھر حنفی مذہب سے اوسکو موازنہ کرکے دیکھو تو تم یہی پاؤگے کہ امام
ابی حنیفہ رحمہ نے اس روش سے مفارقت نہین کی ہے مگر بعض ہی مقام مین اور وہ
اوس بعض مین بھی اوس سے نہین خارج ہین جسکی طرف فقہاء کوفہ گئے ہین اور اونکے
مشہور اصحاب مین سے ابو یوسف رحمہ ہین جو ہارون رشید کے زمانہ مین قاضی ہوئے
پس حنفی مذہب کے مشتہر ہونے اور تمامی اطراف عراق اور خراسان اور ماوراء النہر مین اسکے پھیل
جانیکا یہ ایک بہت ہی بڑا سبب ہوا اور محمد بن حسن تصنیف کرنے مین بہت اچھے اور درس
کے بڑے ملازم تھے اور یہ خبر مشہور ہے کہ اونھون نے پہلے ابو حنیفہ اور ابو یوسف سے فقہ حاصل کی تھی

ثم خرج الى المدينة فقراء الموطا على مالك ثم رجع الى نفسه فطبق مذهب صحابه
على الموطا مسئلة مسئلة فان وافق فبها والا فان رئی طائفة من الصحابة
والتابعين ذاهبين الى مذهب اصحابه فكذلك وان وجد قياسا ضعيفا
او تخريجا لينا يخالفه حديث صحيح مما عمل به الفقهاء ويخالفه عمل اكثر العلماء تركه
الى مذهب من مذاهب السلف مما يراه ارجح مما هنالك وهما لا يزالان على
محجة ابراهيم ما امكن لهما كما كان ابو حنيفة رحمه الله يفعل ذلك وانما كان
اختلافهم في احد شيئين اما ان يكون لشيخهما تخريج على مذهب ابراهيم يزاحمانه فيه او يكون
هناك لابراهيم ونظرائه اقوال مختلفة يخالفانه في ترجيح بعضها على بعض فصنف
محمد رحمه الله وجمع رای هؤلاء الثلاثة ونفع كثيرا من الناس فتوجه اصحاب
ابي حنيفة رحمه الله الى تلك التصانيف تلخيصا وتقريبا وتخريجا وتاسيسا واستدلالا

ترجمہ اور اوسکے بعد مدینہ جا کر امام مالک سے موطا پڑھی پھر وہان سے لوٹکر خود سمجھ بوجھکر
اپنے اصحاب کے مذہب کی ہر ہر مسئلہ کو موطا پر منطبق کیا پس اگر اوسکے موافق پایا تو اوسکو
بہتر سمجھا اور اگر نہین تو صحابہ اور تابعین کی کسی جماعت نے اگر کوئی ایسی روایت کی ہو
جو اونکے اصحاب کے مذہب کیطرف جاتی ہو تو اوسکو بھی بہتر سمجھا اور اگر کسی ضعیف قیاس یا
ایسی نرم تخریج کو پایا جو ایسی حدیث صحیح کی جسپر بہت سے فقہا نے عمل کیا ہی مخالف ہو اور عمل
اکثر علما کا بھی اوسکے خلاف ہے تو اوسکو سلف کے مذہبون مین سے کسی مذہب کیطرف
جسکو وہان مرجح سمجھتے تھے چھوڑ دیا اور یہ دونون جہانتک ممکن ہو سکا برابر ابراہیم کی روش
پر تھے جیسا کہ ابو حنیفہ رح اوسکو کرتے تھے اور سوا اسکے نہین ہی کہ اختلاف انکا ان دو چیزون
مین سے ایک مین تھا یا تو یہ کہ انکے شیخ کی کوئی تخریج ابراہیم کے مذہب پر ہوتی تھی تو
اوسمین یہ دونون مزاحمت کرتے تھے یا ابراہیم اور اونکے مانند لوگون کے اقوال اوسمین
مختلف ہوتے تھے تو یہ دونون بعض کو بعض پر ترجیح دینے مین خلاف کرتے تھے پس
امام محمد رح نے تصنیف کی اوران تینون کی رائے کو جمع کیا اور بہت لوگون کو نفع پہونچایا
پس اصحاب ابو حنیفہ رح کی ان تصانیف کی تلخیص اور تقریب اور تخریج اور تاسیس اور استدلال

ثم تفرقوا الى خراسان وما وراء النهر فسمى ذلك مذهب ابى حنيفة رحمه الله
عليه وانما عد مذهب ابى حنيفة رح مع مذهب ابى يوسف رح ومحمد رح واحدا مع انهما
مجتهدان مطلقان ومخالفتهما يسيرة قليلة فى الاصول والفروع لتوافقهم فى هذا
الاصل ولتدوين مذاهبهم جميعا فى المبسوط والجامع الكبير ثم نشأ الشافعى رحمة الله
عليه واوايل ظهور المذهبين وترتيب اصولهما وفروعهما فنظر فى صنيع الاوائل
فوجد فيه امورا كبحت عنانه عن الجريان فى طريقهم وقد ذكرها فى اوائل كتاب
الام منها انه وجدهم ياخذون بالمرسل والمنقطع فيدخل فيهما الخلل فانه اذا جمع
طرق الحديث يظهر انه كم من مرسل لا اصل له وكم من مرسل يخالف مسندا
فقرر ان لا ياخذ بالمرسل الا عند وجود شروط وهى مذكورة فى كتب الاصول

ترجمہ اور یہ سب خراسان اور ماوراءالنہر مین تمام پھیل پڑے اور اسیکا نام حنفی
مذہب رکھا گیا اور ابوحنیفہ رح کا مذہب ابی یوسف رح اور محمد رح کے ساتھ ایک ہی
مذہب شمار کیا گیا باوجودیکہ یہ دونون مجتہد مطلق ہین اور ان دونون کے اصول و
فروع مین مخالفت بہت ہے کم ہے اسلیے کہ اصل مین انکی موافقت ہے اور اسلیے
کہ ان دونون نے اپنے مذاہب کو مبسوط اور جامع کبیر مین مدون کیا ہے اور اوس
ان دونون مذہبون کے اوائل ظہور اور اونکے اصول اور فروع کی ترتیب ہی کے
زمانے مین امام شافعی ظاہر ہوے پس اونہون نے پہلون کے افعال مین نظر کیا
تو اوسمین اونہون نے چند امور ایسے پاے جس سے انکی باگ اون لوگون کے طریقون
مین جاری ہونے سے رک گئی اور اون سب امرون کو امام شافعی رحمہ اللہ علیہ نے
اوائل کتاب اُم مین ذکر کیا ہے بعض اوسمین کے یہ ہین کہ وہ لوگ مرسل اور منقطع
کے ساتھ اخذ کرتے ہین پس اوسمین خلل داخل ہوتا ہے کیونکہ جب تمامی طریقے حدیث
کے جمع کیے جاتے ہین تو ظاہر ہوتا ہے کہ بہت سے مرسل ایسے ہین کہ جنکی کچھ اصل نہین
اور بہت سے مرسل ایسے ہین جو مسند کے خلاف ہین پس یہ امر ثابت ہوا کہ مرسل سے
نہ استدلال کیا دیگر بوقت موجود ہونے اون شرطون کے جو کتب اصول مین مذکور ہین

ومنها انه لم تكن قواعد الجمع بين المختلفات مضبوطة عندهم فيطرق بذلك خلل
في مجتهداتهم فوضع لها اصولا ودونها في كتاب وهذا اول تدوين كان في اصول
الفقه مثاله ما بلغنا انه دخل على محمد بن الحسن وهو يطعن على اهل المدينة في قضائهم
بالشاهد الواحد مع اليمين ويقول هو هذا زيادة على كتاب الله فقال الشافعي
اثبت عندك انه لا يجوز الزيادة على كتاب الله بخبر الواحد قال نعم قال فلم قلت
ان الوصية للوارث لا يجوز لقوله صلى الله عليه وسلم الا لا وصية لوارث وقد
قال الله تعالى كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ الاية واورد عليه شيئا
من هذا القليل فانقطع كلام محمد بن الحسن ومنها ان بعض الاحاديث الصحيحة
لم يبلغ علماء التابعين ممن وسد اليهم الفتوى فاجتهدوا بارائهم واتبعوا
العمومات واقتدوا بمن مضى من الصحابة فافتوا حسب ذلك

ترجمہ اور بعض اونمین سے یہ ہی کہ اونکے نزدیک مختلفات کے جمع کے قاعدے مضبوط نہ تھی
اس سبب سے اونکے مجتہدات مین خلل عارض ہوا کرتا تھا پس اسکے لیے امام شافعی رح نے اصول
وضع کیا اور اوسکو ایک کتاب مین مدون فرمایا اور یہ اصول فقہ مین پہلے تدوین یہی تھی
مثال اسکی وہ ہی جسکی خبر مجھکو یون پہونچی ہی کہ امام شافعی رح امام محمد ابن حسن کے پاس اتفاقا
ایسے وقت مین جا پہونچے کہ وہ مدینے والون پر اس بات مین طعن کر رہے تھے کہ وہ لوگ
ایک ہی گواہ سے قسم کہلا کر فیصلہ کر دیا کرتے ہین اور کہہ رہے تھے کہ یہ زیادتی ہی کتاب اللہ پر
پس کہا شافعی رحمہ اللہ علیہ نے کیا تمہارے نزدیک ثابت ہوا کہ کتاب اللہ پر زیادتی خبر واحد
کے ساتھ جائز نہین ہی کہا ہان تب کہا شافعی رح نے پس کیون کہتے ہو تم کہ وارث کے لیے
وصیت جائز نہین ہی بدلیل قول پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے (خبردار ہو جاؤ ای لوگو کہ وارث
کے لیے وصیت نہین) حالانکہ فرمایا ہی اللہ تعالی نے جب حاضر ہو تم مین سے کسیکو موت آخر آیت
تک اور وارد کیے اوسی قبیل کے بہت سے اعتراضات پس منقطع ہو گیا کلام محمد بن حسن کا اور
امور مذکورین سے یہ ہی کہ بعض احادیث صحیحہ اون علماء تابعین کو جو فتوا دیا کرتے تھے نہ پہونچین
اسلیے اونہون نے اپنی رائے سے اجتہاد کیا اور عمومات کی پیروی اور جو صحابہ گذر گئے تھے

[illegible]

× حنفیون کے نزدیک وارثون کے حق مین وراثت کا حکم کسی حدیث سے
منسوخ نہین ہے - بلکہ قرآن مجید کی اس آیت سے جس مین وراثت کے احکام ہین

ثم ظهرت بعد ذلك فی الطبقة الثانية فلم يعملوا بها ظنا منهم انها تخالف عمل اهل مذهبهم وسنتهم التی لا اختلاف لهم فيها وذلك قادح فی الحديث وعلة مسقطة له او لم يظهر فی الطبقة الثالثة وانما ظهر بعد ذلك عندما امعن اهل الحديث فی جمع طرق الحديث ورحلوا الی اقطار الارض وبحثوا عن حملة العلم فكثير من الاحاديث لا يرويه من الصحابة الا رجل او رجلان ولا يرويه عنه او عنهما الا رجل او رجلان وهلم جرا فخفی علی اهل الفقه وظهر فی عصر الحفاظ الجامعين لطرق الحديث وكثير من الاحاديث رواه اهل البصرة مثلا وسائر الاقطار فی غفلة منه فبين الشافعی ان العلماء من الصحابة والتابعين لم يزل شانهم انهم يطلبون الحديث فی المسئلة فاذا لم يجدوا تمسكوا بنوع آخر من الاستدلال ثم اذا ظهر عليهم الحديث بعد رجعوا من اجتهادهم الی الحديث

ترجمہ اسکے بعد تیسرے طبقے مین وہ حدیثین ظاہر ہوئین تو اونہون نے یہ خیال کرکے کہ یہ اونکے اہل مذہب اور اونکے اون طریقون کے جنمین اونکو کچھہ اختلاف نہین ہے خلاف ہو اون حدیثون پر عمل نکیا اور یہ درحقیقت حدیث مین قادح اور اوسکے لیے علت مسقطہ تھی یا تیسرے طبقے مین بھی وہ حدیثین نہ ظاہر ہوئین مگر ہان اسکے بعد جب اہل حدیث نے اوسکے سب طریقون مین غور نظر کیا اور اوسکی تحقیقات کے لیے تمامی اطراف زمین مین چلے اور علماء اون سے مباحثہ کیے تو بہت ایسی حدیثین ظاہر ہوئین جنکو صحابہ مین سے فقط ایک یا دو شخص نے روایت کیا تھا اور علی ہذا القیاس اونسے بھی ایک ہی یا دو نے روایت کی تھی اور علی ہذا القیاس اونسے بھی ایسی ہی مردکی اور اونکے بعد بھی یون ہی منقول ہوتی چلی آئی تھی پس اہل فقہ پر وہ حدیثین چھپی رہین اور اون حافظون کے زمانے مین کہ حدیث کے تمامی طرق کی جمع کرنیوالے تھے ظاہر ہوگئین اور بہت سی ایسی حدیثین ہین کہ مثلا اہل بصرہ نے اونکو روایت کیا ہے اور تمامی ملک کے لوگ اوس سے غافل ہین پس بیان کیا شافعی رحمہ اللہ نے کہ علماء صحابہ اور تابعین کی برابر یہ شان تھی کہ ہمیشہ وہ لوگ ہر مسئلہ مین حدیث طلب کیا کرتے تھے اور جب حدیث نپاتے تھے تو ایک دوسری طرح کی استدلال سے تمسک کرتے تھے مگر پھر جب اسکے بعد اونپر حدیث ظاہر ہوتی تھی تو اپنی اجتہاد سے

فاذا كان الامر على ذلك لا يكون عدم تمسكهم بالحديث قدحا فيه اللهم الا
اذا بينوا العلة القادحة مثاله حديث القلتين فانه حديث صحيح روي بطرق كثيرة
منتظمها يرجع الى الوليد بن كثير عن محمد بن جعفر بن الزبير او محمد بن عباد بن جعفر
عن عبيد الله بن عبد الله عن ابن عمر رض ثم تشعبت الطرق بعد ذلك وهذان
وان كانا من الثقات لكنهما ليسا ممن وسد اليهما الفتوى وعول الناس عليهما فلم
يظهر الحديث في عصر سعيد بن المسيب ولا في عصر الزهري ولم يمش عليه المالكية ولا الحنفية فلم يعملوا
وعمل به الشافعي وكحديث خيار المجلس فانه حديث صحيح روي بطرق كثيرة وعمل به
ابن عمر وابو هريرة من الصحابة ولم يظهر على الفقهاء السبعة ومعاصريهم فلم يكونوا
يقولون به فراى مالك وابو حنيفة هذه علة قادحة في الحديث وعمل به الشافعي

ترجمہ پس جبکہ یہ امر اسطرح پر تھا تو کسی حدیث کے ساتھہ اونکا تمسک کرنا اوسمین
قدح نہ تھا مگر ہان جب اونہون نے اوسکی علت قادحہ بیان کردیا ہو مثال اوسکی حدیث
قلتین ہے کہ بیشک یہ حدیث صحیح ہے اور بہت ایسے طریقون سے روایت کی گئی ہے کہ منتظم
اسکا پہونچتا ہے طرف ولید بن کثیر کے محمد بن جعفر بن زبیر یا پہونچتا ہے محمد بن عباد بن جعفر
کیطرف جو عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رض سے مروی ہے پھر اوسکے بعد اوسکے بہت سی طریقے
ہوگئے اور یہ دونون اگرچہ ثقات ہین لیکن مفتیون مین نہین ہین اور لوگ اونکے
پاس فتوا پوچھنے یا ایسی حاجت روائی کے لیے نہ جایا کرتے تھے پس چونکہ یہ حدیث
نہ سعید بن مسیب کے زمانے مین اور نہ زہری کے زمانے مین ظاہر ہوئی اور
نہ اسپر مالکیہ اور نہ حنفیہ چلے اسلیے لوگون نے اسپر عمل نہ کیا مگر امام شافعی رحمہ اللہ نے
اسپر عمل کیا۔ اور جیسے حدیث خیار مجلس کی کہ بیشک وہ حدیث صحیح اور بہت سے
طریقون سے مروی ہے اور صحابیون مین سے ابن عمر رض اور ابوہریرہ رض نے اسپر
عمل کیا ہے مگر فقہاء سبعہ اور اونکے زمانے کے لوگون پر نہ ظاہر ہوئی تھی پس
نہ لوگ اسکے مطابق نہ کہتے اور نہ کسیکو حکم کرتے تھے پس امام مالک رحمہ اور ابوحنیفہ
نے سمجھا کہ اس حدیث مین یہ علت قادحہ ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ اسپر عمل کیا

ومنها ان اقوال الصحابة جمعت فی عصر الشافعی فتکثرت واختلفت وتشعبت ورای کثیرا منها ما یخالف الحدیث الصحیح حیث لم یبلغهم ورای السلف لم یزالوا یرجعون فی مثل ذلک الی الحدیث فترک التمسک باقوالهم ما لم یتفقوا وقال هم رجال ونحن رجال ومنها انه رای قوما من الفقهاء یخلطون الرای الذی لم یسوغه الشرع بالقیاس الذی اثبته فلا یمیزون واحدا منهما من الآخر ویسمونه تارة بالاستحسان واعنی بالرای ان ینصب مظنة حرج او مصلحة علة لحکم وانما القیاس ان یخرج العلة من الحکم المنصوص ویدار علیها الحکم فابطل هذا النوع اتم ابطال وقال من استحسن فانه اراد ان یکون شارعا حکاه العضد فی شرح مختصر الاصول مثاله رشد الیتیم امر خفی فاقاموا مظنة الرشد وهو بلوغ خمس عشر سنة مقامه وقالوا اذا بلغ الیتیم هذا العمر سلم الیه ماله قالوا هذا استحسان والقیاس ان لا یسلم الیه

ترجمہ اور انہیں امروں میں سے یہ ہے کہ جب امام شافعی کے زمانہ میں اقوال صحابہ جمع کی گئی تو بہت اور مختلف اور شاخ شاخ پائے گئے اور اونہوں نے بہتوں کو ایسا معلوم کیا کہ یہ حدیث صحیح کے خلاف ہیں اس حیثیت سے کہ اونکو حدیثیں نہیں پہونچیں اور سلف کے حالات اونکو ایسے معلوم ہوئے کہ ایسی حالتوں میں وہ لوگ برابر حدیث کیطرف رجوع کرتے رہے لیکن ان لوگوں کا اون اقوال کے ساتھ کہ جو متفق نہ تھے اونہوں نے تمسک کرنا چھوڑ دیا اور کہا کہ اس بارہ میں وہ بھی مرد ہیں اور ہم بھی مرد ہیں اور انہیں امروں میں سے یہ ہے کہ اونہوں نے فقہا کے ایک ایسی قوم کو پایا جنہوں نے اوس رائے کو جسکو شریعت نے نہ جائز رکھا تھا اوس قیاس کے ساتھ جسکو اونہوں نے ثابت کیا تھا ایسے طور پر ملا دیا کہ ایک دوسرے سے تمیز نہ ہو سکتی تھی اور اوسکا نام وہ لوگ استحسان رکھا کرتے تھے اور مراد لیتا ہوں میں رائے سے یہ کہ قائم ہو مظنہ کسی حرج کا یا مصلحت علت کسی حکم کے اور قیاس یہ ہے کہ خارج ہو علت حکم منصوص سے اور دائر ہو اوسپر حکم پس امام شافعی نے اسکو خوب اچھی طرح سے باطل کیا اور کہا کہ جسنے استحسان قائم کیا اوسنے شارع ہونے کا ارادہ کیا حکایت کیا اسکو عضد نے شرح مختصر الاصول میں مثال اسکے عاقل ہونا یتیم کا کہ ایک امر خفی ہے پس پندرہ برس کی عمر کو لوگوں نے اوسکی جگہ قائم کیا اور کہا کہ جب یتیم اس عمر کو پہنچ جاوے

وبالجملة فلما رای فی صنیع الاوائل مثل هذه الامور اخذ الفقه من الراس فاسس الاصول وفرع الفروع وصنف الکتب فاجاد وافاد واجتمع علیه الفقهاء وتصرفوا اختصارا وشرحا واستدلالا وتخریجا ثم تفرقوا فی البلدان فکان هذا مذهب الشافعی رحمه الله تعالی والله اعلم باب اسباب الاختلاف بین اهل الحدیث واصحاب الرای اعلم انه کان بین العلماء فی عصر سعید بن المسیب والزهری وابراهیم وفی عصر مالک وسفیان وبعد ذلک قوم یکرهون الخوض بالرای ویهابون الفتیا والاستنباط الا لضرورة لا یجدون منها بدا وکان اکبر همهم روایة حدیث رسول الله صلی الله علیه وسلم سئل عبد الله بن مسعود عن شیء فقال انی لاکره ان احل لک شیئا حرمه الله علیک او احرم ما احله الله لک وقال معاذ بن جبل یا ایها الناس لا تعجلوا بالبلاء قبل نزوله فانه لم ینفک المسلمون ان یکون فیهم من اذا سئل سدد

ترجمہ الحاصل امام شافعی رح نے جب پہلوں کی عملدرآمد مین ایسے امور دیکھے تو فقہ کو سر سے اخذ کیا اور اصول قائم کیے اور فروع چھانٹے اور کتابین تصنیف کین اور خوب ٹھیک ٹھیک کام کیا اور خلق اللہ کو فائدہ پہونچایا اور فقہا نے ان امور پر اتفاق اور اجتماع کیا اور بطور اختصار و شرح و استدلال و تخریج کی اونہون نے اسمین تصرف کیا اور پہر وہ تمام ملکون مین متفرق ہوگئے اور یہی سبب امام شافعی رح کا مذہب ہوگیا واللہ اعلم

باب اسباب اختلاف درمیان اہل حدیث و اصحاب رائے

جان تو کہ سعید بن مسیب اور زہری اور ابراہیم اور امام مالک اور سفیان کے زمانے مین اور اونکے بعد بہی علماؤن مین سے ایک ایسی جماعت کے لوگ تہے کہ جو رائے مین خوض کرنیکو مکروہ جانتے تہے اور بجز ضرورت اور نہایت لابدی امر و حالت کے فتوا اور استنباط مین بہت ہی خوف کرتے تہے اور بڑی ہمت اونکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون کی روایت کرنے مین مبذول تہی چنانچہ عبد اللہ بن مسعود جب ایک شے سے پوچہے گئے تو اونہون نے کہا کہ مین اسکو بہت ہی مکروہ جانتا ہون کہ حلال کرون تمہارے لیے اوس چیز کو کہ اللہ نے تمپر اوسکو حرام کیا ہو یا حرام کرون اوسکو کہ اللہ نے اوسکو تمہارے لیے حلال کیا ہو اور کہا معاذ بن جبل نے کہ ای لوگو بلا کی اوترنے کے پہلے ہی اوسکو مت اوتارو کیونکہ مسلمانون مین برابر ایسے لوگ

حقیقت مذہب شافعی

یہ مذہب شافعی ہوا

وروى نحو ذلك عن عمرؓ وعليؓ وابن عباسؓ وابن مسعودؓ في كراهية التكلم
في ما لم ينزل وقال ابن عمرؓ لجابر بن زيد انك من فقهاء البصرة فلا تفت الا بقرآن
ناطق او سنة ماضية فانك ان فعلت غير ذلك هلكت واهلكت وقال ابو النضر
لما قدم ابو سلمة البصرة اتيته انا والحسن فقال للحسن انت الحسن ما كان
احد بالبصرة احب الي لقاء منك وذلك انه بلغني انك تفتي برائك فلا تفت
برائك الا ان يكون سنة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم او كتاب منزل
وقال ابن المنكدر ان العالم يدخل فيما بين الله وبين عباده فليطلب لنفسه
المخرج وسئل الشعبي كيف كنتم تصنعون اذا سئلتم قال على الخبير وقعت
كان اذا سئل الرجل قال لصاحبه افتهم فلا يزال حتى يرجع الى الاول

ترجمہ اور ایسی چیزون مین کہ نص شرعی نہین نازل ہوئی ہو اوسمین کلام کرنیکی کراہت
مین حضرت عمر اور علی اور ابن عباسؓ اور ابن مسعود سے بہی مروی ہو اور فرمایا ابن عمرؓ نے
جابر بن زید سے کہ تو فقہاء بصرہ سے ہو پس نہ فتوی دیا کر مگر قرآن ناطق یا سنت ماضیہ سے
کیونکہ اگر تو اسکے خلاف کریگا تو خود بھی ہلاک ہوگا اور لوگون کو بھی ہلاک کریگا اور کہا ابو نضر نے
کہ جب ابو سلمہؓ بصرہ مین آئے تو مین اور حسن بصری اونکے پاس آیا تو اونہون نے حسن بصری
سے کہا کہ تو ہی حسن ہو بصرہ کے لوگون مین سے کوئی ایسا نہین جسکے ملنے کو میرا دل تجھ سے بڑھکر
چاہتا ہو اور یہ اس لیے کہ مجھے یہ خبر پہونچی کہ تو فتوا دیا کرتا ہو تو پس اپنی رائے سے فتوا نہ دیا کر
مگر اسطرح پر کہ وہ موافق ہو سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے یا اوس سے جو خدا
کیطرف سے نازل کی گئی ہو اور کہا ابن المنکدر نے کہ عالم داخل ہوتا ہو اوس مقام مین
کہ درمیان اللہ تعالی اور اوسکے بندون کی ہے پس اوسکو چاہیے کہ اپنی نکاسی کی
صورت ٹھہرالیوے اور پوچھے گئے شعبیؒ کہ جب تم لوگ کسی مسئلے سے سوال کیے جاتے
تھے تو کیا کرتے تھے تو اونہون نے کہا کہ تو ایک واقف شخص پر واقع ہوا انہین سے
جب کوئی شخص کچھ پوچھا جاتا تھا تو وہ اپنے صاحب سے کہتا تھا کہ تو ہمکو فتوا دے
یہانتک کہ ایسہی اول تک اوسکو انتہا کرتے تھے

وقال الشعبی ما حدثوک هؤلاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخذ به وما قالوہ برائیہم فالقه فی الحش اخرج هذہ الاثار عن اخرها الدارمی فوقع شیوع تدوین الحدیث والاثر فی بلدان الاسلام وکتابة الصحف والنسخ حتی قل من یکون اهل الروایة الا کان له تدوین الحدیث وصحیفة او نسخة من حاجتهم بموقع عظیم فطاف من ادرک من عظمائهم ذلک الزمان بلاد الحجاز والشام والعراق والمصر والیمن والخراسان وجمع الکتب وتتبعوا النسخ وامعنوا فی التفحص من غریب الحدیث ونوادر الاثر فاجتمع باهتمام اولئک من الحدیث والاثار ما لم یجتمع لاحد قبلهم وتیسر لهم ما لم یتیسر لاحد قبلهم وخلص الیهم من طرق الاحادیث شئ کثیر حتی کان لکثیر من الاحادیث عندهم مائة طریق فما فوقها فکشف بعض الطرق ما استتر فی بعضها الاخر وعرفوا محل کل حدیث من الغرابة والاستفاضة

ترجمہ اور کہا شعبی نے کہ یہ لوگ جو تمکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرین اوسکو لے لو اور جو اپنی راے سے کہین اوسکو جاے ضرورین ڈالدو نکالا ان سب آثار کو دارمی نے پس واقع ہوا شیوع تدوین حدیث اور اثر کا اسلام کے شہرون مین اور کتابت صحیفون کی اور نسخ کی انکا یہانتک کہ ایسے اہل روایت بہت ہی کم تھے جنکے پاس تدوین حدیث یا کوئی صحیفہ یا نسخہ اونکی حاجتون سے جو موقع عظیم مین واقع ہوئی تھی نہون پس پھرے اوس زمانہ کے علما حجاز اور شام اور عراق اور مصر اور یمن اور خراسان کے شہرون مین اور بڑے بڑے علماؤن سے ملاقات کی اور اونسے علوم حاصل کرکے کتابین جمع کین اور نسخ کی تتبع کی اور احادیث غریب اور اثار نادرہ کے تفحص و تلاش مین خوب ہی باریک بینی کی پس انکے اہتمام سے وہ حدیثین و اثار جمع ہوگئے کہ جو انکے پہلے والونمین سے کسیکے پاس نہ مجتمع تھی اور انکے لیے وہ آسانیان ہوگئین کہ جو انکے پہلے کسیکو نہ حاصل تھین اور طرق احادیث سے انکے پاس بہت چیزین پہونچ گئین یہانتک کہ اونکے پاس بہت سی حدیثون کی سو سو یا اس سے بھی زیادہ طریقے تھے پس اس طریقے سے احادیث کے بعض طرق جو بعض روایتون مین پوشیدہ تھے سب کھل گئے اور اون لوگون نے حدیث کی غرابت و شہرت وغیرہا تمامی محل کو پہچان لیا استفا

وامكن لهم النظر فى المتابعات والشواهد فظهر عليهم احاديث صحيحة كثيرة لم تظهر على اهل
الفتوى من قبل قال الشافعى لاحمد انتم اعلم بالاخبار الصحيحة منا فاذا كان خبر صحيح
فاعلمونى حتى اذهب اليه كوفيا كان او بصريا او شاميا حكاه ابن الهمام وذلك
لانه كم من حديث صحيح لا يرويه الا اهل بلد خاصة كافراد الشاميين
والعراقيين او اهل بيت خاصة كنسخة بريد عن ابى بردة عن ابى موسى و
نسخة عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده او كان الصحابى مقلا خاملا لم يحمل عنه
الا شرذمة قليلون فمثل هذه الاحاديث يغفل عنها عامة اهل الفتوى اجتمعت
عندهم اثار فقهاء كل بلد من الصحابة والتابعين وكان الرجل فيما قبلهم لا يتمكن الا من
جمع حديث بلده واصحابه وكان من قبلهم يعتمدون فى معرفة اسماء الرجال ومراتب
عدالتهم على ما يخلص اليهم من مشاهدة الحال وتتبع القرائن
الخ ترجمہ اور اس سبب سے متابعات اور شواہد پر نظر کرنے مین وہ قادر ہوگئے اور انپر بہت سے
ایسی حدیثین ظاہر ہوگیئن کہ جو انکے پہلے اہل فتوا پر نہ ظاہر ہوئی تھین چنانچہ امام شافعی رح نے
امام احمد رح سے کہا کہ اخبار صحیح کو تم ہملوگون سے زیادہ جاننے والے ہو پس جب کوئی خبر صحیح ہو تو اوسکی
خبر مجھکو کردو تاکہ مین اوسپر چلون چاہے اوسکا راوی کوفی ہو یا بصری یا شامی حکایت کیا اسکو
ابن الہمام نے اور اسکی یہ وجہ ہے کہ بہت سی صحیح حدیثین ایسی ہین کہ جسکو فقط ایک ہی
شہر والون نے روایت کیا ہو جیسے بہت سی حدیثون کی روایت کرنے مین شام والے
اور علی ہذا القیاس عراق والے فرد ہین یا فقط ایک ہی خاندان کے لوگون نے روایت کی
ہے جیسے نسخہ برید کہ وہ فقط ابی بردہ اور ابی موسے ہی سے مروی ہو اور نسخہ عمرو بن شعیب کہ وہ
اونکے باپ دادا ہی سے منقول ہو یا یہ کہ صحابی غیر معروف وقلیل الحدیث تھا اوس سے بہت ہی
کم لوگون نے روایت کی ہو پس عامہ اہل فتوی ایسی حدیثون سے غافل رہے اور انکے نزدیک ہر شہر
کے فقہا صحابہ وتابعین کے آثار مجتمع ہوئے اور پہلے کے لوگ نہ قادر تھے مگر فقط اپنے شہر یا اصحاب
کی حدیثون کے جمع کرنے مین اور انکے پہلے کے لوگ اعتماد کرتے تھے معرفت اسمار رجال اور انکے
مراتب عدالت مین جو اونکے پاس مشاہدہ حال اور تتبع قرائن سے پہونچے سے تھے

مله قلیل الحدیث ۱۲

وامعن هذه الطبقة في هذا الفن وجعلوه شيئا مستقلا بالتدوين
والبحث وناظروا في الحكم بالصحة وغيرها فانكشف عليهم بهذا التدوين
والمناظرة ماكان خفيا من حال الاتصال والانقطاع وكان سفيان ووكيع
وامثالهما يجتهدون غاية الاجتهاد فلا يمكنون من الحديث المرفوع المتصل
الا من دون الف حديث كما ذكره ابوداؤد السجستاني في رسالته الى مكة
وكان اهل هذه الطبقة يروون اربعين الف حديث فما يقرب منه
بل صح عن البخاري رحمه الله تعالى انه اختصر صحيحه من ستمائة الف
حديث وعن ابي داؤد انه اختصر سننه من خمسمائة الف حديث وجعل
احمد مسنده ميزانا يعرف به حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم
فما وجد فيه ولو بطريق واحد من طرقه فله اصل والا فلا اصل له

ترجمہ: اور اس طبقے والون نے اس فن مین خوب غور وفکر کیا اور اس مین بحث وتدوین
کرکے اسکو ایک مستقل شے قرار دیا اور حکم مین اوسکے صحت وغیرہ کے ساتھہ اونہون نے
مناظرہ کیا پس اس تدوین ومناظرہ مین جو جو امور حالات اتصال وانقطاع سے
پوشیدہ تھے ان پر سب منکشف ہوگئے اور سفیان اور وکیع اور انکے مانند لوگ اگرچہ
اسمین بڑی کوشش کرنے والے تھے مگر تو بھی ہزار سے کم ہی احادیث مرفوع متصل
کی روایت پر قادر تھے جیسا کہ ابوداؤد سجستانی نے اپنے اوس رسالے مین جو مکہ والون
کی طرف لکھا ہو ذکر کیا ہو اور اس طبقے کے لوگون نے چالیس ہزار کے قریب تک روایت
کیا ہو بلکہ بخاری رحمہ اللہ تعالی سے بطور صحیح منقول ہے کہ اونہون نے اپنے صحیح کو چھہ لاکھہ
حدیثون سے اختصار کیا ہے اور ابی داؤد سے منقول ہے کہ اونہون نے اپنے سنن
کو پانچ لاکھہ حدیثون سے اختصار کیا ہے اور امام احمد نے اپنے مسند کو ایک میزان مقرر
کیا ہو جس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثین پہچانی جاتی ہین پس جو اوسمین
ہے اگرچہ ایک ہی طریقے سے پائی جاوے تو یہ جاننا چاہیے کہ اسکے لیے کوئی اصل
ہے اور جو نہین تو یہ محض بے اصل ہے۔

[illegible]

وكان رؤس هؤلاء عبد بن مهدی الرحمن ويحيى القطان ويزيد بن هارون و
عبد الرزاق وابو بكر بن شيبة ومسدد وهناد واحمد بن حنبل واسحق
ابن راهويه والفضل بن دكيع وعلى المدنی واقرانهم وهذه الطبقة هی الطراز الاول
من طبقات المحدثين فرجع المحققون منهم بعد احكام فن الرواية ومعرفة مراتب
الاحاديث الى الفقه فلم يكن عندهم من الرای ان يجمع على تقليد رجل من مضی
مع ما يرون من الاحاديث والاثار المناقضة لكل مذهب من تلك المذاهب
فاخذوا يتبعون احاديث النبی صلی الله عليه وسلم وآثار الصحابة والتابعين
والمجتهدين على قواعد احكموها فی نفوسهم وانا ابينها لك فی كلمات يسيرة كان
عندهما انه اذا وجد فی المسئلة قران ناطق فلا يجوز التحول
منه الى غيره واذا كان القران محتملا بوجوه فالسنة قاضية عليه

ترجمہ اور سرداراس قافلہ کے عبداللہ بن مہدی الرحمن اور یحیٰی القطان اور یزید بن
ہارون اور عبدالرزاق اور ابو بکر بن شیبہ اور مسدد اور ہناد اور احمد بن حنبل اور اسحٰق
بن راہویہ اور فضل بن وکیع اور علی مدنی اور اقران انکے ہین اور یہی طبقہ
طبقات محدثین کا نقش اول ہے پس بعد مضبوط کرنے فن روایت ومعرفت
مراتب احادیث کے اونکے محققین فقہ کی طرف رجوع لائے تو بمقتضاے رای
وقیاس کے اونکے نزدیک یہہ بات نہ تھی کہ اون لوگون مین سے کہ گذر چکی تھی کسی
ایک شخص کی تقلید پر مجتمع ہوجاوین باوجودیکہ ان مذاہب مین سے ہر ایک مذہب
کی احادیث اور اثار مناقضہ کو وہ لوگ روایت کرتے اور خوب سمجھے ہوئے تھے
پس وہ لوگ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثون اور صحابہ اور تابعین کے اثار اور
مجتہدین کے اون قواعد کے جسکو اونھون نے خود محکم کیا تھا پیروی کرنے لگے
اور اسکو مین تیرے لیے چند کلمون مین بیان کر دیتا ہون کہ اونکا یہ داب تھا کہ جب وہ
لوگ کسی مسئلہ مین قرآن ناطق پاتے تو اوس سے اوسکے غیر کی طرف نقل نکرتے تھے
اور جب قرآن کو چند وجوہ سے محتمل پاتے تو سنت کو اوس پر قاضی ٹھہراتے تھے

تحقیق طبقہ اول محدثین

فاذا لم يجدوا في كتاب الله اخذوا بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم سواء كان مستفيضا دائرا بين الفقهاء او يكون مختصا باهل بلد او اهل بيت او بطريق خاصة وسواء عمل به الصحابة والفقهاء او لم يعملوا به ومتى كان في المسئلة حديث فلا يتبع فيها خلافه اثر من الاثار والاجتهاد احد من المجتهدين واذا افرغوا جهدهم في تتبع احاديث ولم يجدوا في المسئلة حديثا اخذوا باقوال جماعة من الصحابة والتابعين ولا يتقيدون بقوم دون قوم ولا ببلد دون بلد كما كان يفعل من قبلهم فان اتفق جمهور الخلفاء والفقهاء على شيء فهو المتبع وان اختلفوا اخذوا بحديث اعلمهم علما واورعهم ورعا واكثرهم اشتهر عليهم فان وجدوا شيئا يستوي فيه قولان فهي مسئلة ذات قولين فان عجزوا عن ذلك ايضا تاملوا في عمومات الكتاب والسنة وايماءاتها واقتضاءاتها وحملوا نظير المسئلة عليها في الجواب

ترجمہ یعنے جب کتاب اللہ مین نہ پاتے تھے تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اخذ کرتے تھے چاہے سنت مشہور اور فقہا مین دایر ہو یا کسی شہر یا خاندان یا طریقہ خاصہ کے ساتھ مختص ہو اور چاہے صحابہ اور فقہا نے اوسپر عمل کیا ہو یا نہ کیا ہو اور جب کسی مسئلہ مین حدیث موجود ہوا کرتی تھی تو اوسکے خلاف مین کسی آثار یا اجتہاد مجتہدین کے ساتھ پیروی نکرتے تھے اور جب وہ لوگ حدیث کی تلاش مین کوشش کر کے تھک جاتے تھے اور اوس مسئلہ مین حدیث نہ پاتے تھے تو صحابہ و تابعین سے کسی ایک جماعت کے اقوال کے ساتھ اخذ کر لیتے تھے اور کسی قوم یا شہر کے تقید جیسا کہ انکے پہلے کے لوگ کیا کرتے تھے یہ بھی نکرتے تھے پس اگر جمہور خلفاء اور فقہاء کسی شے پر متفق ہوتے تھے تو اوسکو وہ لوگ امر متبع اور پیروی کے لائق سمجھتے تھے اور اگر مختلف ہوتے تو اونمین سے جو بڑا عالم اور پرہیزگار اور مقتدیٰ و مشہور ہوا کرتا تھا اوسکی حدیث کو اخذ کرتے تھے اور اگر اسمین ایسی شے پاتے جسمین دونون قول مساوی ہوتے تو اوسکو دو قول والا مسئلہ ٹھہراتے اور اگر اس سے بھی عاجز آجاتے تو عمومات کتاب و سنت اور اوسکے ایما و اقتضا مین تامل کرتے اور جواب نظیر مسئلہ کو اوس مسئلہ پر حمل کرتے

واذ کانتا متقاربین بادی الرای لا یعتمدون فی ذلک علی قواعد من الاصول
ولکن علی ما یخلص الی الفہم ویثلج بہ الصدر کما انہ لیس میزان التواتر عدد الرواۃ
ولا حالہم ولکن الیقین الذی یعقبہ فی قلوب الناس کما نبہنا علی ذلک فی بیان
حال الصحابۃ وکانت ہذہ الاصول مستخرجۃ من صنیع الاوایل وتصریحاتہم
وعن میمون بن مہران قال کان ابوبکر اذا ورد علیہ الخصم نظر فی کتاب اللہ
فان وجد فیہ ما یقضی بینہم قضی بہ وان لم یکن فی الکتاب وعلم من رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلک الامر سنۃ قضی بہ فان اعیاہ خرج
فسال المسلمین وقال اتانی کذا وکذا فہل علمتم ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قضی فی ذلک بقضاء فربما اجتمع علیہ النفر کلہم یذکر من
رسول اللہ صلعم فیہ قضاء فیقول ابوبکر الحمد للہ الذی جعل فینا من یحفظ علی نبینا

ترجمہ اور جب ظاہر مین وہ دونون متقارب ہوتے تو اسمین قواعد اصول کے مطابق وہ لوگ
نہ اعتماد کرتے لیکن جو اونکی فہم مین آجاتا اور جس سے اونکا سینہ ٹھنڈا ہو جاتا اوسیکو معتمد جانتے
جیسا کہ میزان تواتر مین عدد رواۃ اور اونکا حال معتبر نہین ہے بلکہ وہی یقین معتمد ہے جو
لوگون کے دلون مین بعد مشاہدہ کسی امر کے جانشین ہو جایا کرتا ہے جیسا کہ تمکو مین نے اسپر
بیان حال صحابہ مین آگاہ کیا ہے اور یہ اصول پہلون کی عمل درآمد اور اونکی تصریحات سے مستخرج تھا
چنانچہ میمون بن مہران سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو جب کوئی امر خصومت کا پیش آتا تو وہ
کتاب اللہ مین نظر کرتے پس اگر اوسمین وہ اوس امر کو پاتے جس سے متخاصمین کے درمیان
فیصلہ ہو جاتا تو اوس سے فیصلہ کر دیتے اور اگر کتاب اللہ مین ایسا نہوتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اس بارہ مین کوئی طریقہ مسنونہ جانتے ہوتے تو اوس سے حکم کرتے اور اگر ان دونون سے نکل جاتے
تو مجمع عام مین نکلتے اور مسلمانون سے پوچھتے اور یہ کہتے کہ میرے پاس ایسا ایسا امر خصومت کا آیا ہے آیا تمکو
جانتے ہو کہ رسول صلعم نے اسمین کوئی فیصلہ کیا ہے اور کوئی امر فرمایا ہے پس اکثر اوقات تمام لوگ اونکے پاس
مجتمع ہوکر رسول صلعم سے جو امر فیصلہ کا اسمین ثابت ہوا ہوتا ذکر کرتے تب وہ یہ سب دیکھکر فرماتے شکر ہے
خدا کا جسنے ہم مین ایسے لوگونکو موجود کیا جنہون نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و احکام کو یاد رکھا

ملہ بڑے اونکو یقین کامل ہو جاتا ۱۲ محمد محمود

فان اعیاہ ان یجد فیہ سنۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمع رؤس الناس وخیارھم فاستشارھم فاذا اجتمع رایھم علی امر قضی بہ وعن شریح ان عمر بن الخطاب کتب الیہ ان جاءک شئ فی کتاب اللہ فاقض بہ ولا یلفتک عنہ الرجال فان جاءک ما لیس فی کتاب اللہ فانظر سنۃ رسول اللہ صلعم فاقض بہا فان جاءک ما لیس فی کتاب اللہ ولم یکن فیہ سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانظر ما اجتمع علیہ الناس فخذ بہ فان جاءک ما لیس فی کتاب اللہ ولم یکن فیہ سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یتکلم فیہ احد قبلک فاختر ای الامرین شئت ان شئت ان تجتہد برائک ثم تقدم فتقدم وان شئت ان تتاخر فتاخر ولا اری التاخر الا خیرا لک

ترجمہ اور اگر اس بارہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پانے سے بھی تھکسا جاتے تو سرداروں اور اچھے لوگون کو جمع کرکے مشورت کرتے اور جسپر اونکی راے مجتمع ہوتی اوسکے مطابق حکم فرماتے اور شریح سے منقول ہو کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اونکو لکھ بھیجا کہ اگر تمہارے پاس کوئی ایسی چیز آئے جو کتاب اللہ مین ہے تو مطابق اسکے فیصلہ کیا کرو اور دیکھو لوگ تمکو اس سے ہٹا نہ دین اور اگر کوئی ایسی چیز آئے جو کتاب اللہ مین نہو تو سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین اوسکو دیکھو اور مطابق اوسکے فیصلہ کرو اور اگر کوئی ایسا امر تمہارے پاس آوسے کہ جو نہ کتاب اللہ مین اور نہ سنت رسول اللہ مین ہو تو دیکھہ کہ لوگ جسپر مجتمع ہون اوسیکو اخذ کر اور اگر کوئی ایسا امر آیا کہ نہ کتاب اللہ مین ہے اور نہ سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین اور نہ اسمین تیرے پہلے کسی نے کچھ کلام کیا ہے تو ان دونون امرون مین سے جسکو چاہے تو اختیار کر یعنے اگر چاہے تو اپنی راے سے اجتہاد کر پھر بڑھ اور بڑھ اور اگر چاہے تو پیچھے ہٹ پھر اور پیچھے ہٹ مگر مین تیرے لیے پیچھے ہٹنا ہی بہتر دیکھتا ہون —

وعن عبد اللہ بن مسعود قال اتی علینا زمان لسنا نقضی ولسنا ھنالک وان اللہ قد قدر من الامر ان قد بلغنا ما ترون فمن عرض لہ قضاء بعد الیوم فلیقض فیہ بما فی کتاب اللہ عز وجل فان جاءہ ما لیس فی کتاب اللہ فلیقض بما قضی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان جاءہ ما لیس فی کتاب اللہ ولم یقض بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلیقض بہ بما قضی بہ الصالحون ولا یقل انی اخاف وانی اری فان الحلال بین والحرام بین وبین ذلک امور متشبہۃ فدع ما یریبک الی ما لا یریبک وکان ابن عباس اذا سئل عن الامر فکان فی القرآن اخبر بہ وان لم یکن فی القرآن وکان عن رسول اللہ صلعم اخبر بہ فان لم یکن فعن ابی بکرؓ وعمرؓ فان لم یکن قال فیہ برائہ وعنہ الا تخافون ان تعذبوا او یخسف بکم ان تقولوا قال رسول اللہ صلعم وقال فلان

ترجمہ اور عبد اللہ ابن مسعودؓ سے منقول ہے کہ اونھون نے کہا کہ ہملوگون پر ایسا زمانہ آیا کہ ہم فیصلہ نہین کرتے اور نہ ہم اسکے لائق ہین اور بیشک اللہ تعالی نے ایسہی مقدر کر دیا کہ اس حالت پر ہم پہونچے کہ جسکو تم دیکھتے ہو پس اسکے بعد جسکو منصب قضا عارض ہو تو اوسکو چاہیئے کہ کتاب اللہ سے فیصلہ کرے اور اگر اوسکے پاس کوئی ایسا امر آوے کہ جو کتاب اللہ مین نہو تو قضایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرے اور اگر اوسکے پاس ایسا امر آوے کہ جو کتاب اللہ مین نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کسی ایسے امر مین فیصلہ نہین کیا تو اُسکو چاہیے کہ مطابق اوسکے فیصلہ کرے کہ نیک لوگون نے جس سے فیصلہ کیا ہے اور یہ نہ کہے کہ مین ایسا خیال کرتا ہون اور مین ایسا تجویز کرتا ہون کیونکہ حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور اسکے درمیان مین بہت سے امور مشتبہ ہین پس چھوڑ دے جسمین شک ہو اور اختیار کرے اُسکو جسمین شک نہو اور ابن عباسؓ جب کسی امر سے پوچھے جاتے اور وہ امر قرآن مین ہوتا تو مطابق اوسکے خبر دیتے اور اگر قرآن مین نہوتا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوتا تو مطابق اوسکے خبر کر دیتے اور اگر آنحضرت سے بھی منقول نہوتا تو ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے اور اگر یہ بھی نہوتا تو اپنی رائے سے کہتے اور اونھین سے منقول ہے کہ تم لوگ خوف نہین کرتے کہ عذاب کیے جاؤ یا دھنسائے جاؤ اس بات سے کہ کہو تم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور کہا فلان نے ؞

وعن قتادة قال حدث ابن سيرين رجلاً بحديث عن النبي صلى الله عليه وسلم فقال
رجل قال فلان كذا وكذا فقال ابن سيرين احدثك عن النبي صلى الله عليه وسلم وتقول
قال فلان كذا وكذا وعن الاوزاعي قال كتب عمر بن عبد العزيز انه لا رأي لاحد في كتاب الله
وانما رأي الائمة فيما لم ينزل فيه كتاب ولم تمض فيه سنة عن رسول الله صلى الله عليه
وسلم ولا رأي لاحد في سنة سنها رسول الله صلى الله عليه وسلم وعن الاعمش قال كان
ابراهيم يقول يقوم عن يساره فحدثته عن سميع الزيات عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم
اقامه عن يمينه فاخذ به وعن الشعبي جاءه رجل يسأله عن شيء فقال كان ابن
مسعود يقول فيه كذا وكذا قال اخبرني انت برأيك فقال الا تعجبون من هذا اخبرته
عن ابن مسعود ويسألني عن رأيي وديني آثر عندي من ذلك والله لان اتغنى
بغنية احب الي من ان اخبرك برأيي اخرج هذه الآثار كلها الدارمي

ترجمہ اور قتادہ سے منقول ہے کہا کہ ابن سیرین نے ایک شخص سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث
بیان کی تو اوسنے کہا کہ فلانا ایسا ایسا کہتا ہے تب ابن سیرین نے کہا کہ میں تجھکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
کرتا ہوں اور تو کہتا ہے کہ فلانا ایسا ایسا کہتا ہے اور اوزاعی سے منقول ہے کہ عمر ابن عبد العزیز نے کسیکو لکھ بھیجا
کہ اللہ تعالی کی کتاب میں کسیکی رای کو دخل نہیں اور اماموں کی رای کا اوسی پر اعتبار ہے کہ جسمیں کتاب اللہ نازل
نہیں ہوئی اور اوسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث نہیں گذری اور اوس طریقے میں کہ
رسول نے اوسکو مقرر کیا ہے کسیکی رای کا اوسمیں اعتبار نہیں ہے اور اعمش سے منقول ہے کہ ابراہیم امام کی
بائیں جانب سے کھڑے ہونیکو کہتے تھے پس حدیث روایت کی میں نے اونکو سمیع زیات سے کہ وہ روایت
کرتے تھے ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو داہنی جانب سے کھڑا کیا پس ابراہیم نے اسکو قبول کیا
اور شعبی سے منقول ہے کہ اونکے پاس ایک شخص آیا اور اونسے کچھ سوال کیا تو اونہوں نے کہا کہ ابن مسعود ایسا
ایسا کہتے تھے تب اوسنے کہا کہ تم اپنی عندیہ اور رای سے مجھے خبر دو تب اونہوں نے کہا کہ تم لوگ
اس شخص سے تعجب نہیں کرتے کہ میں اسکو ابن مسعود سے خبر دیتا ہوں اور یہ میری رای سے پوچھتا ہے اور دین
میرا میرے نزدیک بہت ہی اختیار کرنے کے لائق ہے اس سے قسم ہے خدا کی کہ بالکل ہی بے پرواہ ہو جانا
میرے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ خبر دوں میں تجھکو اپنی رای سے نکالا ان سب آثار کو دارمی نے۔

وأخرج الترمذي عن أبي السائب قال كنا عند وكيع فقال لرجل ممن ينظر في الرأي أشعر
رسول الله صلى الله عليه وسلم ويقول أبو حنيفة هو مثلة قال الرجل فإنه قد روي عن إبراهيم
النخعي أنه قال الإشعار مثلة قال رأيت وكيعا غضب غضبا شديدا وقال أقول لك
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وتقول قال إبراهيم ما أحقك بأن تحبس ثم لا تخرج
حتى تنزع عن قولك وعن عبد الله بن عباس وعطاء ومجاهد ومالك بن أنس
كانوا يقولون ما من أحد إلا ومأخوذ من كلامه ومردود عليه إلا رسول الله صلى الله عليه وسلم
وبالجملة فلما مهد الفقه على هذه القواعد فلم يكن مسألة من المسائل التي تكلم فيها من قبلهم والتي وقعت
في زمانهم إلا وجدوا فيها حديثا مرفوعا متصلا أو مرسلا أو موقوفا صحيحا أو حسنا أو صالحا
للاعتبار أو وجدوا أثرا من آثار الشيخين أو سائر الخلفاء وقضاة الأمصار وفقهاء البلدان
أو استنباطا من عموم أو إيماء أو اقتضاء فيسر الله لهم العمل بالسنة على هذا الوجه

ترجمہ اونکالا ترمذی نے ابی السائب سے کہا کہ ہم لوگ وکیع کے پاس تھے کہ ایک شخص سے اہل رای
مین سے کہا کہ اشعار کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ یہ مثلہ ہی اوسنے کہا ادمی نے
کہ بیشک مروی ہی ابراہیم نخعی سے کہ اونہون نے بھی اشعار کو مثلہ کہا ہی کہا ابو السائب نے کہ دیکھا مین نے وکیع کو کہ
سنکر بہت ہی غضبناک ہوئے اور کہا کہ مین تجھکو کہتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اور تو کہتا ہی کہ ابراہیم نے کہا تو اسی لائق ہے کہ قید مین ڈالا جاوے اور جب تک اپنے اس قول
سے باز نہ آوے قید خانہ سے نہ نکالا جاوے اور عبد اللہ ابن عباس اور عطا اور مجاہد اور مالک
ابن انس رضی اللہ عنہم کہتے تھے ایسا کوئی نہین ہے کہ جسکا قول اوس سے نکلے اور پھر اسپر مردود
نہو مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اونکا کوئی قول مردود نہین ہی الحاصل جب فقہ کو لوگون نے
ان قواعد پر درست کیا تو کوئی مسئلہ جسمین انکے پہلے کے لوگون نے کلام کیا ہو یا اسکے زمانہ مین
واقع ہوا ہو ایسا نہ تھا جسمین اونہون نے کوئی حدیث متصل و مرسل یا موقوف صحیح
یا حسن یا وہ کہ جو اعتبار کے لائق ہے یا کوئی اثر آثار شیخین یا تمام خلیفون و ملکون کے قاضیون
اور شہرون کے فقیہون کی اونہون نے نہ پائی ہو یا کوئی استنباط جو عموم نصوص سے ہو یا
ایما یا اقتضا اونکو نہ ملا ہو پس اسطرح پر اللہ تعالے نے اونکے لیے سنت پر عمل کرنا آسان

وكان اعظمهم شاناً واوسعهم رواية واعرفهم للحديث مرتبة واعمقهم فقهاً احمد بن محمد بن حنبل ثم اسحق بن راهويه وكان ترتيب الفقه على هذا الوجه يتوقف على جمع شيء كثير من الاحاديث والآثار حتى سئل احمد يكفي الرجل مائة الف حديث حتى يفتي قال لا حتى قيل خمسمائة الف حديث قال ارجو كذا في غاية المنتهى ومراده الافتاء على هذه الاصل ثم انشا الله تعالى قرناً آخر فرأوا اصحابهم قد كفوا مؤنة جمع الاحاديث وتمهيد الفقه على هذا الاصل فتفرغوا لفنون اخرى كتمييز الحديث الصحيح المجمع عليه بين كبراء اهل الحديث كيزيد بن هارون ويحيى بن سعيد القطان واحمد واسحق واضرابهم وكجمع احاديث الفقه التي بنى عليها فقهاء الامصار وعلماء البلدان مذاهبهم وكالحكم على كل حديث بما يستحقه وكالشاذة والفاذة من الاحاديث التي لم يرووها او طرقها التي لم يخرج من جهتها الاوائل مما فيه اتصال او علو سند او رواية فقيه عن فقيه او حافظ عن حافظ ونحو ذلك من المطالب العلمية

ترجمہ اور ان لوگوں میں بڑی عظیم الشان اور روایت میں وسیع اور مراتب حدیث کے بڑے پہچاننے والے اور فقہ میں بڑے ہی باریک بین احمد بن محمد بن حنبل اونکے بعد اسحٰق بن راہویہ تھے اور اس طرح پر فقہ کا ترتیب کرنا بہت سی احادیث و آثار کے جمع کرنے پر موقوف تھا یہاں تک کہ امام احمد سے پوچھا گیا کہ لاکھ حدیث آدمی کو فتویٰ دینے کے لیے کافی ہے تو اونھوں نے کہا کہ نہیں یہاں تک کہ کہا گیا پانچ لاکھ حدیثیں کافی ہیں تو کہا امید رکھتا ہوں میں کہ اوسے کافی ہو ایسا ہی غایۃ المنتہی میں اور مراد اونکی اس سے فتویٰ دینا اسی اصل پر تھا اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے زمانہ کو پیدا کیا اور اوسکے لوگوں نے جب یہ دیکھا کہ ہمارے پہلوں نے حدیثوں کی جمع کرنے کی محنت سے ہمکو سبکدوش کر دیا اور فقہ کی تمہید اس اصل پر قائم کر گئے تو اونھوں نے دوسرے فنون میں مثل تمیز کرنے حدیث صحیح کے جو درمیان کبراء اہل حدیث کے مجمع علیہ ہے تفریع شروع کی جیسے یزید بن ہارون اور یحییٰ بن سعید القطان اور احمد اور اسحٰق اور مثل انکے اور مثل جمع کرنے اون احادیث فقہ کے جنپر ملکوں کے فقہا اور شہروں کے علماء نے اپنے مذاہب کی بنا ڈالی تھی اور جیسے ہر حدیث پر جسکی وہ مستحق ہے حکم لگانا مثل شاذہ و فاذہ کے ان حدیثوں کے جنکو ان لوگوں نے روایت نکیا تھا یا اونکے وہ طریقے جنکی تخریج اوائل نے نکی تھی وہ کہ جن میں اتصال یا علو سند پایا جاتا ہے یا جنکو ایک فقیہ نے دوسرے فقیہ سے یا ایک حافظ نے دوسرے حافظ سے روایت کیا ہے اور مثل اسکے اور مطالب علمیہ کی تفریع کر دی تھی

وهؤلاء هم البخاري ومسلم وابو داؤد وعبد بن حميد والدارمي وابن ماجه وابو يعلى
والترمذي والنسائي والدارقطني والحاكم والبيهقي والخطيب والديلمي وابن عبد البر
وامثالهم وكان اوسعهم علما عندي وانفعهم تصنيفا واشهرهم ذكرا رجال
اربعة متقاربون في العصر اولهم ابو عبد الله البخاري رحمه الله تعالى وكان
غرضه تجريد الاحاديث الصحاح المستفيضة المتصلة من غيرها واستنباط
الفقه والسير والتفسير منها فصنف جامع الصحيح فوفى بما شرط وبلغنا ان
رجلا من الصالحين راى رسول الله صلى الله عليه وسلم في منامه وهو يقول
ما لك اشتغلت بفقه محمد بن ادريس وتركت كتابي قال يا رسول الله وما
كتابك قال الصحيح البخاري ولعمري انه نال من الشهرة والقبول درجة لا يرام فوقها

ترجمہ اور یہہ لوگ بخاری اور مسلم اور ابو داود اور عبد بن حمید اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابو یعلی
اور ترمذی اور نسائی اور دار قطنی اور حاکم اور بیہقی اور خطیب اور دیلمی اور ابن عبد البر
رحمہم اللہ تعالی اور مثل انکی ہیں اور انہیں سے میرے نزدیک کشادہ ترین از روی علم کے اور
نافع ترین از روی تصنیف کے اور مشہور ترین از روی ذکر کے چار شخص ہیں جو باہم
قریب زمانہ میں تھے پہلا انکا ابو عبد اللہ بخاری رحمہ اللہ تعالی ہیں
اونکی یہہ غرض تھی کہ صحیح مشہور متصل حدیثوں کو اونکی غیر سے علاحدہ کر لیویں او
فقہ و سیر و تفسیر کو اون سے استنباط کریں پس اسکے لئے اونھوں نے جامع صحیح
تصنیف کی اور اپنی شرطوں کو اوسمیں پورا کیا ہمکو یہہ تحقیق خبر پہونچی ہے
کہ صلحاؤں میں سے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں
دیکھا کہ آپ اوس سے فرماتے ہیں کہ تجھے کیا ہوا ہے کہ محمد بن ادریس کے فقہ میں
لپٹا ہے اور میری کتاب کو چھوڑ دیا ہے تو اوس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم آپ کی کون کتاب ہے تب آپ نے فرمایا کہ صحیح بخاری اور یہہ امر
شہرت اور قبولیت سے ایسے مرتبہ کو پہونچ گیا ہے جسکے اوپر بیان نہیں
ہو سکتا۔

وثانيهم مسلم النيسابوري لو نحى تجريد الصحاح المجمع عليها بين المحدثين المتصلة
المرفوعة مما يستنبط منه السنة واراد تقريبها الى الاذهان وتسهيل الاستنباط منها فرتب
ترتيبا جيدا وجمع طرق كل حديث في موضع واحد ليتضح اختلاف المتون وتشعب
الاسانيد اصرح ما يكون وجمع بين المختلفات فلم يدع لمن له معرفة بلسان العرب عذرا
في الاعراض عن السنة الى غيرها وثالثهم ابو داؤد السجستاني وكان همته جمع الاحاديث
التي استدل بها الفقهاء ودارت فيهم وبنى عليها الاحكام علماء الامصار فصنف سننه
وجمع فيها الصحيح والحسن واللين الصالح للعمل قال ابو داؤد وما ذكرت في كتابي
حديثا اجمع الناس على تركه وما كان منها ضعيفا صرح بضعفه وما كان فيه
علة بين علته بوجه يعرفه الخائض في هذا الشان وترجم على كل حديث بما قد
استنبط منه عالم وذهب اليه ذاهب ولذلك صرح الغزالي وغيره بان كتابه كاف للمجتهد

ترجمہ اور دوسری انکے مسلم نیساپوری ہین اونہونے یہہ قصد کیا کہ وہ صحیح متصل مرفوع حدیثین جو
درمیان محدثین کے مجمع علیہ ہین اور اون سے فقہ مستنبط ہوتی ہی اکٹھا کر دیجا بین اور اونہونے یہہ بھی ارادہ
کیا کہ یہہ ایسی طور پر ہو کہ لوگون کے ذہن سے قریب ہو اور استنباط کرنا اونسے سہل ہو جاے پس اونہونے
اسکو ایک نئی ترتیب سے مرتب کیا اور ہر حدیث کے سب طریقونکو ایک جگہ جمع کر دیا تاکہ متون کے اختلاف
واضح ہو جاوین اور اسانید کے افتراق وغیرہ جو کچھہ ہین سبکی تصریح ہو جاوے اور تمامی مختلفاتکو جمع کر دیا
اس سبب اونہونے اون لوگونکے لئے جو زبان عربی جانتے ہین سنت سے اعراض کرنیکا کوئی عذر باقی نہ رکھا اور تیسرے
انکے ابو داؤد سجستانی ہین اونکی ہمت اسپر مبذول تھی کہ اون حدیثونکو جمع کرین جنسے فقہا استدلال کئے ہین اور وہ
اونکے درمیان دائر ہین اور شہرونکے علماء اون پر بنا احکام رکھی ہی پس اونہونے اسی غرض سے اپنی سنن تصنیف
کی اور صحیح اور حسن اور وہ لین حدیثین جو عمل کے لائق ہین سبکو اوسمین جمع کیا اور خود ابو داؤد نے کہا ہی کہ مین نے
اپنی اس کتاب مین کوئی ایسی حدیث نہین ذکر کی ہی جسکے ترک پر لوگونکا اجماع کیا ہو اور جو اونمین ضعیف ہی اوسکی
ضعف کی تصریح کر دی اور جسمین علت تھی اوسکی علت کو بھی ایسی طور پر بیان کر دیا ہی جسکو اس فن مین غوض
کرنیوالا بخوبی پہچان لے سکتا ہی اور ہر حدیثونکا ترجمہ اون مضامین سے کیا ہی جسکو کسی عالم نے استنباط کیا
اور اوسکی طرف کوئی جانیوالا گیا ہو اسلیئے غزالی وغیرہ نے تصریح کی ہی کہ یہہ کتاب مجتہد کے لئے کافی ہے

وقاربهما ابو عيسى الترمذي وكانه استحسن طريقة الشيخين حيث بينا وما ابهما وطريقة ابي داؤد حيث جمع كل ما ذهب اليه ذاهب فجمع كلتا الطريقتين وزاد عليها بيان مذاهب الصحابة والتابعين وفقهاء الامصار فجمع كتابا جامعا واختصر طرق الحديث اختصارا لطيفا فذكر واحدا واومأ الى ما عداه وبين امر كل حديث من انه صحيح او حسن او ضعيف او منكر وبين وجه الضعف ليكون الطالب على بصيرة من امره فيعرف ما يصلح للاعتبار عما دونه وذكر انه مستفيض او غريب وذكر مذاهب الصحابة وفقهاء الامصار وسمى من يحتاج الى التسمية وكنى من يحتاج الى الكنية فلم يدع خفاء لمن هو من رجال العلم ولذلك يقال انه كاف للمجتهد مغن للمقلد وكان بازاء هؤلاء في عصر مالك وسفيان وبعدهم قوم لا يكرهون المسائل ولا يهابون الفتيا ويقولون على الفقه بناء الدين فلا بد من اشاعته ويهابون رواية حديث النبي صلى الله عليه وسلم والرفع اليه

ترجمہ اور قریب انکے ابو عیسی ترمذی ہیں اونہون نے طریقہ شیخین کو اس حیثیت سے کہ اون دونون نے بیان کیا اور مبہم نہ چھوڑا اور طریقہ ابی داؤد کو اس حیثیت سے کہ اونہون نے تمامی مذاہب کو جمع کیا تھا پسند کیا اور اپنی کتاب میں ان دونون طریقون کو جمع کر دیا اور اسپر بیان مذاہب صحابہ اور تابعین اور فقہا امصار کو زیادہ کیا پس اونہون نے اپنی کتاب کو ایک جامع کتاب بنایا اور طرق حدیث کو اختصار لطیف کے ساتھ مختصر کیا اور اوسکی ایک یا اس سے زیادہ طریقہ کو ذکر کیا اور ہر حدیث سے اس امر کو کہ یہ صحیح ہے یا حسن یا ضعیف یا منکر ان سب امرونکو بھی بیان کیا اور وجہ ضعف کو بھی بیان کیا تاکہ اوسکے طالب کو اس سے بھی بصیرت ہوجاے اور اون میں جو اعتبار کے لائق ہے اوسکو اون میں جو اعتبار کے لائق نہیں ہے پہچان کر تمیز کرلے اور یہ بھی ذکر کیا کہ یہ حدیث مشہور ہے یا غریب ہے اور صحابہ اور ملکون کے فقہا کے مذاہب کو بھی ذکر کیا اور جسکے نام لینے کی حاجت تھی اوسکا نام لیا اور جسکی کنیت بیان کرنے کی ضرورت تھی اوسکی کنیت ذکر کی پس علما کے لئے کوئی پوشیدگی کچھ نہ چھوڑی اسیواسطے کہا گیا ہے کہ جامع ترمذی مجتہد کے لئے کافی اور مقلد کیواسطے مغنی ہے اور مقابل انکے مالک و سفیان کے زمانہ میں اور انکے بعد بھی ایک ایسی قوم تھی کہ جو مسائل کو مکروہ نہ جانتی تھی اور فتوی دینے میں کچھ خوف نکرتی تھی اور کہتے تھے کہ فقہ پر دین کی بنا ہے پس اوسکا شائع کرنا ضرور ہے اور پیغمبر کی حدیثونکو روایت کرنے اور اوسکو آنحضرت تک پہنچانے میں وہ خوف کرتی تھی

حتی قال الشعبی علی من دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم احب الینا فان کان فیہ زیادۃ او نقصان کان علی من دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابراہیم اقول قال عبد اللہ وقال علقمۃ احب الینا وکان ابن مسعود اذا حدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تربد وجہہ وقال ہکذا او نحوہ ہکذا او نحوہ وقال عمر حین بعث رہطا من الانصار الی الکوفۃ انکم تاتون الکوفۃ فتاتون قوما لہم ازیز بالقرآن فیاتونکم فیقولون قدم اصحاب محمد قدم اصحاب محمد فیاتونکم فیسالونکم عن الحدیث فاقلوا الروایۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابن عون کان الشعبی اذا جاءہ شیء اتقی وکان ابراہیم یقول ویقول ویقول اخرج ہذہ الآثار الدارمی فوقع تدوین الحدیث والفقہ والمسائل من حاجتہم بموقع من جہۃ اخری وذلک انہ لم یکن عندہم من الاحادیث والآثار ما یقدرون بہ علی استنباط الفقہ علی الاصول التی اختارہا اہل الحدیث ولم تنشرح صدورہم للنظر فی اقوال علماء البلدان وجمعہا والبحث عنہا واتہموا انفسہم فی ذلک

یہانتک کہ شعبی نے یہ کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے لوگوں تک سلسلہ روایت ہو تو ہمارے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ آنحضرت تک پہونچایا جاوے کیونکہ اگر اسمین کچھ زیادتی و کمی ہوگی تو اونھین لوگوں پر ہوگی جو آنحضرت کے بعد ہین اور کہا ابراہیم نے کہا عبد اللہ نے اور کہا علقمہ نے کہنا ہمارے نزدیک پسندیدہ تر ہے اس سے کہ کہا رسول اللہ نے کہا جاوے اور ابن مسعودؓ جب رسول اللہ صلعم سے کوئی روایت کرتے تھے تو مارے ہیبت کے اونکا چہرہ متغیر ہوجاتا اور وہ کہتے ایسا اور مانند اسکے اور ایسا اور مثل اسکے رسول اللہ صلعم نے فرمایا اور عمرؓ نے جب انصار کے ایک جماعت کو کوفہ کی طرف بھیجا تو اونسے یہ کہدیا کہ تم لوگ کوفہ جاتے ہو وہان تم ایک ایسی قوم کے پاس آوگے جو غن غناہٹ سے وہ قرآن پڑھتے ہونگے وہ تمہارے پاس آکر کہتے ہونگے کہ محمدؐ کے صحابی آئے تمہارے پاس آوینگے اور تمسے آنحضرتؐ کی حدیثین پوچھینگے تو تم اونسے آنحضرتؐ کی روایات بہت ہی کم حدیثین بیان کیجیو اور کہا ابن عونؒ نے کہ شعبی کے پاس جب کوئی مسئلہ آتا تو وہ اوسکے جواب سے بچا لیتے اور ابراہیم کے پاس جب کوئی مسئلہ آتا تو وہ کہتے کہ فلانے یون کہتے ہین اور فلانے یون کہتے ہین نکالا ان سب آثار کو دارمی نے پس واقع ہوئی تدوین حدیث اور فقہ اور اون مسائل کی جنکی انکو حاجت تھی دوسری وجہ سے ایک اور موقع مین اور یہ ایسے ہوا کہ چونکہ اونکے پاس وہ حدیثین و آثار نہ تھے جس سے استنباط فقہ پر اس اصول کے موافق جسکو اہل حدیث نے اختیار کیا تھا قادر ہوتے اور شہرون کے علماء کے قول مین جمع

وكانوا اعتقدوا في ائمتهم انهم في الدرجة العليا من التحقيق وكان قلوبهم اميل شيء الى اصحابهم وكل ميسر لما خلق له كما قال علقمة هل احد منهم اثبت من عبد الله وقال ابو حنيفة ابراهيم افقه من سالم ولولا فضل الصحبة لقلت علقمة افقه من ابن عمر وكان عندهم من الفطانة والحدس وسرعة انتقال الذهن من شيء الى شيء ما يقدرون به على تخريج جواب المسائل على اقوال اصحابهم وكل ميسر لما خلق له وكل حزب بما لديهم فرحون فمهدوا الفقه على قاعدة التخريج وذلك ان يحفظ كل احد كتاب من هو لسان اصحابه واعرفهم باقوال القوم واصحهم نظرا في الترجيح فيتأمل في كل مسألة وجه الحكم فكلما سئل عن شيء او احتاج الى شيء رأى فيما يحفظ من تصريحات اصحابه فان وجد الجواب فيها والا نظر الى عموم كلامهم فاجراه على هذه الصورة او اشارة ضمنية لكلام فاستنبط منها

ترجمہ اور اپنے اماموں کو وہ تحقیق کے بہت ہی بڑے درجہ میں پہونچا ہوا اعتقاد کرتے تھے اور اونکا دل اپنے اصحاب کی جانب بہت ہی مائل تھا اور ہر شخص جسکے لیے وہ مخلوق ہوا ہے وہی اوسکے لیے آسان کیا جاتا ہے جیسا کہ علقمہ نے کہا کہ کیا کوئی عبد اللہ سے بھی بڑھکر ثابت تر ہے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ ابراہیم سالم سے زیادہ فقہ جانتے ہیں اور اگر فضل صحبت کا نہ ہوتا تو بیشک میں کہتا کہ علقمہ ابن عمر سے زیادہ فقہ جانتے ہیں اور ان لوگوں کو ملکہ فطانت اور حدس اور ایک شے سے ایک شے کیطرف سرعت انتقال ذہن وغیرہ وہ اسباب اونکو حاصل تھے جنسے وہ لوگ ہر مسئلوں کے جواب میں اپنے اصحاب کے اقوال کے موافق تخریج پر قادر ہو جاتے تھے اور ہر شخص جسکے لیے مخلوق ہوا ہے وہ اوسکے لیے آسان کر دیا جاتا ہے اور ہر جماعت کے لوگ جو کچھ اونکے پاس ہے اوسمیں خوش ہیں پس اسی سبب سے اونلوگوں نے فقہ کو تخریج کی قاعدوں پر درست کیا اور یہ اسطور پر ہوا کہ اونمیں سے ہر شخص اوسکی کتاب کو حفظ کرتا تھا جو اونکے اصحاب کی زبان اور اوس قوم کے اقوال کا خوب جاننے والا اور ترجیح میں نہایت ہی صحیح النظر تھا پس تامل کرتا تھا ہر مسئلہ میں وجہ حکم کو اور جب کسی شے کو سوال کیا جاتا یا کسی شے کا محتاج ہوتا تو جو کچھ اپنے اصحاب کی تصریحات سے حفظ کیا تھا اوسمیں غور کرتا پس اگر اوسکا جواب اوسمیں پاتا تو اوسکو بہتر جانتا اور نہیں تو اونکے عموم کلام میں غور کرتا اور اوسکو اوسی صورت پر جاری کرتا اور اگر اوسمیں کسی کلام کے لیے ضمنی اشارہ پاتا تو اوس سے اپنا جواب استنباط کر لیتا

لہ ابراہیم وقائل ذلک ابو حنیفہ ۱۲ منہ

لہ یعنی ابن عمر ۱۲ منہ

وربما كان البعض لكلام ايماء واقتضاء يفهم المقصود وربما كان للمسئلة المصرح بها نظير يحمل عليها وربما نظروا في علة الحكم المصرح به بالتخريج او بالسبر والحذف فاذا ردوا حكمه على غير المصرح به وربما كان له كلامان لو اجتمعا على هيئة القياس الاقتراني والشرطي انتجا جواب المسئلة وربما كان في كلامهم ما هو معلوم بالمثال والقسمة غير معلوم بالحد الجامع المانع فيرجعون الى اهل اللسان ويتكلفون تحصيل ذاتياته وترتيب حد جامع مانع له وضبط مبهمه وتميز مشكله وربما كان كلامهم محتملا لوجهين فينظرون في ترجيح احد المحتملين وربما يكون تقريب الدلائل للمسائل خفيا فيبينون ذلك وربما استدل بعض المخرجين من فعل ائمتهم وسكوتهم ونحو ذلك فهذا هو التخريج ويقال له القول المخرج لفلان كذا ويقال على مذهب فلان كذا او على اصل فلان او على قول فلان جواب المسئلة كذا وكذا ويقال لهؤلاء المجتهدون في المذهب

ترجمہ اور کبھی بعض کلام کے لیے اگر ایما اور اقتضا ہوتا تو اوسی سے اپنا مقصد لوجہ لیتا اور کبھی اوس مسئلہ کی جسکی تصریح اوسکو منظور ہوتی نظیر ہوتی تو اوسکو اوسپر عمل کر دیتا اور کبھی نظر کرتے وہ لوگ علت اوس حکم مین جسکی تصریح اونکو منظور ہوتی تخریج یا لیسر یا حذف کے ساتھ پس جب دیکھتے وہ لوگ اوسکو تو حکم کرتے اوسکو اوپر غیر مصرح بہ کے اور کبھی اونکو ایسے دو کلام ملتے کہ اگر وہ دونون بہیئت قیاس اقترانی اور شرطی کی جمع کے جاے تو اون دونون کا نتیجہ وہی جواب مسئلہ کا ہوجاتا اور کبھی اونکے کلام مین وہ امر ہوتا کہ مثال اور قسمت سے تو وہ معلوم ہوجاتا مگر حد جامع مانع سے غیر مفہوم رہتا تو اوسکے لیے وہ اہل لسان کیطرف رجوع لاتے اور اوسکی تحصیل ذاتیات اور ترتیب جامع مانع وضبط مبہمات اور تمیز مشکلات مین تکلف کرتے اور کبھی اونکا کلام دو وجہ کو محتمل ہوتا تو وہ لوگ ان دونون محتملون مین سے ایک کی ترجیح مین نظر کرتے اور کبھی مسائل کی تقریب دلائل خفیہ ہوتین تو اونکو وہ لوگ بیان کرتے اور کبھی بعض مخرجین اپنے ائمہ کے فعل سکوت وغیرہ سے بہی استدلال کرتے اور یہی تخریج ہے اور اسکو القول المخرج لفلان کذا اور علی مذہب فلان کذا یا علی اصل فلان یا علی قول فلان جواب المسئلہ کذا وکذا بہی کہتے ہین اور یہ لوگ مجتہد فی المذہب کہے جاتے ہین۔

اس مسئلہ کا جواب البحر الرائق ۱۲ منہ

مجتہد بغیر انکا مذہب مستقل نہین ہے بلکہ یہ دوسرا مسلک مذہب ہے اصل پاؤں پر اجتہاد کرکے ۔۔۔ ۱۲

وعلى هذا الاجتهاد على هذا الاصل من قال من حفظ المبسوط كان مجتهدا اى
وان لم يكن له علم بالرواية اصلا ولا بحديث واحد فوقع التخريج فى كل مذهب
مذهب وكثر فاى مذهب كان اصحابه مشهورين ووسد اليهم القضاء والافتاء واشتهر
تصانيفهم فى الناس ودرسوا درسا ظاهرا انتشر فى الاقطار الارض ولم يزل
ينتشر كل حين واى مذهب كان اصحابه خاملين ولم يولوا القضاء والافتاء
ولم يرغب فيهم الناس اندرس بعد حين واعلم ان التخريج على كلام الفقهاء
وتتبع لفظ الحديث لكل منهما اصل اصيل فى الدين ولم يزل المحققون من العلماء ٥٧
فى كل عصر يأخذون بهما فمنهم من يقل من ذا ويكثر من ذلك ومنهم من يكثر من ذا
ويقل من ذلك فلا ينبغى ان يهمل امر واحد منهما بالمرة كما يفعله عامة الفريقين
وانما الحق البحت ان يطابق احدهما بالآخر وان يجبر خلل كل بالآخر وذلك
قول الحسن البصرى سنتكم والله الذى لا اله الا هو بينهما بين الغالى والجافى

ترجمہ اور یہی اجتہاد اس اصل پر مراد لیا ہے اوس شخص نے جسنے یہ کہا ہے کہ جو مبسوط کو حفظ کرے
وہ مجتہد ہو جاتا ہے یعنے اگرچہ اوسکو علم روایت کا کچھ اور ایک حدیث کا بھی علم نہو پس بکثرت
واقع ہوئی تخریج ہر ہر مذہب میں پھر جس مذہب کے لوگ مشہور اور قاضی و مفتی ہوئے اور انکی
تصانیف لوگوں میں مشہور ہوئیں اور لوگوں نے ظاہر ظاہر اونکی درس تدریس جاری رکھی وہ مذہب تمام
زمین میں پھیل گیا اور برابر بڑھتا ہی گیا اور جس مذہب کے لوگ غیر معروف تھے اور وہ قاضی و مفتی بھی
نہوئے اور لوگوں نے اونمیں رغبت نہ کی وہ چند ہی روز کے بعد مٹ گیا۔ اور جان تو فقہا کے کلام کی
تخریج کرنا اور حدیث کے ہر لفظ کی تتبع کرنی دین میں اصل اصیل ہے اور برابر ہر زمانہ میں علماء محققین
ان دونوں کے ساتھ اخذ کرتے رہے پس بعض نے اس سے کم کیا اور اوس سے زیادہ اور بعض نے
اس سے زیادہ کیا اور اوس سے کم پس نہ چاہیے کہ ان دونوں میں سے کوئی امر بالکل ہی چھوڑ دیا جاوے جیسا کہ
عامہ فریقین کرتے ہیں اور حق محض یہ ہے کہ ایک دوسرے سے مطابق کیا جاوے اور ایک کا جبر
نقصان دوسرے سے کیا جاوے اور اسی معنی میں حسن بصری رح کا یہ قول ہے کہ قسم ہے اوس کی
جسکے سوا کوئی معبود برحق نہیں کہ تم لوگوں کا طریقہ ان دونوں یعنے غالی اور جافی کے درمیان ہے

فمن كان من اهل الحديث ينبغي ان يعرض ما اختاره وذهب اليه على راى المجتهدين من التابعين ومن بعدهم ومن كان من اهل التخريج ينبغي له ان يحصل من السنن ما يحترز به من مخالفة الصريح الصحيح ومن ان يقول برأيه فيما فيه حديث او اثر بقدر الطاقة ولا ينبغي لمحدث ان يتعمق في القواعد التى احكمها اصحابه وليست مما نص عليه الشارع فيرد به حديثا او قياسا صحيحا كرد ما فيه ادنى شائبة الارسال والانقطاع كما فعله ابن حزم رد حديث تحريم المتازف لشائبة الانقطاع في البخارى على انه في نفسه متصل صحيح فان مثله انما يصار اليه عند التعارض وكقولهم فلان احفظ لحديث فلان من غيره فيرجحون حديثه على حديث غيره لذلك وان كان في الآخر الف وجه من الرجحان وكان اهتمام جمهور الرواة عند الرواية بالمعنى برؤس المعانى دون الاعتبارات التى يعرفها المتعمقون من اهل العربية فاستدلالهم بنحو الفاء والواو وتقديم كلمة وتاخيرها ونحوها من التعمق

ترجمہ پس جو شخص اہل حدیث سے ہے اوسکو مناسب ہے کہ اپنے مذہب مختار کو مجتہدین تابعین و تبع تابعین وغیرہ کی راے پر پیش کرے اور جو اہل تخریج سے ہو اوسکو مناسب ہے کہ آثار و سنن کو تحصیل کرے تاکہ اوسکے صریح مخالفت سے بچے اور جسمیں حدیث و اثر وارد ہین حتے المقدور اوسمین راے زنی کرنے سے بچا رہے اور محدث کو یہ مناسب نہین ہے کہ اون قواعد مین جنکو اوسکے اصحاب نے محکم کیا ہے اور اونمین شارع کی جانب سے کوئی نص نہین ہے تعمق کرکے کسی حدیث یا قیاس صحیح کو رد کر دیا کرے مثلا جس حدیث مین ادنی شائبہ ارسال اور انقطاع کا پایا جاوے اوسکو رد کرے جیسے ابن حزم نے حدیث تحریم معازف کو باعث ادنی شائبہ انقطاع کے جو بخاری مین ہے رد کر دیا باوجودیکہ وہ حدیث فی نفسہ متصل صحیح ہے کیونکہ سوا اسکے نہین کہ پھیری جاتی ہے حدیث طرف اوسکے بوقت تعارض کے اور جیسے اون لوگون کا یہ کہنا کہ فلانا فلانے کی حدیث کا بڑا حافظ ہے پس اس سبب سے اوسکی حدیث کو دوسرے کی حدیث پر وہ لوگ ترجیح دیتے ہین اگرچہ دوسرے مین ہزارون وجہ رجحان کی پائی جائین اور جمہور راویون کا اہتمام روایت بالمعنی مین اصل معانی کے ساتھ ہوا کرتا تھا نہ اون اعتبارات کے ساتھ جنکو متعمقین اہل عربیت اعتبار کرتے ہین پس اون لوگون کا مثل فا اور واو اور تقدیم و تاخیر کلمہ وغیرہ سے استدلال کرنا یہ تعمق ہے اور کلفت بیزی

اہل حدیث کو مناسب ہے

اہل تخریج کو مناسب ہے

محدث کو مناسب نہین

وكثيرا ما يعبر الراوي للآخر عن تلك القصة فيأتي مكان ذلك الحرف بحرف آخر الحق ان كل ما ياتي به الراوي فظاهره انه كلام النبي صلى الله عليه وسلم فان ظهر له حديث آخر او دليل آخر وجب المصير اليه ولا ينبغي للمخرج ان يخرج قولا لا يفيده نفس كلام اصحابه ولا يفهمه منه اهل العرف والعلماء باللغة ويكون بناء على تخريج مناط او حمل نظير المسئلة عليها مما يختلف فيه اهل الوجوه وتتعارض الآراء ولو ان اصحابه سئلوا عن تلك المسئلة ربما لم يحملوا النظير على النظير لمانع وربما ذكروا علة غير ما خرجه وانما جاز التخريج لانه في الحقيقة من تقليد المجتهد ولا يتم الا فيما يفهم من كلامه ولا ينبغي ان يرد حديثا او اثرا تطابق عليه القوم لقاعدة استخرجها هو واصحابه كرد حديث المصراة وكاسقاط سهم ذوي القربى فان رعاية الحديث اوجب من رعاية تلك القاعدة المخرجة

ترجمہ اور بہت ایسا ہوتا ہے کہ راوی دوسرے کے لیے اس قصہ سے تعبیر کرتا ہے پس اس حرف کی جگہہ دوسرے حرف کو لاتا ہے اور حق یہ ہے کہ جو کچھ راوی لاتا ہے تو ظاہر یہ ہے کہ کلام نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے پھر اوسکے لیے اگر کوئی دوسری حدیث یا کوئی دوسری دلیل ظاہر ہو تو البتہ اودھر رجوع لانا ہے اور مخرج کو یہ نہیں لائق ہے کہ ایسے قول کو تخریج کرے جو اوسکے اصحاب کے نفس کلام کو نہ مفید ہو اور نہ ایسے کہ اہل عرف اور علماء باللغۃ اوسکو نہ سمجھین اور نہ ایسے کہ اوسکی بناء تخریج اور مناط یا حمل نظیر مسئلہ ایسے وجوہ مختلفہ اور آراء متعارضہ پر ہو کہ اگر اصحاب اونکے ان مسئلون سے پوچھے جاتے تو اکثر اوقات کسی مانع کے سبب سے نظیر کو نظیر پر نہ حمل کرتے اور کبھی اونکے اس تخریج کے سوا دوسری ہی علت ذکر کرتے اور تخریج اسلیے جائز ہے کہ درحقیقت وہ تقلید مجتہد ہے اور یہ بات پوری نہیں ہو سکتی مگر اوسی مین جسمین اونکا کلام سمجھا جاوے ۔ اور یہ مناسب نہیں کہ کسی حدیث یا ایسے اثر کو جسپر تمامی قوم متفق ہوا اپنے یا کسی اپنے اصحاب کے نکالے ہوئے قاعدہ کے لیے رد کردیوے جیسے حدیث مصراۃ کا رد کرنا یا ذوی القربی کے حصہ کا ساقط کردینا کیونکہ حدیث کی رعایت کرنا واجب تر ہے اپنے اس نکالے ہوئے قاعدے کی رعایت سے

والی هذا المعنی اشار الشافعی رحمه الله علیه حیث قال مهما قلت من قول او اصلت
من اصل فبلغه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم خلاف ما قلت فالقول ما قاله
صلی الله علیه وسلم ومن شئونهم ما نحن فیه ما صدر به الامام ابو سلیمان الخطابی کتابه
معالم السنن حیث قال رأیت اهل العلم فی زماننا قد حصلوا حزبین وانقسموا
الی فرقتین اصحاب حدیث واثر واهل فقه ونظر وکل واحدة منهما لا تتمیز عن
اختها فی الحاجة ولا یستغنی عنها فی ذلک ماخوذه من البغیة والارادة لان الحدیث
بمنزلة الاساس الذی هو الاصل والفقه بمنزلة البناء الذی هو له کالفرع وکل بناء
لم یوضع علی قاعدة اساس فهو منهدم وکل اساس خلا من بناء وعمارة فهو قفر وخراب ووجدت
هذین الفریقین علی ما بینهم من التدانی فی المحلین والتقارب فی المنزلین وعموم الحاجة من
بعضهم الی بعض وشمول الفاقة اللازمة لکل منهم الی صاحبه اخوانا
متهاجرین علی سبیل الحق بلزوم التناصر والتعاون غیر متظاهرین

ترجمہ اور اسی معانی کی طرف امام شافعی رح نے اشارہ کیا ہے جہاں یہ کہا ہے کہ میں جب
میں کبھی کوئی قول کہوں یا کوئی اصل بیان کروں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
خلاف میرے قول کے پہونچے تو وہی قول معتبر ہے جسکو رسول نے فرمایا ہے۔ اور
جسکے ہم درپے ہیں اُسکے شواہد سے وہ ہی جس سے امام ابو سلیمان خطابی نے اپنی کتاب
معالم السنن کو شروع کیا ہے چنانچہ کہا ہے کہ میں نے اپنے زمانہ کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ دو قسم
پر ہو گئے ایک فرقہ اہل حدیث واثر اور دوسرا اہل فقہ ونظر اور ان دونوں میں سے
اپنے حاجات ومقاصد وارادات ومطالب میں کوئی دوسرے سے ممیز نہیں ہے تاکیونکہ حدیث
بمنزلہ اساس واصل کے ہے اور فقہ بمنزلہ اوس بناء کے ہے جو اوسی اصل پر بنائی گئی
ہے اور جو بناء کہ ایسے قاعدہ اساس و بنیاد پر نہیں رکھی جاتی وہ منہدم ہے اور جو بنیاد
کہ بناء وعمارت سے خالی ہے وہ اوجاڑ وخراب ہے اور ان دونوں فرقوں
میں باوجود دیکہ اسقدر قربت ولگاؤ ہے کہ گویا دونوں باخود ہا بھائی ہیں مگر تو
بھی ان دونوں کو ایک دوسرے سے پھرا ہوا اور عداوت و دشمنی کرتے ہوئے پایا

فاما هذه الطبقة الذين هم اهل الحديث والاثر فان الاكثرين منهم انما وكدهم الروايات
وجمع الطرق وطلب الغريب والشاذ من الحديث الذي اكثره موضوع او مقلوب لا يراعون
المتون ولا يتفهمون المعاني ولا يستنبطون سرها ولا يستخرجون ركازها وفقهها وربما
عابوا الفقهاء وتناولوهم بالطعن وادعوا عليهم مخالفة السنن ولا يعلمون انهم عن مبلغ ما
اوتوه من العلم قاصرون وبسوء القول فيهم آثمون واما الطبقة الاخرى وهم اهل الفقه والنظر
فان اكثرهم لا يعرجون من الحديث الا على اقله ولا يكادون يميزون صحيحه من سقيمه ولا
يعرفون جيده عن رديه ولا يعبؤن بما بلغهم منه ان يحتجوا به على خصومهم اذا وافق
مذاهبهم التي ينتحلونها ووافق آراءهم التي يعتقدونها وقد اصطلحوا على مواضعة بينهم
في قبول الخبر الضعيف والحديث المنقطع اذا كان ذلك قد اشتهر عندهم وتعاورته
الالسن فيما بينهم من غير ثبت فيه او يقين علم به فكان ذلك ضلة من الرأي وغبنا فيه

ترجمہ پس یہ طبقہ اہل حدیث واثر کا انکی اکثر کوشش وہمت روایات وطرق کے جمع کرنے
اور اون غریب اور شاذ حدیثون کے طلب کرنے مین صرف ہوتی ہے جنمین اکثر موضوع یا مقلوب
ہین نہ تو یہ لوگ متون کی رعایت کرتے ہین اور نہ معانی سمجھتے ہین اور نہ اسکے سر کو استنباط
کرتے ہین اور نہ اوسکے چھپے ہوئے بھیدون اور فقہ کے نکالنے کی فکر کرتے ہین
اور کبھی فقہاؤن پر عیب لگاتے اور اونپر طعن کرتے ہین اور یہ دعوی کرتے ہین کہ وہ لوگ سنت کے
خلاف کرتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ جسقدر وہ لوگ علم دیے گئے اوس سے یہ قاصر ہین اور
اونکو برا کہکر یہ خود گنہگار ہوتے ہین اور دوسرا طبقہ جو اہل فقہ ونظر کا ہے پس اکثر اوسکی حدیث
نہین جانتے مگر بہت ہی کم اور اوسکے صحیح کو سقیم سے اور جید کو ردی سے پہچان کر تمیز نہین
کر سکتے اور جو انکو اونکے مذہب کے مطابق پہونچا ہے یا اسکے مطابق جسکو اونہون نے اختیار کیا ہے یا جن
آراء کو وہ معتقد ہین اوس سے اپنے خصم پر حجت قائم کرنے مین کچھ پروا نہین کرتے اور جب اون
لوگون مین کوئی خبر ضعیف یا حدیث منقطع مشتہر ہوجاتی ہے تو اوسکے قبول کرنیکے لیے بہت سے [illegible]
اُن لوگون نے اصطلاح مقرر کرلی ہے اور بدون ثبوت اور اوسکے علم الیقین کے اوسکو [illegible]
کرکے آپسمین مشہور کردیتے ہین ایسی [illegible] رائے کی [illegible] اور عیب فیہ کے سبب ہے ؛

وهؤلاء وفقنا الله وایاهم لو حکی لهم عن واحد من رؤساء مذاهبهم وزعماء نحلهم قول لم یأت به من قبل نفسه طلبوا فیه الثقة واستبروا له الشهرة فتجد اصحاب مالك لا یعتمدون فی مذهبه الا ما کان من روایة ابن القاسم والاشهب وضربائهما من نبلاء اصحابه فاذا جاءت روایة عبد الله بن عبد الحکم واضرابه لم یکن عندهم طائلا وتری اصحاب ابی حنیفة لا یقبلون من الروایة عنه الا ما حکاه ابو یوسف ومحمد بن الحسن والعلیة من اصحابه والاجلة من تلامذته فان جاءهم عن الحسن ابن زیاد اللؤلوی وذویه روایة قول بخلافه لم یقبلوه ولم یعتمدوه وکذلك تجد اصحاب الشافعی انما یعولون فی مذهبه علی روایة المزنی والربیع بن سلیمان المرادی فاذا جاءت روایة حرملة والبختری وامثالهما لم یلتفتوا الیها ولم یعتدوا بها فی اقاویله وعلی هذا عادة کل فرقة من العلماء فی احکام مذاهب ائمتهم واستاذیهم

ترجمہ اور یہ لوگ اللہ تعالے انکو اور ہمکو توفیق دے اگر انکے لیے انکے روسا و مذہب و مقتدیٰین کے جانب سے کوئی اونکا قول جو اونہون نے خود اپنے اجتہاد سے نکالا ہو حکایت کیا جاے تو اوسکے لیے یہ لوگ ثقہ کو طلب کرتے اور اوسکے اعتماد و ثبوت کی جانچ کرتے ہین چنانچہ ہم اصحاب مالک کو پاتے ہین کہ وہ اپنے مذہب مین اعتماد نہین کرتے مگر اونہین روایتون کو جو ابن القاسم اور اشہب وغیرہما اونکے عقلاء اصحاب سے منقول ہو اسلیے جب کوئی روایت عبد اللہ بن الحکم وغیرہ کی آتی ہو تو وہ اونکے نزدیک معتمد نہین ٹھہرتے اور اصحاب ابی حنیفہ کو ہم دیکھتے ہین کہ اونسے کسی روایت کو قبول نہین کرتے مگر اوسیکو جسکو ابو یوسف و محمد بن الحسن و علیہ وغیرہ اونکے اصحاب اور بزرگ شاگردون نے روایت کیا ہو اور اگر انکے پاس کوئی روایت حسن بن زیاد لولوی اور ایسے کم رتبہ کے راویون کا کوئی قول بخلاف اسکے منقول ہوتا ہے تو اوسکو یہ لوگ نہ قبول کرتے ہین اور نہ معتمد جانتے ہین اور اسیطرح ہم اصحاب شافعی کو دیکھتے ہین کہ اپنے مذہب مین مزنی اور ربیع بن سلیمان انکے روایت کی حرلیس ہین اسلیے جب اونکے پاس حرملہ اور بختری اور انکی مثل لوگونکی روایت آتی ہو تو اوسکیطرف کچھ التفات نہین کرتے اور اسکے ساتھ اونکی قولون کو بھی معتبر نہین سمجھتے اور اسی طور پر عادت ہر فرقہ کے علما اونکی ائمہ اور استادون کے احکام مذاہب مین جاری ہے

فاذا كان هذا دابهم وكانوا لا يثقون فى امر هذا الفروع وروايتها عن هؤلاء الشيوخ الا بالوثوق والتثبت فكيف يجوز لهم ان يتساهلوا فى الامر الاهم والخطب الاعظم وان يتواكلوا الرواية والنقل عن امام الائمة ورسول رب العزة الواجب حكمه اللازمة طاعته الذى يجب علينا التسليم لحكمه والانقياد لامره من حيث لا نجد فى انفسنا حرجا مما قضاه ولا فى صدورنا غلا من شئ ابرمه وامضاه أرأيتم اذا كان للرجل ان يتساهل فى امر نفسه ويسامح غرمائه فى حقه فيأخذ منهم الزيف ويغضى لهم من العيب هل يجوز لهم ان يفعل ذلك فى حق غيره اذا كان نائبا عنه كولى الضعيف ووصى اليتيم ووكيل الغائب هل يكون له ذلك منه اذا فعله الا خيانة للعهد واخفاء للذمة فهذا هو ذلك اما عيان حس واما عيار مثل ولكن اقواما عساهم استوعروا طريق الحق واستطالوا المدة فى درك الحظ واحبوا عجالة النيل فاختصروا طريق العلم واقتصروا على نتف وحروف منتزعة من معانى اصول الفقه

ترجمہ پس جبکہ اونکا یہ حال ہے کہ ان فروع میں ایسے ایسے شیوخ کی روایت کا بدون اعتبار اعتماد وتثبیت کی نہیں کرتے تو امر اہم ومعاملہ ہاے عظیمہ میں تساہل کرنے کو کیونکر جائز رکھینگے اور روایت ونقل کو امام الائمہ ورسول رب العزۃ کے کیونکر حوالہ کرینگے جبکا حکم لازم اور اونکے حکم وطاعت کی تسلیم اور اونکی امر کی فرمانبرداری اسطور سے ہم پر واجب ہے کہ جو اونہوں نے فیصلہ کردیا اوس سے ہم اپنے دلونمین کچھ تنگی اور جو امر اونہوں نے مستحکم وجاری کردیا اوس سے اپنے سینونمین کچھ میل نہ پاوین بتلاؤ تو بھلا کوئی شخص اگر اپنے بارہ مین تساہل اور اپنے قرضدارون کے حق میں تسامح کرکے اون سے کھوٹا روپیہ لیکر اونکا معاملہ چکا دے تو کیا جب یہ کسی غیر کا نائب مثلاً کسی ضعیف کا ولی اور یتیم کا وصی اور غائب کا وکیل ہو تو اوس غیر کے حق مین بھی اوسے یہ کرنا جائز ہوگا ہرگز نہین بلکہ اوسوقت اوسکا یہ کرنا بجز اپنے عہدہ مین خیانت کرنے اور ذمہ کے چھپانے کے اور کچھ نہوگا پس اسیطرح سے یہ بھی ہے یا اعیان حسن یا اعیان مثل لیکن بہت سی قومون نے طریق حق کو دشوار سمجھا اور درک خطا کی مدت کو بہت طول جانا اور اپنے حصول مراد مین جلدی کو دوست رکھا پس طریق علم کو مختصر کرڈالا اور چند بال اوکھیڑ لینے اور معانی اصول فقہ سے چند حروف نکال لینے پر اقتصار کیا —

وسموها عللا وجعلوها شعارا لانفسهم فی الترسم برسم العلم واتخذوها جنة
عند لقاء خصومهم ونصبوها دريئة للخوض والجدال يتناظرون بها و
يتلاطمون عليها وعند التصادر عنها قد حكم للغالب بالحذق والتبريز
فهو الفقيه المذكور فی عصره والرئيس المعظم فی بلده ومصره هذا وقد دس
لهم الشيطان حيلة لطيفة وبلغ منهم مكيدة بليغة فقال لهم هذا الذی فی ايديكم
علم قصير وبضاعة مزجاة لا تفی بمبلغ الحاجة والكفاية فاستعينوا عليه بالكلام و
صلوه بمقطعات منه واستظهروا باصول المتكلمين يتسع لكم مذهب الخوض
ومجال النظر فصدق عليهم ابليس ظنه واطاعه كثير منهم واتبعوه الا فريقا
من المؤمنين فيا للرجال والعقول اين يذهب بهم وانی يخدعهم الشيطان
عن حظهم وموضع رشدهم والله المستعان انتهى كلام الخطابی رحمه الله

ترجمہ اور اونکا نام علل رکھا اور اپنا اوپر رسوم ونشان علم کے ٹھہرانے کے لیے اوسکو شعار اور
علامت مقرر کیا اور اپنے دشمنوں سے لڑنے میں اوسکو ڈھال بنایا اور خوض وجدال کی
اوسکو ورد مقرر کیا اوسی سے وہ باخود باہم مناظرہ کرتے تھے اوسی پر ایک دوسرے کو طمانچہ مارتے
اور اسکے صادر ہونے کے وقت جو ان میں غالب ہوتا اوسکو ماہر اور عزیز الوجود خیال کرتے اور
وہی اونکے زمانہ میں فقیہ مشہور اور اونکے شہر وملک میں بڑا رئیس ہوا کرتا اوسی حالت میں تھے کہ
شیطان نے انہیں اپنی ایک حکمت عملی گھسیڑ دی اور اونسے ایک بڑا داؤں کھیلا اور یہ کہا
کہ یہ علم جو تمہارے پاس ہے ایسا چھوٹا اور یہ پونجی ایسی کھوٹی ہے کہ حاجت روائی کے لیے کافی
وکافی نہیں ہے تب علم کلام سے اونہوں نے مدد چاہی اور اوسکے ٹکڑوں سے پیوند جوڑنا
اور اصول متکلمین سے پشت پناہی چاہنے لگے تاکہ لوگوں کے لیے خوض کی راہ اور مجال
نظر کی کشادہ ہو جائیں پس اسطرح سے ابلیس نے اپنے خیالات کو اونپر ٹھیک بٹھا
دیا اور بہت لوگوں نے اوسکی اطاعت اور پیروی کی مگر مسلمانوں کا ایک فرقہ اس بلا سے
بچ گیا ہائے افسوس یہ لوگ اپنی عقل لیے ہوئے کہاں چلے جاتے ہیں اور شیطان انکو اونکے
اچھے حصے ومقام ارشاد سے کہاں بھٹکائے پھرتا ہے اب تو اللہ ہی پر بھروسا اور سہارا ہے تمام ہوا کلام

حکایۃ حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ وبیان سبب الاختلاف بین
الاوائل والاواخر فی الانتساب الی مذهب من المذاهب وعدمہ وبیان
سبب الاختلاف بین العلماء فی کونہم من اهل الاجتهاد المطلق او اهل
الاجتهاد فی المذهب والفرق بین هاتین المنزلتین واعلم ان الناس کانوا
فی المائۃ الاولی والثانیۃ غیر مجمعین علی التقلید لمذهب واحد بعینہ قال ابو طالب
المکی فی قوت القلوب ان الکتب والمجموعات محدثۃ والقول بمقالات الناس
والفتیا بمذهب الواحد من الناس واتخاذ قولہ والحکایۃ لہ فی کل شیء والتفقہ
علی مذهبہ لم یکن الناس قدیما علی ذلک فی القرنین الاول والثانی انتہی بل
کان الناس علی درجتین العلماء والعامۃ وکان من خبر العامۃ انہم کانوا فی
المسائل الاجماعیۃ التی لا اختلاف فیها بین المسلمین او بین جمہور المجتہدین
لا یقلدون الا صاحب الشرع وکانوا یتعلمون صفۃ الوضوء والغسل واحکام
الصلوۃ والزکوۃ ونحو ذلک من ابائہم او معلمی بلادہم فیمشون علی ذلک

ترجمہ حکایت حال اون لوگونکا جو چوتھی صدی کے پہلے تھے اور بیان سبب
اختلاف درمیان اوائل اور اواخر کے انتساب اور عدم انتساب مین کسی ایک
مذہب کے ان مذاہب مین سے اور بیان سبب اختلاف درمیان علماء کے اونکے
اہل اجتہاد مطلق اور اہل اجتہاد فی المذہب ہونے کے اور ان دونون مین فرق
کے بیان مین جانتو اسبات کو کہ پہلی اور دوسری صدی مین لوگ کسی ایک مذہب معین کی
تقلید پر مجتمع نتھے ابو طالب مکی نے قوت القلوب مین کہا ہے کہ یہ کتب اور مجموعات سب نو پیدا ہین اور
لوگون کے قول کے مطابق کہنا اور کسی ایک شخص معین کے مذہب کے موافق فتوا دینا اور اوسکے قول کو
ہر شی مین اخذ کرنا اور حکایت کرنا اور اوسکے مذہب پر اعتماد کرنا پہلے اور دوسرے قرن کے لوگون مین کچھ
نتھا بلکہ لوگ دو طور پر تھے ایک علماء اور ایک عامہ عوام کے تو یہ حالت تھی کہ وہ ان مسائل اجماعیہ مین جنمین
درمیان مسلمانون یا درمیان جمہور مجتہدین کے اختلاف نہین ہے بجز صاحب شرع کے کسیکی تقلید نکرتے تھے اور
صفت وضو اور غسل اور احکام صلوۃ و زکوۃ وغیرہ کو اپنے باپ دادون اور شہر کے معلمون سے سیکھکر اونہین کی پیروی

۱۱ / الصحابہ والتابعین ۱۲

واذا وقعت لهم واقعة نادرة استفتوا فيها اى مفتى وجدوا من غير تعين
مذهب قال ابن الهمام فى الآخر التحرير كانوا يستفتون مرة واحدا ومرة غيره غير
ملتزمين مفتيا واحدا انتهى واما العلماء فكانوا على مرتبتين منهم من امعن فى
تتبع الكتاب والسنة والآثار حتى حصل له بالقوة القريبة من الفعل ملكة ان
ينتصب مفتيا فى الناس يجيبهم فى الوقائع غالبا بحيث يكون جوابه اكثر مما يتوقف
فيه وتخص باسم المجتهد وهذا الاستعداد يحصل تارة باستفراغ الجهد فى جمع
الروايات فانه ورد كثير من الاحكام فى الاحاديث وكثير منهما فى آثار الصحابة والتابعين
وتبع التابعين مع ما لا ينفك عنه العاقل العارف باللغة من معرفة مواقع الكلام
وصاحب العلم بالآثار من معرفة طرق الجمع بين المختلفين وترتيب الدلائل ونحو
ذلك كحال الامامين القدوتين احمد بن محمد بن حنبل واسحق بن راهويه

ترجمہ اور جب اونکو کوئی واقعہ نادرہ پیش آتا تو جس مفتی کو پاتے بدون تعین کے اوسی سے
فتوا پوچھ لیتے تھے ابن ہمام نے اپنی کتاب تحریر کے آخر مین لکھا ہے کہ وہ لوگ کبھی ایک سے
اور کبھی اوسکے غیر سے استفتا کیا کرتے اور بدون التزام اور تعین کسی خاص مفتی کے
فتوا پوچھا کرتے تھے اور لیکن علما پس وہ دو طرح پر تھے ایک وہ جنھون نے تتبع کتاب
اور سنت اور آثار مین اسقدر غور کیا جس سے اونکو ساتھ قوت قریبہ کے فعل سے ایسا
ملکہ ہو گیا جس سے وہ لوگون مین مفتی قائم ہونے کے لائق ہو گئے اور اکثر وقایع مین اونکو
جواب دینے لگے اور جواب باصواب دینے مین وہ ایسے مشاق ہو گئے کہ اونکا جواب اونکے
توقف سے زیادہ تھا اور وہی لوگ مجتہد کے نام سے مشہور و مختص ہو گئے اور یہ استعداد
کبھی حاصل ہوتی ہے روایات کے جمع کرنے مین بہت کوشش کرنے سے کیونکہ بہت
سے احکام احادیث اور آثار صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین مین وارد ہین باوجودیکہ عاقل
عارف باللغۃ جسکو اسکی معرفت مواقع کلام سے حاصل ہے اور صاحب علم آثار کو
طرق جمع بین المختلفین و ترتیب دلائل وغیرہ کے ساتھ مثل دونون امام پیشوا احمد
بن محمد بن حنبل و اسحق بن راہویہ کے جانتا ہے اس سے غافل و جدا نہین ہے

وتارة باحكام طرق التخريج وضبط الاصول المروية في كل باب باب عن
مشائخ الفقه من الضوابط والقواعد مع جملة صالحة من السنن والآثار
كحال الامامين الجليلين ابي يوسف ومحمد بن الحسن ومنهم من حصل له
من معرفة القرآن والسنة ما يتمكن به من معرفة رؤس الفقه وامهات مسائله
بادلتها التفصيلية وحصل له غالب الرأي ببعض المسائل الاخرى من ادلتها وتوقف
في بعضها واحتاج في ذلك الى مشاورة العلماء لانه لم يتكامل له الادوات كما
يتكامل للمجتهد المطلق فهو مجتهد في البعض غير مجتهد في البعض وقد تواتر
عن الصحابة والتابعين انهم كانوا اذا بلغهم الحديث يعملون به من غير
ان يلاحظوا شرطا وبعد المائتين ظهر فيهم التمذهب للمجتهدين باعيانهم
وقل من كان لا يعتمد على مذهب مجتهد بعينه وكان هذا هو الواجب في ذلك الزمان

ترجمہ اور کبھی یہ استعداد حاصل ہوتی ہے طرق تخریج کے محکم کرنے سے اور اون
اصول وضوابط وقواعد کے ضبط کرنے سے جو ہر ہر باب مین مشائخ فقہ سے مروی
ہین ساتھ جملہ صالحہ کے سنن اور آثار سے جیسے کہ دونون امام وپیشوا ابی یوسف
ومحمد بن الحسن تھے اور اونمین سے بعض کو معرفت قرآن اور سنت مین استقدر قوت
حاصل ہوتی کہ جسکے ذریعہ سے اونکو روش فقہ اور اوسکے اصل مسائل سے ادلہ تفصیلیہ
کے ساتھ معرفت حاصل ہوگئی اور اوسکی دلیلون سے دوسرے مسئلون مین اونکو
ملکہ غالب راے کا حاصل ہوگیا تھا اور بعض مین توقف عارض ہوا اسلیے وہ اور علما سے
مشاورت کرنے کے محتاج ہوے کیونکہ اونکے لیے تمامی اسباب اجتہاد کے فراہم
نہوے جیسا کہ مجتہد مطلق کے لیے کامل ہوگئی تھی اسلیے وہ بعض مین مجتہد اور بعض مین
غیر مجتہد ہے اور صحابہ اور تابعین سے بطور تواتر ثابت ہے کہ اونکو جب کوئی حدیث پہنچتی
تھی تو بدون لحاظ کسی شرط کے وہ اوسپر عمل کرتے تھے اور دوسو برس کے بعد لوگون
مین مذہب معین اختیار کرنے کا دستور نکلا اور اوس وقت مین بہت کم لوگ ایسے
تھے جو مذہب معین پر اعتماد نہ رکھتے ہون اور اوس زمانہ مین گویا یہ واجب ہوگیا ٭

وسبب ذلك ان المشتغل بالفقہ لا یخلو عن حالتین احدہما ان یکون
اکبر ھمتہ معرفۃ المسائل التی قد اجاب فیہا المجتہدون من قبل من ادلتہا
التفصیلیۃ ونقدہا وتنقیح ماخذہا وترجیح بعضہا علی بعض وہذا امر جلیل
لا یتم لہ الا بامام فیأتنی بہ قد کفی مؤنۃ فرش المسائل وایراد الدلائل فی کل
باب باب فیستعین بہ فی ذلک ثم یشتغل بالنقد والترجیح ولولا ہذا الامام
صعب علیہ ولا معنی لارتکاب امر صعب مع امکان الامر السہل ولا بد لہذا المقتدی
ان یحسن شیئا مما سبق الیہ امامہ ویستدرک علیہ شیئا فان کان استدراکہ
اقل من موافقتہ عد من اصحاب الوجوہ فی المذہب وان کان اکثر
لم یعد تفردہ وجہا فی المذہب وکان مع ذلک منتسبا الی صاحب المذہب
فی الجملۃ ممتازا عمن یأتسی بامام آخر فی کثیر من اصول مذہبہ وفروعہ

ترجمہ اور اسکا یہ سبب ہے کہ مشتغل بالفقہ دو حال سے خالی نہین ایک یہ کہ اوسکی
بڑی ہمت اون مسائل کا پہچاننا ہے جنمین مجتہدین سابقین اُنکے ادلہ تفصیلیہ
سے اوسکا جواب دے چکے اور اوسکی تنقید اور اوسکے ماخذ کی تنقیح اور بعض پر بعض
کی ترجیح وغیرہ سب کچھہ کر چکے ہین اور یہ ایسا جلیل الشان امر ہے کہ بدون کسی امام
کے پیروی کے پورا نہین ہو سکتا اور چونکہ درستگی مسائل اور ہر ہر باب مین ایراد دلائل
کی مشقت کو وہ لوگ برداشت کر چکے تھے اسلیے یہ اونسے انہین مدد لینے لگے اور پھر
تنقید و ترجیح مین مشتغل ہوئے اور اگر اونکا یہ امام نہوتا تو اوسپر بڑی مشکل پڑتی اور پھر
ارتکاب امر صعب کے ساتھ امکان امر سہل کے کیا معنی ہوسکتے اور اس مقتدی کے لیے یہ ضرور
ہوا کہ اپنے اماموں کی طرز و روش کو اچھی طرح جانے اور اوسپر اور کچھہ بڑہا وسے اور اوسکو
سنبھالے پس اوسکا استدراک اوسکی موافقت سے اگر اقل ہوتا ہے تو اصحاب وجوہ فی المذہب
مین شمار کیا جاتا ہے اور اگر اکثر ہے تو اوسکا تفرد وجہ فی المذہب مین نہین گنا جاتا اور باوجود
اسکے بھی کسی صاحب المذہب کیطرف فی الجملہ ایسے طور پر اوسکی نسبت کی جاتی ہے کہ جنکی وہ
پیروی کرتا ہے جنسے دوسرے اماموں کے بہت سے اصول مذہب اور فروع مین ممتاز رہتا ہے

وقد یوجد لمثل هذا البعض مجتهدات لم یسبق بالجواب فیها اذ الوقائع متتابعة والباب مفتوح فیاخذها من الکتاب والسنة وآثار السلف من غیر اعتماد علی امامه ولکنها قلیلة بالنسبة الی ما سبق بالجواب فیه وهذا هو المجتهد المطلق المنتسب وثانیهما ان یکون اکبر همته معرفة المسائل التی یستفتیه المستفتون مما لم یتکلم فیه المتقدمون وحاجته الی امام یأتسی به فی الاصول الممهدة فی کل باب باب اشد من حاجة الاول لان مسائل الفقه متعانقة متشابکة فروعها یتعلق بامهاتها فلو ابتدا هذا بتنقید مذاهبهم وتنقیح اقوالهم لکان ملتزما لما لا یطیقه ولا یتفرغ منه طول عمره فلا سبیل له الی ما یهمه الا ان یجعل النظر فیما سبق فیه ویتفرغ للتفاریع وقد یوجد لمثل هذا استدراکات علی امامه من الکتاب والسنة وآثار السلف والقیاس لکنها قلیلة بالنسبة الی موافقاته وهذا هو المجتهد فی المذهب.

ترجمہ اور ایسوں مین بعض مجتہدات ایسے بھی پائے جاتے ہین جنکا جواب پہلون نے بھی نہین دیا ہو کیونکہ وقائع یکی بعد دیگرے واقع ہوا کرتے ہین اور اسکے دروازے کھلے ہین پس وہ اخذ کرتا ہو کتاب اور سنت اور آثار سلف سے بغیر اعتماد کے اپنے امام پر لیکن یہ پہلون کے جواب کی بہ نسبت کم ہو اور یہ مجتہد مطلق منتسب ہو اور دوسرا وہ ہو کہ جسکی بڑی ہمت اون مسائل کا پہچاننا ہے جنکو لوگون نے اس سے پوچھا اور متقدمین نے انمین کچھ کلام نہین کیا اور اسکی حاجت ایک امام مقتدی کیطرف جسکے اصول ممہدہ کے ہر ہر باب مین یہ پیروی کرتا ہو پہلے سے زیادہ ہو کیونکہ مسائل فقیہ ایک دوسرے مین ملے ہوئے اور باہم لپٹے ہوئے اور اوسکے تمامی فروع انکی اصول مین لگے ہوئے ہین پس اگر یہ اونکے مذاہب کی تنقید اور اونکے اقوال کی تنقیح کرنے لگے تو اپنے اوپر ایسے امر کا لازم کرنے والا ہوگا جسکی وہ طاقت نہین رکھتا ہو اور عمر بھر اس سے فارغ نہو سکیگا پس اوسکے ان مشکلات کو دفع کی کوئی صورت نہین ہو مگر یہی کہ جو اسکے پہلے ہو گیا ہو اوس مین امور پر نظر و تکمیل کرتا اور تفریعون کو متفرع کرتا جاوے اور کبھی ایسون کو بہت سے استدراکات اپنے امام پر کتاب اور سنت اور آثار سلف اور قیاس سے ملتے ہین لیکن وہ بہ نسبت اسکی موافقات کے کم ہوتے ہین اور یہ مجتہد فی المذہب ہے ٭

له اسے مقرر ہوا دعاؤن ۱۲

سله یعنی مسائل مجتہدہ ۱۲ محمد فضل

واما الحالة الثالثة وهي ان يستفرغ جهده اولا في معرفة ادلة ما سبق اليه ثم يستفرغ جهده ثانيا في التفريع على ما اختاره واستحسنه فهي حالة بعيدة غير واقعة لبعد العهد عن زمان الوحي واحتياج كل عالم في كثير مما لا بد له في علم الى من مضى من رواية الاحاديث على تشعب متونها وطرقها ومعرفة مراتب الرجال ومراتب صحة الحديث وضعفه وجمع ما اختلف من الاحاديث والآثار والتنبه لماخذ الفقه منها ومن معرفة غريب اللغة واصول الفقه ومن رواية المسائل التي سبق التكلم فيها من المتقدمين مع كثرتها جدا او تباينها واختلافها ومن توجيه افكاره في تمييز تلك الروايات وعرضها على الدلالة فاذا انفد عمره فكيف يوفي حق التفاريع بعد ذلك والنفس الانسانية وان كانت زكية لها حد معلوم تعجز عما وراءها

ترجمہ اور تیسری حالت یہ ہے کہ پہلے اپنی کوششون کو معرفت ادلہ ما سبقہ مین صرف کرے اور پھر اوسکے بعد تفریعات مین جس طور پر اونکو اختیار کیا ہے یا مستحسن سمجھا ہے لگاوے اور یہ حالت بعیدہ غیر واقعہ ہے بباعث دور ہونے اس وقت کے زمانۂ وحی سے اور بباعث احتیاج ہر عالم کے اپنے بہت سے ضروری علمون مین متقدمین کی طرف مختلف المتون اور مختلف الطرق حدیثون کی روایت مین اور معرفت مراتب رجال اور مراتب صحت حدیث اور اوسکے ضعف مین اور احادیث و آثار مختلفہ کے جمع کرنے مین اور اونسے ماخذ فقہ کے خبردار ہونے مین اور لغات غریبہ اور اصول فقہ کے پہچاننے مین اور روایت کرنے سے اون مسائل کے جنمین متقدمین کلام کر چکے ہین باوجود کثرت اور تباین اور اختلاف اونکے اور توجیہ سے اپنی فکر کی ان روایات کے تمیز کرنے مین اور دلالت پر اسکے کرنے سے پس جب اپنی عمر کو اسمین تمام کر ڈالیگا تو حق تفاریع کو اسکے بعد کیونکر ادا کریگا اور نفس انسانی کتنا ہی پاک و مقدس ہو تو بھی اوسکے لیے ایک حد معین ہے کہ اوسکے آگے وہ عاجز ہو جاتا ہے ؎

فانما كان هذا متيسرا للطراز الاول من المجتهدين حين كان العهد قريبا
والعلوم غير متشعبة على انه لم يتيسر ذلك ايضا الا لنفوس قليلة وهم مع ذلك
كانوا مقتدين بمشائخهم معتمدين عليهم ولكن لكثرة تصرفاتهم في العلم صاروا مستقلين
وبالجملة فالتمذهب للمجتهدين سر الهمه الله تعالى العلماء وجمعهم عليه من حيث يشعرون
او لا يشعرون ومن شواهد ما ذكرنا كلام الفقيه ابن زياد الشافعي اليمني في فتواه
حيث سئل عن مسئلتين اجاب فيهما البلقيني بخلاف مذهب الشافعي فقال
في الجواب انك لا تعرف توجيه كلام البلقيني ما لم تعرف درجته في العلم فانه امام مجتهد
مطلق منتسب غير مستقل من اهل التخريج والترجيح واعني بالمطلق المنتسب من له اختيار
وترجيح يخالف الراجح في المذهب لامام الذي ينتسب اليه وهذا حال كثير من يرابذه
الاكابر اصحاب الشافعي من المتقدمين والمتاخرين وسياتي ذكرهم وترتيب درجاتهم

ترجمہ: اور پہلے طرز کے مجتہدین کے لیے جب زمانہ وحی کا قریب اور علوم بھی بہت شاخ
بشاخ نہوئے تھے البتہ یہ آسان تھا مگر تو بھی یہ بہت ہی کم لوگوں کو میسر ہوا اور پھر وہ بھی
اپنے مشائخ کے مقتدی اور اونپر اعتماد کرنے والے تھے لیکن علوم میں بہت تصرف کرنے
سے وہ خود مستقل ہوگئے الحاصل ان مجتہدین کا مذہب بمذہب ہونا اور لوگوں کا اسکو
اختیار کرنا ایک بھید ہے جسکو اللہ تعالے نے سب کے دل میں الہام کیا اور اونکو اسپر مجتمع
کردیا چاہیں وہ اسکو جانیں یا سمجھائیں اور اسکی خبر رکھیں یا نہ رکھیں اور جو ہمنے
ذکر کیا ہو اسکے شواہد سے کلام فقیہ ابن زیاد شافعی الیمنی کا اونکے فتوا میں ہے
جبکہ وہ سوال کیے گئے اون دو مسئلون سے کہ جسمین بلقینی نے بخلاف مذہب شافعی
کے جواب دیا تھا اونہوں نے کہا کہ تو بلقینی کے توجیہ کلام کو نہیں جان سکتا جبتک کہ علم
میں تو اوسکے درجہ کو نجانے کیونکہ وہ امام مجتہد مطلق منتسب غیر مستقل اہل تخریج اور ترجیح
سے ہے اور منتسب مطلق سے میں اوسکو مراد لیتا ہوں جسکو ایسی ترجیح کا اختیار ہو جو اپنے امام مذہب
کے راجح کے خلاف ہو سکتا ہو اور یہ حال بہت سے متقدمین و متاخرین اکابر علماء شافعی کا ہے
اور قریب ہے اونکا ذکر اور اونکے درجات کی ترتیب کا بیان آتا ہے ❊

وممن نظم البلقینی فی سلک المجتهدین المطلقین المنتسبین تلمیذه العالی
ابو زرعة فقال قلت مرة لشیخنا الامام البلقینی ما یقصر بالشیخ تقی الدین الولی
السبکی عن الاجتهاد وقد استکمل آلته وکیف یقلد قال ولم اذکره هو ای
شیخه البلقینی استحیاء منه لما اردت ان ارتب علی ذلک فسکت فقلت فما عندی
ان الامتناع من ذلک ما هو الا للوظائف التی قدرت للفقهاء علی المذاهب الاربعة
وان من خرج عن ذلک واجتهد لم ینله شیء من ذلک وحرم ولایة القضاء وامتنع
الناس من استفتائه ونسب للبدعة فتبسم ووافقنی علی ذلک انتهی قلت اما
انا فلا اعتقاد ان المانع لهم من الاجتهاد ما اشار الیه حاشا منصبهم العلی
عن ذلک وان یترکوا الاجتهاد مع قدرتهم علیه لغرض القضاء والاسباب هذا
مما لا یجوز لاحد ان یعتقده فیهم وقد تقدم ان الراجح عند الجمهور وجوب الاجتهاد
فی مثل ذلک وکیف ساغ للولی نسبتهم الی ذلک او نسبة البلقینی الی موافقته علی ذلک
ترجمہ اور اونلوگونمین سے کہ جنکو بلقینی نے سلک مجتہدین مطلقین منتسبین مین منتظم کیا ہی اوسکا
شاگرد رشید ابو زرعہ ہی اور اوسنے کہا کہ مین نے ایکبار اپنے شیخ امام بلقینی سے کہا کہ کس چیز نے شیخ تقی الدین
سبکی کو اجتہاد سے روک رکھا ہی حالانکہ اوسکے پاس اسکا سب سامان کامل مہیا ہی پھر وہ کیونکر
تقلید کرتا ہی کہا ابو زرعہ نے کہ چونکہ مینے ارادہ کیا تھا کہ اوسکو اوسپر ترتیب دونگا اسلیے شرم کے مارے
میرے شیخ بلقینی نے اوسکو ذکر نکیا اور چپ رہگیا تب مینے کہا کہ میرے نزدیک اس امتناع کی کوئی
اور وجہ نہین مگر وہی وظیفے جو فقہاء مذاہب اربعہ کے لیے مقرر ہین اور اگر ایکبار بھی اُس سے نکلین اور
اجتہاد کرین تو انمین سے اونکو کچھ نملے اور ولایت قضا سے محروم رہین اور لوگ اونسے فتوا پوچھنا چھوڑدین اور
بدعتی کہنے لگین پس اسکو سنکر وہ ہنس پڑے اور اسپر میری موافقت کی لیکن مین کہتا ہون کہ میرے
نزدیک اونکے لیے اجتہاد سے مانع وہی امر تھا جسکو ابو زرعہ نے اشارہ بیان کیا ہی کیونکہ اونکا منصب برتر
ان سب امور سے اور خصوص اس امر سے کہ باوجودیکہ وہ اجتہاد پر قادر ہون اور اسکو اپنے منصب
قضا وغیرہ کے سبب سے چھوڑدین بہت ہی دور تھا اور کسی کے لیے یہ جائز نہین ہی کہ اونکی شان مین یہ اعتقاد
رکھے اور پہلے بیان ہوچکا ہی کہ راجح نزدیک جمہور کے ایسی حالت مین وجوب اجتہاد ہی پھر کیونکر ایک

وقد قال الجلال السيوطي في شرح التنبيه في باب الطلاق ما لفظه وما وقع من الائمة من الاختلاف من تغير الاجتهاد فيصحح لي كل موضع ما ادى اليه اجتهاده في ذلك الوقت وقد كان المصنف يعني صاحب التنبيه من الاجتهاد بالمحل الذي لا ينكر فصرح غير واحد من الائمة بانه وابن الصباغ وامام الحرمين والغزالي بلغوا رتبة الاجتهاد المطلق وما وقع في فتاوى ابن الصلاح من انهم بلغوا رتبة الاجتهاد في المذهب دون المطلق فمراده انهم كانت لهم درجة الاجتهاد المنتسب دون المستقل وان المطلق كما قرره هو في كتابه اداب الفتيا والنووي في شرح المهذب نوعان مستقل وقد فقد من راس الاربع مائة فلم يكن وجوده ومنتسب هو باق الى ان ياتي اشراط الساعة الكبرى ولا يجوز انقطاعه شرعا لانه فرض كفاية ومتى قصر اهل عصر حتى تركوه اثموا كلهم وعصوا باسرهم كما صرح به الاصحاب منهم الماوردي في الحاوي والروياني في البحر والبغوي في التهذيب وغيرهم

ترجمہ اور جلال الدین سیوطی نے شرح التنبیہ کے باب الطلاق میں جو فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ اماموں سے جو اختلاف واقع ہوا وہ تغیر اجتہاد سے ہے پس جس مقام میں اونکا اجتہاد اوس وقت پہونچا اوسکی وہ تصحیح کرتے تھے اور مصنف یعنی صاحب تنبیہ اجتہاد کے ایسے محل میں تھا جسکا انکار نہیں کیا جا سکتا اور بہت سے اماموں نے تصریح کی ہے کہ وہ اور ابن الصباغ اور امام الحرمین اور غزالی اجتہاد مطلق کے رتبہ کو پہونچ گئے تھے اور جو فتاوے ابن الصباغ میں واقع ہوا ہے کہ یہ لوگ رتبہ اجتہاد فی المذہب کو پہونچے تھے نہ مطلق کو تو مراد اوسکی یہ ہے کہ اونکو درجہ اجتہاد منتسب حاصل تھا نہ مستقل اور اجتہاد مطلق جیسا کہ خود اوسنے اپنی کتاب آداب الفتیا میں اور نووی نے شرح المہذب میں ثابت کیا ہے دو طرح پر ہے ایک مستقل اور چونکہ یہ چوتھی صدی سے مفقود ہو گیا اسلیے اسکا وجود ممکن نہیں اور دوسرا منتسب اور وہ قیامت کی بڑی نشانیوں کے آنے تک باقی رہیگا اور شرعًا اوسکا منقطع ہونا جائز نہیں کیونکہ وہ فرض کفایہ ہے اور جب کسی زمانہ والے اوس سے یہانتک قاصر ہونگے کہ اوسکو بالکل ہی چھوڑ دینگے تو سبکے سب گناہگار اور بالکل نافرمان ہو جاوینگے جیسا کہ ہمارے اصحاب نے اسکی تصریح کی ہے بعض انمیں سے ماوردی ہیں جنہوں نے حاوی میں اور رویانی نے بحر میں اور بغوی نے تہذیب میں اور سوا انکے غیروں نے انکی غیر

ولا يتأدى هذا الفرض بالاجتهاد المقيد كما صرح به ابن الصلاح والنووي
في شرح المهذب والمسئلة مبسوطة في كتابنا المسمى بالرد على من اخلد الى الارض
وجهل ان الاجتهاد في كل عصر فرض ولا يخرج هؤلاء عن الاجتهاد المطلق
المنتسب من كونهم شافعية كما صرح به النووي وابن الصلاح في الطبقات
وتبعه ابن السبكي ولهذا صنفوا في كتب المذهب وافتوا وولوا وظائف
الشافعية كما ولي المصنف وابن الصباغ تدريس النظامية ببغداد وولي
امام الحرمين والغزالي تدريس النظامية بنيسابور وولي ابن عبد السلام
الجابية والظاهرية بالقاهرة وولي ابن دقيق العيد الصلاحية المجاورة
لمشهد امامنا الشافعي رضي الله عنه والفاضلية والكاملية
وغير ذلك اما من بلغ رتبة الاجتهاد المستقل فانه يخرج بذلك عن كونه شافعيا ولا ينقل اقواله

ترجمہ اور یہ فرض اجتہاد مقید سے ادا نہیں ہو سکتا جیسا کہ ابن الصلاح نے اسکی
تصریح کی ہے اور نووی نے شرح مہذب میں مفصل بیان کیا ہے اور یہ مسئلہ ہماری اوس
کتاب میں جسکا نام رد علی من اخلد الی الارض وجہل ہے نہایت بسط و تفصیل سے بیان کیا
گیا ہے کہ اجتہاد ہر زمانہ میں فرض ہے اور یہ لوگ اجتہاد مطلق منتسب سے اپنے شافعی ہونے
سے خارج نہیں ہو سکتے جیسا کہ نووی اور ابن الصلاح نے طبقات میں اسکی
تصریح کی ہے اور ابن سبکی نے بھی اسکی متابعت کی ہے اور اسلیے اون لوگوں نے اس مذہب
میں کتابیں تصنیف کیں اور فتوا دیا اور وظائف شافعیہ کے متولی ہوئے جیسا کہ
مصنف اور ابن الصباغ بغداد کے مدرسہ نظامیہ کی تدریس کے متولی ہوئے اور
امام الحرمین اور غزالی نیشاپور کے مدرسہ نظامیہ کی تدریس کے متولی ہوئے اور
ابن عبد السلام قاہرہ کے مدرسہ جابیہ اور ظاہریہ کا متولی ہوا اور ابن دقیق العید
صلاحیہ کا جو ہمارے امام شافعی رح کے مشہد مقدس کے قریب ہے اور فاضلیہ اور کاملیہ
کا متولی ہوا لیکن وہ شخص کہ رتبہ اجتہاد مستقل کو پہونچ گیا ہے تو وہ اس سبب سے شافعی
ہونے سے خارج ہو گیا اور اوسکے اقوال کتب مذہب میں نقل نہیں کیے جاسکتے

ولا اعلم احدا بلغ هذه الرتبة من الاصحاب الا ابا جعفر بن جرير الطبري فانه
كان شافعيا ثم استقل بمذهب لهذا قال الرافعي وغيره ولا يعد تفرده وجها
في المذهب انتهى وهي عندي احسن مما سلكه الولي ابو زرعة الا ان كلامه
يقتضي ان ابن جرير لا يعد شافعيا وهو مردود فقد قال الرافعي في اول كتاب الزكوة
من الشرح تفرد ابن جرير لا يعد وجها في مذهبنا وان كان معدودا في طبقات اصحاب
الشافعي قال النووي في التهذيب ذكره ابو عاصم العبادي في الفقهاء الشافعية
وقال هو من افراد علمائنا واخذ فقه الشافعي عن الربيع المرادي والحسن الزعفراني
انتهى ومعنى انتسابه الى الشافعي انه جرى على طريقته في الاجتهاد واستقراء الادلة وترتيب
بعضها على بعض ووافق اجتهاده اجتهاده واذا خالف احيانا لم يبال بالمخالفة
ولم يخرج عن طريقه الا في مسائل وذلك لا يقدح في دخوله في مذهب الشافعي

ترجمہ اور مین کسی کو نہین جانتا کہ اصحاب مین سے اس رتبہ کو پہونچا ہو مگر ابو جعفر
ابن جریر الطبری کہ پہلے وہ شافعی تھا پھر اسکا ایک مستقل مذہب ہو گیا اسلیے رافعی
وغیرہ نے کہا کہ اوسکا تفرد مذہب مین کوئی وجہ نہ شمار کیا جائیگا انتہی اور میرے
نزدیک ولی ابو زرعہ کا یہ حال بہت ہی پسندیدہ ہے مگر کلام اوسکا اس امر کو مقتضی ہے
کہ ابن جریر شافعیون مین نہ معدود ہو تو یہ مردود ہے کیونکہ رافعی نے اسی شرح مین
کتاب الزکوۃ کی شروع ہی مین کہا ہے کہ ابن جریر کا تفرد ہمارے مذہب مین بطور وجہ
کے نہ معدود ہوگا اگرچہ وہ طبقات شافعیہ مین معدود ہے اور نووی نے شرح
تہذیب مین کہا ہے کہ ابو عاصم عبادی نے اوسکو فقہاء شافعیہ مین ذکر کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ وہ
ہمارے علما سے ہے اور اوسنے فقہ شافعی کو ربیع مرادی اور حسن زعفرانی سے اخذ کیا ہے اور اوسکے
امام شافعی کیطرف منتسب ہونیکے یہ معنی ہین کہ اوسنے اپنے اجتہاد و استقراء ادلہ اور اونکی باہم
ترتیب کو اونہین کے طریقہ پر جاری کیا ہے اور اونکا اجتہاد اونکے اجتہاد کے موافق ہوا ہے
اور جب کبھی اوسنے کچھ مخالفت کی تو اس مخالفت مین کچھ پروا نہ کی اور اونکے طریقہ سے
نہ خارج ہوے مگر چند مسئلون مین اور یہ انکو امام شافعی کے مذہب مین داخل ہونیکے لیے کوئی قادح نہین ہے

لہ بلفظ وجہ فی المذہب مراد معدود ہوگا

ومن هذا القبيل محمد بن اسمعيل البخاري فانه معدود في طبقات الشافعية
وممن ذكره في طبقات الشافعية الشيخ تاج الدين السبكي وقال انه تفقه
بالحميدي والحميدي تفقه بالشافعي واستدل شيخنا العلامة على ادخال البخاري
في الشافعية بذكرهم في طبقاتهم وكلام النووي الذي ذكرناه شاهد له وذكر
الشيخ تاج الدين السبكي في طبقاته ما لفظه كل تخريج اطلقه المخرج اطلاقا فيتنظر ان
ذلك المخرج ان كان ممن يغلب عليه المذهب والتقليد كالشيخ ابي حامد والقفال
عد من المذهب ان كان ممن يكثر خروجه كالمحمدين الاربعة يعني محمد بن جرير ومحمد بن خزيمة
ومحمد بن نصر المروزي ومحمد بن المنذر فلا يعد واما المزني وبعده ابن سريج فبين
الدرجتين لم يخرجوا خروج المحمدين ولم يتقيدوا تقيد العراقيين والخراسانيين انتهى
وذكر السبكي في طبقاته الشيخ ابا الحسن الاشعري امام اهل السنة والجماعة وقال انه
معدود من الشافعية فانه تفقه بالشيخ ابي الاسحاق المروزي انتهى قول ابن زياد

ترجمہ "اور اسی قبیل سے محمد بن اسمعیل بخاری ہیں کہ لوگوں نے انکو طبقات شافعیہ میں شمار کیا ہے
اور جن لوگوں نے انکو طبقات شافعیہ میں شمار کیا ہے انمیں سے شیخ تاج الدین سبکی ہیں انہوں نے
کہا کہ بخاری نے حمیدی سے فقہ حاصل کی اور حمیدی نے امام شافعی سے فقہ کو سیکھا شیخ تاج الدین سبکی کے
بخاری کو طبقات شافعیہ میں ذکر کرنے سے ہمارے شیخ علامہ نے بخاری کو شافعیوں میں داخل کرنے پر
استدلال کیا ہے اور نووی کا وہ کلام جسکو ہم نے ذکر کیا ہے اوسکا شاہد ہے اور شیخ تاج الدین سبکی نے طبقات میں
جو ذکر کیا ہے اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ جس تخریج کو مخرج مطلق چھوڑ دے تو دیکھا جائیگا کہ وہ مخرج اگر ان لوگوں میں
ہے کہ جنپر مذہب اور تقلید غالب ہے مانند شیخ ابی حامد اور قفال کے تو وہ اوس مذہب کے لوگوں میں شمار کیا جاوےگا
اور اگر وہ ان لوگوں میں ہے کہ جو اکثر مذہب سے خارج ہو جایا کرتا ہے مانند محمدین اربعہ یعنی محمد بن جریر اور
محمد بن خزیمہ اور محمد بن نصر المروزی اور محمد بن المنذر کے تو اوس میں معدود نہوگا اور لیکن مزنی اور بعد اوسکے ابن
سریج تو یہ لوگ دونوں درجوں کے درمیان میں ہیں نہ تو محمدین کی مانند خارج ہیں اور نہ عراقیین و خراسانیین کی تقلید کے
مانند مقید انتہی اور ذکر کیا سبکی نے اپنے طبقات میں شیخ ابو الحسن اشعری کو جو اہل سنت و جماعت کا امام ہے اور
یہ بھی کہا کہ یہ شافعیوں میں معدود ہیں کیونکہ انہوں نے شیخ ابی اسحاق مروزی سے فقہ حاصل کی انتہی تمام ہوا قول ابن زیاد کا

المحمدین الاربعہ

ومن شواهد ما ذکرنا ایضا ما فی کتاب الانوار حیث قال والمنتسبون الی مذهب الشافعی وابی حنیفة ومالک واحمد اصناف احدها العوام وتقلیدهم للشافعی متفرع علی تقلید المنتسب الثانی البالغون الی مرتبة الاجتهاد والمجتهد لا یقلد مجتهدا وانما ینسبون الیہ لجریہم علی طریقتہ فی الاجتہاد واستعمال الادلة وترتیب بعضہا علی بعض الثالث المتوسطون وہم الذین لم یبلغوا رتبة الاجتہاد ولکنہم وقفوا علی اصول الامام وتمکنوا من قیاس ما لم یجدہ منصوصا علی ما نص علیہ وھولاء مقلدون لہ وکذا من یاخذ بقولہم من العوام والمشہور انہم لا یقلدون فی انفسہم لانہم مقلدون انتہی کلام الانوار فان قلت کیف یکون شیء واحد غیر واجب فی زمان وواجبا فی زمان اخر مع ان الشرع واحد فلیس قولک انہ لم یکن الاقتداء بالمجتہد المستقل واجبا ثم صار واجبا الا قولا متناقضا متنافیا

ترجمہ اور جو ہمنے کہا اسکے شواہد سے وہ بھی ہے جو کتاب الانوار مین ہے چنانچہ اوسمین کہا ہے کہ شافعی اور ابو حنیفہ و مالک و احمد کے مذہب کیطرف جو لوگ منسوب ہین وہ چند طرح پر ہین ایک اونمین سے عوام ہین اور اونکا امام شافعی کی تقلید کرنا منتسب کی تقلید پر متفرع ہے اور دوسرے وہ لوگ ہین جو اجتہاد کے مرتبہ کو پہونچے ہوئے ہون حالانکہ ایک مجتہد دوسرے مجتہد کی تقلید نہین کرتا مگر باوجود اسکے بھی جو یہ لوگ اپنے کو اونکی طرف منسوب کرتے ہین تو اس سبب سے کہ انکا اجتہاد و استعمال ادلہ اور اوسکی ترتیب بایکدیگر اونھین کے طریقہ پر جاری ہے اور تیسرے درمیانی لوگ اور وہ وہ ہین کہ مرتبہ اجتہاد کو نہین پہونچے ولیکن اپنے امام کے اصول سے واقفیت رکھتے ہین اور امور غیر منصوصہ کے قیاس پر بنا بر نص اپنے ائمہ کے قادر ہین اور یہ لوگ درحقیقت اونکے مقلد ہین اور ایسے ہی جو لوگ عوام مین سے اونکے اقوال کو اخذ کرتے ہین اور مشہور یہ ہے کہ فی نفسہ وہ مقلد نہین کیونکہ وہ مقلد ہین تمام ہوا کلام کتاب الانوار کا ۔ پس اگر کہے تو کہ کیونکر ایک چیز ایک زمانہ مین غیر واجب اور وہی چیز دوسرے زمانہ مین واجب ہو گئی باوجودیکہ شرع ایک ہی ہے پس تمہارا یہ کہنا کہ ایک مجتہد مستقل کی اقتدا واجب نہ تھی پھر واجب ہو گئی نہین ہے مگر قول متناقض اور متنافی

قلت الواجب الاصلي هو ان يكون في الامة من يعرف الاحكام الفرعية
من ادلتها التفصيلية اجمع على ذلك اهل الحق ومقدمة الواجب واجبة فاذا
كان للواجب طرق متعددة وجب تحصيل طريق من تلك الطرق من غير
تعيين واذا تعين لطريق واحد وجب ذلك الطريق بخصوصه كما اذا كان الرجل
في مخمصة شديدة يخاف منها الهلاك وكان لدفع مخمصة طرق من
شراء الطعام والتقاط الفواكه من الصحراء واصطياد ما يتقوت به وجب تحصيل
شيء من هذه الطرق لا على التعيين فاذا وقع في مكان ليس هناك
صيد ولا فواكه وجب عليه بذل المال في شراء الطعام وكذلك كانت
للسلف طرق في تحصيل هذا الواجب وكان الواجب تحصيل طريق من تلك الطرق لا على
تعيين ثم انسدت تلك الطرق الا طريق واحد فوجب ذلك الطريق بخصوصه

ترجمہ تو اسکے جواب میں میں یہ کہتا ہوں کہ واجب اصلی تو یہی ہے کہ امت میں ایسا
شخص ہو جو احکام فرعیہ کو اوسکے ادلہ تفصیلیہ سے جانتا ہو اسپر تمامی اہل حق کا اجماع
ہے اور مقدمہ واجب کا واجب ہوا کرتا ہو اور جب کسی واجب کے طرق متعدد
ہوں تو تحصیل کسی ایک طریقہ کی اون طریقوں میں سے بغیر تعیین کے واجب ہوگی
جب اوسکے لیے کوئی ایک طریقہ متعین ہو جاوے تو وہی طریقہ بخصوصہ واجب ہوگا
مثلاً جب کوئی ایسے مخمصہ شدیدہ میں مبتلا ہو جاوے کہ جس سے اپنی ہلاکت کا خوف
کرتا ہو اور دفع مخمصہ کے بہت سے طریقے ہیں مثل کھانا مول لینے اور صحرا سے میوہ
چن لینے اور بمقدار اپنی قوت کے شکار کر لینے وغیرہ سے تو کسی شئے کا ان طریقوں میں
سے لاعلی التعیین حاصل کرنا واجب ہے پس اگر کوئی شخص ایسے مکان میں ٹھہر جاوے
جہاں نہ کوئی شکار ہو اور نہ کوئی میوہ تو اوسپر کھانا مول لینے کے لیے مال ہی کا خرچ
کرنا واجب ہوگا ایسی ہی سلف کے لیے اس واجب کے حاصل کرنے میں بہت سے طریقے تھے
اور ان طریقوں میں سے بغیر تعیین کے ایک ہی طریقہ حاصل کرنا واجب تھا اوسکے بعد وہ سب
طریقے مسدود ہوگئے مگر ایک ہی طریقہ باقی رہ گیا پس ایسا مخمصہ وہی طریقہ واجب ہوا

وكان السلف لا يكتبون الحديث ثم صار يومنا هذا كتابة الحديث واجبة لان رواية الحديث لا سبيل لها اليوم الا معرفة هذه الكتب وكان السلف لا يشتغلون بالنحو واللغة وكان لسانهم عربيا لا يحتاجون الى هذه الفنون ثم صار يومنا هذا معرفة اللغة العربية واجبة لبعد العهد عن العرب الاولى وشواهد ما نحن فيه كثيرة جدا وعلى هذا ينبغي ان يقاس وجوب تقليد الامام بعينه فانه قد تكون واجبا وقد لا يكون واجبا فاذا كان الانسان جاهل في بلاد الهند وبلاد ما وراء النهر وليس هناك عالم شافعي ولا مالكي ولا حنبلي ولا كتاب من كتب هذه المذاهب وجب عليه ان يقلد لمذهب ابي حنيفة ويحرم عليه ان يخرج من مذهبه لانه حينئذ يخلع من عنقه ربقة الشريعة ويبقى سدى مهملا بخلاف ما اذا كان في الحرمين فانه قد تيسر له هناك معرفة جميع المذاهب ولا يكفيه ان ياخذ بالظن من غير ثقة ولا ان ياخذ من السنة العوام ولا ان ياخذ من كتاب غير مشهور كما ذكر كل ذلك في النهر الفائق شرح كنز الدقائق

ترجمہ اور سلف حدیثون کو نہ لکھتے تھے پھر اب آجکل ہمارے زمانہ مین کتابت حدیث واجب ہو گئی کیونکہ آجکل بجز معرفت ان کتابون کے روایت حدیث کی کوئی سبیل نہین اور سلف نحو و لغت سے نہ مشتغل تھے اور چونکہ اونکی زبان عربی تھی اسلیے وہ ان فنون کے محتاج بھی نہ تھے پھر آجکل ہمارے زمانہ مین عرب اول کے زمانہ کے بہت دور ہوجانے سے عربی زبان کا سیکھنا واجب ہو گیا اور علے ہذا القیاس اسکے اور بھی بہت سے شواہد و نظیرین ہین پس مناسب ہے کہ اسی پر وجوب تقلید امام معین کو قیاس کیجاے کہ کبھی تو وہ واجب ہے اور کبھی نہین مثلاً جب کوئی جاہل آدمی ہند یا ماوراء النہر کے شہرون مین ہو اور وہان کوئی عالم شافعی و مالکی و حنبلی نہین پایا جاتا اور ان مذاہب کی کوئی کتاب بھی نہین ملتی تو اوسپر واجب ہے کہ ابو حنیفہ رح کی تقلید کرے اور حرام ہے کہ اونکے مذہب سے خارج ہو کیونکہ اس حالت مین اگر اونکے مذہب سے نکلیگا تو ربقہ شریعت کو اپنی گردن سے نکالیگا اور محض بیکار و مہمل باقی رہجائیگا بخلاف اس حالت کے کہ جب وہ حرمین شریفین مین ہو کیونکہ اوسکو وہان تمامی مذاہب کی معرفت میسر ہے اور اسکو یہی کافی نہین ہے کہ بحسب ظن و گمان کے غیر ثقہ لوگون سے اخذ کرے اور یہ بھی نہ چاہیے کہ عوام

واعلم ان المجتهد المطلق من تمیم خمسۃ من العلوم قال النووی فی المنہاج وشرط القاضی مسلم مکلف حر ذکر عدل سمیع بصیر ناطق کاف مجتہد وھو ان یعرف من القران والسنۃ ما یتعلق بالاحکام وخاصہ وعامہ ومجملہ ومبینہ وناسخہ ومنسوخہ ومتواتر السنۃ وغیرہ والمتصل والمرسل وحال الرواۃ قوۃ وضعفا ولسان العرب لغۃ ونحوا واقوال العلماء من الصحابۃ ومن بعدھم اجماعا واختلافا والقیاس بانواعہ ثم اعلم ان ھذا المجتھد قد یکون مستقلا وقد یکون منتسبا الی المستقل والمستقل من امتاز عن سائر المجتھدین بثلاث خصال کما تری ذلک فی الشافعی ظاہرا احدیہا ان یتصرف فی الاصول والقواعد التی یستنبط منہ الفقہ کما ذکر ذلک فی اوائل الام حیث عد صنیع الاوائل فی استنباطہم واستدرک علیہم

ترجمہ اور جان تو کہ مجتہد مطلق وہ ہی کہ جسمین پانچ طرح کا علم مجتمع ہوئے چنانچہ نووی نے منہاج مین کہا ہے اور شرط قاضی کے مسلم مکلف حر ذکر عدل سمیع بصیر ناطق کاف مجتہد ہی اور مجتہد وہ ہی کہ جو قرآن اور سنت مین سے اون امور کو جو احکام سے متعلق ہین پہچانتا ہو اور اسکے خاص اور عام اور مجمل اور مبین اور ناسخ ومنسوخ اور سنن متواترہ اور غیر متواترہ اور متصل ومرسل کو جانتا ہو اور راویون کے حال کو از روے قوت وضعف کے اور زبان عرب کو از روے لغت ونحو کے اور اقوال علماء کو صحابہ وتابعین وتبع تابعین مین سے از روے اجماع واختلاف کے اور قیاس کو اُسکے انواع کے ساتھہ پہچانتا ہو پھر یہ بھی جان رکھو کہ یہ مجتہد کبھی مستقل ہوتا ہی اور کبھی کسی مستقل کیطرف منتسب ہوتا ہی اور مستقل وہ ہی کہ تمامی مجتہدین سے تین خصلتون مین ممتاز ہو جیسا کہ امام شافعی مین یہ باتین ظاہر دیکھتے ہو ایک یہ کہ اصول اور اون قواعد مین تصرف کرے جس سے فقہ مستنبط ہی جیسا کہ اس کو امام شافعی رحمہ اللہ نے اوائل اُم مین ذکر کیا ہے جہان کہین صنیع وائل کو اونکے استنباط مین شمار کرکے استدراک کیا ہے

وکما اخبرنا شیخنا ابو طاہر محمد بن ابراہیم المدنی عن شیخہ المکین الشیخ حسن بن علی العجیمی والشیخ احمد النخلی عن الشیخ محمد بن العلاء البابلی عن ابراہیم بن ابراہیم اللقانی وعبد الرؤف البطلاوی وعن الجلال ابی الفضل السیوطی عن ابی الفضل المرجانی اجازۃ عن الحافظ الحجۃ عن ابی الفرج الغزی عن یونس بن ابراہیم الدبوسی وعن ابی الحسن المقبری عن الفضل بن سہل الاسفرائی ابی بکر احمد بن علی الخطیب خبرنا ابو نعیم الحافظ حدثنا ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب حدثنا حاتم یعنی الرازی حدثنی یونس بن عبد الاعلی قال قال محمد بن ادریس الشافعی الاصل قران وسنۃ فان لم یکن فقیاس علیہما واذا اتصل الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصح الاسناد منہ فہو سنۃ والاجماع اکبر من الخبر المفرد والحدیث علی ظاہرہ واذا احتمل المعانی فما اشبہ منہا ظاہرہ اولیٰ بہ

ترجمہ اور جیسا کہ خبر دی ہمکو ہمارے شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم المدنی نے اپنے شیخ مکین شیخ حسن بن العجیمی اور شیخ احمد نخلی سے اونہوں نے شیخ محمد بن العلاء البابلی سے اونہوں نے ابراہیم بن ابراہیم اللقانی اور عبد الرؤف بطلاوی اور جلال ابی الفضل سیوطی سے وہ ابی الفضل المرجانی سے از روے اجازت کے حافظ الحجۃ ابی الفرج الغزی سے وہ یونس بن ابراہیم الدبوسی سے وہ ابی الحسن بن المقیری سے وہ الفضل بن سہل الاسفراینی ابی بکر احمد بن علی الخطیب سے اونہوں نے کہا کہ خبر دی مجھکو ابو نعیم حافظ نے اونہوں نے کہا کہ حدیث کیا مجھکو ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب نے اونہوں نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھسے حاتم یعنے رازی نے اونہوں نے کہا کہ حدیث کی مجھے یونس بن عبد الاعلی نے اونہوں نے کہا کہ فرمایا محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہ اصل قرآن اور سنت ہی ہیں اگر کسی مسئلہ کا جواب انمین نہو تو وہ ہی جو انپر قیاس کیا گیا ہو اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باسناد صحیح کوئی حدیث پہونچی تو وہی سنت ہو اور اجماع اکبر ہو خبر مفرد سے اور اعتبار حدیث کا اوسکے ظاہر پر ہو اور جب اوسکے معانی محتمل ہوں تو اونمیں سے جو ظاہر معانی کو مشابہ ہو اوسیکی طرف رجوع کرنا چاہیے

وَاِذَا الکافات الاحادیث فاصحہا اسنادا اولیہا ولیس المنقطع بشیٔ ما عدا منقطع ابن المسیب ولا یقاس اصل علی اصل ولا یقال للاصل لِمَ وکیف وانما یقال للفرع لِمَ فاذا صح قیاسہ علی الاصل صح فقامت بہ الحجۃ انتہی وثانیہا ان یجمع الاحادیث والآثار فیحصل احکامہا ویتنبہ لماخذ الفقہ منہا ویجمع مختلفہا ویرجح بعضہا علی بعض ویعین بعض محتملہا وذلک قریب من ثلثی علم الشافعی فیما اریٰ واللہ اعلم وثالثہا ان یفرع التفاریع التی ترد علیہ مما لم یسبق بالجواب فیہ من القرون المشہود لہا بالخیر وبالجملۃ لیکون کثیرا لتصرفات فی ہذہ الخصال فائقا علی اقرانہ سابقا فی حلبۃ رہانہ مبرزا فی میدانہ

ت اور جب مختلف حدیثون کا ہجوم ہو تو اونمین سے جسکی سند اصح ہو وہی اولیٰ ہو اور کوئی منقطع سوا منقطع ابن المسیب کے کچھ نہین اور کوئی اصل کسی اصل پر نہ قیاس کیجاوے اور یہ نہین کہا جا سکتا کہ یہ اصل کیون ہوا اور کیونکر ہے ہان فرع کے لیے البتہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ کیون ہے اور جب قیاس اوسکا اصل پر صحیح ہوا تو اوسکے ساتھ حجت قائم ہو سکتی ہے انتہی اور دوسری خصلت یہ ہو کہ احادیث و اثار کو جمع کرکے اوسکے احکام کو حاصل کرے اور اوس سے ماخذ فقہ پر خبرداری ہو جاوے اور اوسکے مختلف کو جمع کرے اور بعض کو بعض پر ترجیح دے اور بعض محتمل کو معین کرے اور یہ قریب دو تہائی علم شافعی رحمہ اللہ علیہ کے ہے جو تو دیکھتا ہے اور تیسری خصلت یہ ہے کہ جتنی تفریعین اس پر ایسی وارد ہوتی جاتی ہین جنکا جواب قرون مشہود لہا بالخیر مین نہین ہوا ہے اون سبکی بھی تفریع کرنا چاہیے اور بالجملہ وہ ان صفتون مین کثیر التصرف اور اپنے اقران مین فائق اور اس گھوڑ دوڑ مین سابق اور اس میدان مین آگے نکلنے والا ہو

(دوسری خصلت)

خصلت تیسری

وخصلة رابعة تتلوها وهي ان ينزل له القبول من السماء فيقبل الى علمه جماعات من العلماء من المفسرين والمحدثين والاصوليين وحفاظ كتب الفقه ويمضي على ذلك القبول والاقبال قرون متطاولة حتى يدخل ذلك في صميم القلوب والمجتهد المطلق المنتسب هو المسلم له في الخصلة الاولى الجاري مجراه في الخصلة الثانية والمجتهد في المذهب هو الذي سلم له الاولى والثانية وجرى مجراه في التفريع على منهاج تفاريعه ولنضرب لذلك مثلا فنقول كل من تطبب في هذه الازمنة المتاخرة اما ان يكون يقتدي باطباء اليونان او باطباء الهند فهم بمنزلة المجتهد المستقل ثم ان كان هذا الطبيب قد عرف خواص الادوية وانواع الامراض وكيفية ترتيب الاشربة والمعاجين بعقله بان تنبه لذلك من تنبيههم حتى صار على يقين من امره من غير تقليد واقتدر على ان يفعل كما فعلوا فيعرف خواص العقاقير التي لم يسبق بالتكلم فيها

ترجمہ اور اسکے پیچھے چوتھی خصلت یہ کہ اوسکی قبولیت آسمان سے نازل ہووے اور اوسکے علم کیطرف علماء مفسرین اور محدثین اور اصولیین اور حفاظ کتب فقہ کے جماعت متوجہ ہو جاوے اور یہ قبول اور توجہ زمانہاے دراز تک جاری رہے اور یہ باتین لوگون کے دلمین گھس جاوین اور مجتہد مطلق منتسب وہ پیشوا ہے جسمین خصلت اولی مسلم اور دوسری قائم مقام ہوا اور مجتہد فی المذہب وہ ہے کہ جسکی خصلت اول اور ثانیہ مسلم ہوون اور قائم مقام اوسکے ہو تفریع مین اوپر روش تفاریع اوسکے اور اسکے لیے ہم ایک مثل بیان کرتے ہین پس کہتے ہین کہ اس اخیر زمانے مین جو شخص طبابت کرتا ہو تو وہ اطباء یونان کی اقتدا کرتا ہو یا اطباء ہند کی پس وہ لوگ بمنزلہ مجتہد مستقل کے ہین پھر اس طبیب نے خواص ادویہ اور انواع امراض اور کیفیت ترتیب اشربہ اور معاجین کو اپنی عقل سے پہچان لیا ہو یعنے اونکے خبردار کرنے سے ایسا خبردار ہو گیا ہے کہ اونکے امر پر بدون تقلید کے اوسکو ایسا مرتبہ یقین کا حاصل ہو گیا ہو کہ جو کچھ وہ جسطرح کرتے تھے ویسا ہی اونکے کرنے پر قادر ہو گیا ہو اس سبب سے اون عقاقیر کے خواص کو بھی پہچانتا ہے جسمین وہ لوگ کچھ نہ بولے تھے

لہ اسے اطباء یونان و اسد مجتہد ہین

خصلت چوتھی

لہ پیش اطباء یونان وہند ۱۲

وبیان اسباب الامراض وعلاماتها ومعالجاتها مما لم یحصرہ السابقون وزاحم الاوائل فی بعض ما تکلموا قل ذلک منه فهو بمنزلة المجتهد المطلق المنتسب
وان سلم ذلک منهم من غیر تعیین کامل وکان اکثر همتہ لتولید الاشربة والمعاجین من تلک القواعد الممهدة کاکثر متطببة هذہ الازمنة المتاخرة فهو بمنزلة المجتهد فی المذهب وکذلک کل من نظم الشعر فی هذا الازمنة ان یقتدی فی ذلک باشعار العرب ویختار اوزانهم وقوافیهم واسالیب قصائدهم او باشعار العجم فهم بمنزلة المجتهد المستقل ثم ان کان هذا الشاعر مخترعا لانواع من الغزل والتشبیب والمدح والهجو والوعظ و اتی بالعجب العجاب فی الاستعارات والبدائع ونحوها مما لم یسبق الی مثله بل تنبہ لذلک من بعض صنائعهم فاخذ النظیر بالنظیر وقاس الشئ بالشئ واقتدر علی ان یخترع بحرا لم یتکلم فیه من قبله

ترجمہ اور بیان اسباب امراض اور اونکی اون علامات اور معالجات کو بھی جانتا ہے جسکی اسکے پہلون سے کچھ خبرداری نہ کی تھی اور اگلون نے ان بعض گفتگو مین مزاحمت کی ہو ایسا اون لوگون سے بہت ہی کم ہوا پس وہ بمنزلہ مجتہد مطلق منتسب کے ہے اور اگر یہ اون لوگون سے بدون تعیین کامل کے مسلم ہوا اور اکثر ہمت اوسکے بنانے مین اشربہ اور معاجین کے اونہین قواعد ممہدہ پر ہے جیسکہ اکثر اس اخیر زمانہ کے طبیب ہین تو وہ بمنزلہ مجتہد فی المذہب کے ہے اور اسیطرح سے جو لوگ اس زمانہ مین شعر کہتے ہین وہ اسمین اشعار عرب کے اقتدا کرتے ہین اور اونکے اوزان اور قوافی اور اسالیب قصاید کو اختیار کرتے ہین یا اشعار عجم کی پیروی کرتے ہین پس وہ لوگ اسمین بمنزلہ مجتہد مستقل کے ہین پھر اگر یہ شاعر اختراع کرنیوالا ہے انواع غزل اور تشبیب اور مدح اور ہجو اور وعظ کو اور اپنے استعارات اور بدائع وغیرہا مین ایسے عجب العجاب لایا کرتا ہے کہ جسکی نظیر سابقین مین نہین پائی جاتی بلکہ اسکو اسنے اونکے بعض صنائع سے اخذ کیا ہی اور نظیر کو نظیر کے ساتھ اخذ کیا ہی اور ایک شئے دوسری شئے پر قیاس کرکے ایسے بحر کی اختراع کرنے پر قادر ہو گیا جسمین متقدمین نے کچھ کلام نکیا تھا

بالغ بالغ ... (handwritten margin note)

اواسلوباً جدیداً کنظم المثنوی والرباعیۃ ورباعۃ الردیف اعنی کلمۃ تامۃ یعیدھا فی کل بیت بعد القافیۃ یفعل کل ذلک فی الشعر العربی فھو بمنزلۃ المجتھد المطلق وان لم یکن مخترعًا وانما یتبع طرقھم فقط فھو بمنزلۃ المجتھد فی المذھب وھکذا الحال فی العلم التفسیر والتصوف وغیرھما من العلوم فان قلت ما السبب فی ان الاوائل لم یتکلموا فی اصول الفقہ کثیر کلامھم فلما نشا الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ تکلم فیہا کلامًا شافیا وافاد واجاد قلت سببہ ان الاوائل کان یجمع عند کل واحد منھم احادیث بلدہ وآثارہ ولا یجتمع احادیث البلاد فاذا تعارضت علیہ الادلۃ فی احادیث بلدہ حکم فی ذلک التعارض بنوع من الفراسۃ بحسب ما تیسر لہ ثم اجتمع فی عصر الشافعی احادیث البلاد جمیعھا فوقع التعارض فی احادیث البلاد ومختارات فقہاء مرتین

ترجمہ یا ایک ایسے اسلوب جدید کی اختراع کرنے پر قادر ہوا کہ جسکو وہ نہ جانتے تھے جیسے نظم مثنوی اور رباعی اور رباعۃ الردیف یعنے کلمہ تامہ ہر بیت مین بعد قافیہ کے اوسکا اعادہ کرتا جاے اور ایسا ہی شعر عربی مین کرے پس وہ بمنزلہ مجتہد مطلق کے ہو اور اگر کسی نئے اسلوب وغیرہ کا اختراع کرنے والا نہین ہے اور فقط اونکے طرق ہی کی پیروی کرتا ہو تو وہ بمنزلہ مجتہد فے المذہب کے ہے اور یہی حال علم تفسیر وتصوف وغیرہ تمامی علوم کا ہے پس اگر تم کہو کیا سبب ہے کہ اوائل نے اصول فقہ مین بہت کلام نکیا اور جب امام شافعی رحمہ اللہ تعالے پیدا ہوے تو اونہون نے اسمین کلام شافی اور مفید اور جید کیا تو کہتا ہون مین کہ پہلے لوگون مین سے ہر شخص کے پاس اسکے شہر کی حدیثین اور آثار مجتمع تھے اور تمامی شہرون کی حدیثین اکٹھا نہوئی تھین پس جب اونکے شہر کی حدیثون مین دلیلین متعارض ہوتین تو اوس تعارض مین اپنی ایک طرح کی فراست سے جو اونکے لیے خدا کی طرف سے میسر تھی حکم کرتے تھے پھر امام شافعی رح کے زمانے مین تمام شہرون کی حدیثین جب مجتمع ہوگئین تو تمامی شہر کی حدیثون اور مختارات فقہا مین دوبارہ تعارض واقع ہوا

مرة فيما بين احاديث بلد واحاديث بلد آخر ومرة في احاديث بلد واحد فيما
بينهما وانتصر كل رجل بشيخه فيما رأى من الفراسة فاتسع الخرق وكثر الشعب
وهجم على الناس من كل جانب من الاختلاف ما لم يكن بحساب فبقوا متحيرين
مدهوشين لا يستطيعون سبيلا حتى جاءهم تائيد من ربهم فالهم الشافعي
قواعد جمع بها بين المختلفات وفتح لمن بعده بابا اى باب وانقرض المجتهد المطلق
المنتسب في مذهب الامام ابي حنيفة رح بعد المائة الثالثة وذلك لانه لا يكون
الا محدثا جهبذا واشتغالهم بعلم الحديث قليل قديما وحديثا وانما كان فيه
المجتهدون في المذهب وهذا الاجتهاد اراد من قال ادنى الشروط للمجتهد حفظ
المبسوط وقل المجتهد المنتسب في مذهب مالك وكل من كان منهم بهذه المنزلة فانه لا يعد
تفرده وجها في المذهب كابي عمر المعروف بابن عبد البر وكالقاضي ابي بكر بن العربي

ترجمہ ایک مرتبہ دو شہر کی حدیثون مین اور ایک مرتبہ ایک ہی شہر کی حدیثون مین اور
ہر شخص نے اپنی اپنی فراست سے جو مناسب جانا اوسی سے اپنے اپنے شیخ کی پیروی کی
پس رخنہ کشادہ ہوتا گیا اور اسکی بہت سی شاخین ہو گئین اور ہر طرف سے لوگون
نے اختلاف مین بےحساب ہجوم کیا اور لوگ حیران و مدہوش ہو گئے اور کسیطرف راہ نہ
پا سکے یہانتک کہ خدا کی طرف سے اونکی تائید آئی اور امام شافعی رح ان قواعد کے
ساتھ الہام کیے گئے پس اونہون نے اس سے درمیان مختلفات کے جمع کیا اور اپنے
پیچھلون کے لیے دروازہ اور عجیب طرح کا دروازہ کھولدیا۔ اور مجتہد مطلق منتسب امام ابی حنیفہ
کے مذہب مین تیسری صدی کے بعد منقطع ہو گئی اور اسکی یہ وجہ ہے کہ مجتہد مطلق منتسب
وہی شخص ہوتا ہے جو بہت بڑا محدث ہوا کرتا ہے اور ان لوگونکا اشتغال علم حدیث کے
ساتھ ہمیشہ کم رہا اسلیے ان لوگون مین مجتہد فی المذہب ہوا کیے اور یہی اجتہاد مراد لیا ہے
جس شخص نے یہ کہا کہ ادنے شرط مجتہد کی مبسوط کا حفظ کر لینا ہے اور امام مالک کے مذہب مین
مجتہد منتسب بہت کم ہوئے اور ان مین سے جو لوگ اس مرتبہ کو پہونچے تو اونکے تفرد مذہب مین کوئی وجہ مذہب
شمار کیگئی جیسے کہ ابی عمر المعروف با بن عبد البر اور قاضی ابی بکر ابن العربی

واما مذهب احمد فكان قليلا قديما وحديثا وكان فيه المجتهدون طبقة بعد
طبقة الى ان انقرض في المائة التاسعة واضمحل المذهب في اكثر البلاد الا اناسا
قليلون بمصر وبغداد ومنزلة مذهب احمد من مذهب الشافعي كمنزلة مذهب
ابي يوسف ومحمد من مذهب ابي حنيفة الا ان مذهبه لم يجمع في التدوين مع مذهب
الشافعي كما دون مذهبهما مع مذهب ابي حنيفة فلذلك لم يعد
مذهبا واحدا فيما نرى والله اعلم وليس تدوينه موصلا به
غير اعلى من تلقاها على وجهها واما مذهب الشافعي فهو اكثر المذاهب مجتهدا
مطلقا ومجتهدا في المذهب واكثر المذاهب اصوليا ومتكلما واوفرها مفسرا للقران
وشارحا للحديث واشدها اسنادا ورواية واقواها ضبطا لنصوص
الامام واشدها تميزا بين اقوال الامام ووجوه الاصحاب واكثرها اعتناء بترجيح بعض الاقوال
والوجوه على بعض وكل ذلك لا يخفى على من مارس المذهب واشتغل بها

ترجمہ اور لیکن امام احمد کا مذہب پس یہ ہمیشہ سے کم رہا اور اسمین طبقہ طبقہ مجتہد
ہوا کیے یہانتک کہ نوین صدی تک سب ختم ہوگئے اور انکا مذہب اکثر شہرونمین
مضمحل ہوگیا اور بہت تھوڑے آدمی مصر اور بغداد مین رہگئے اور منزلت مذہب احمد کے
مذہب شافعی سے ایسے ہی ہے جیسے کہ مذہب ابی یوسف اور محمد کے مذہب ابی حنیفہ رح سے ہی لیکن
مذہب اونکا تدوین مین شافعی کے مذہب کے ساتھ جمع نہوا جیسا کہ اون دونون کا مذہب ابی حنیفہ
کے مذہب کے ساتھ مجتمع ہوا اور اسلیے ہماری سمجھ مین وہ دو مذہب شمار کیے گئے واللہ اعلم
اور جو انکے مذہب کو بخوبی جانتا ہے اوسکے نزدیک اونکی تدوین سے اونکا مذہب غیر مدون معلوم ہوتا اور
امام شافعی کے مذہب مین مجتہد مطلق اور مجتہد فی المذہب اور اصولی اور متکلم اور قرآن کے مفسر
اور حدیث کے شارح بہت ہین اور انکا مذہب بڑا اسانید مین بہت ٹھیک اور روایت مین
قوی اور اپنے امام کے نصوص کے یاد رکھنے مین بڑا مضبوط اور اقوال امام اور وجوہ اصحاب
مین بڑا تمیز کرنیوالا اور بعض اقوال اور بعض وجوہ کی ترجیح مین بڑا کوشان ہے چنانچہ یہ سب
اوس شخص پر کہ جو مذاہب مین ممارست رکھتا ہے اور اونکے ساتھ مشتغل ہے پوشیدہ نہین ہے

وكان اوائل اصحابه مجتهدين بالاجتهاد المطلق ليس فيهم من يقلده في جميع
مجتهداته حتى نشا ابن سريج فاسس قواعد التقليد والتخريج ثم جاء اصحابه
يمشون في سبيله ويسلكون على منواله ولذلك يعد من المجددين على رأس
المائتين والله اعلم ولا يخفى عليك ايضا ان مادة مذهب الشافعي من الاحاديث
والآثار مدونة مشهورة مخدومة ولم يتفق مثل ذلك في مذهب غيره فمن مادة
مذهبه كتاب الموطا وذلك هو وان كان متقدما على الشافعي فان الشافعي بنى عليه
مذهبه وصحيح البخاري وصحيح مسلم وكتب ابي داود والترمذي وابن ماجة والدارمي
ثم مسند الشافعي وسنن النسائي وسنن الدارقطني وسنن البيهقي وشرح السنة
للبغوي اما البخاري فانه وان كان منتسبا الى الشافعي موافقا له في كثير من الفقه
فقد خالفه ايضا في كثير ولذلك لا يعد ما تفرد به من مذهب الشافعي

ترجمہ اور امام شافعی کے اوائل اصحاب اجتہاد مطلق کے مجتہد تھے اونمین کوئی ایسا
نتھا جو اونکے جمیع مجتہدات مین اونکی تقلید کرتا یہانتک کہ ابن سریج ظاہر ہوئے پس اونھون
نے تقلید اور تخریج کے قواعد کی بنا ڈالی پھر اونکے اصحاب آئے اور اوسی راہ مین چلے
اور وہی کاروبار کرنے لگے اسلیے وہ دوسری صدی کے مجددونمین شمار کیے گئے واللہ
اعلم اور اوسپر یہ بھی پوشیدہ نہین ہے کہ شافعی رح کے مذہب کا مادہ احادیث اور آثار
مدونہ مشہورہ مخدومہ سے ہے اور ایسا اتفاق انکے غیر کے مذہب مین نہوا
پس مادہ مذہب امام شافعی سے کتاب موطا ہے اور چونکہ وہ امام شافعی سے متقدم
ہے اسلیے امام شافعی نے اپنے مذہب کی بنا اوسپر رکھی اور صحیح بخاری اور
صحیح مسلم اور کتاب ابی داود اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی پھر مسند شافعی
اور سنن نسائی اور سنن دارقطنی اور سنن بیہقی اور شرح السنہ بغوی بھی
اونکے مواد مذہب سے ہے لیکن بخاری پس اگرچہ وہ امام شافعی کیطرف
منتسب اور فقہ مین اونکے بہت موافق ہین تو بھی بہت باتون مین اونکی مخالف
ہین اسلیے جن باتون مین وہ متفرد ہین وہ امام شافعی کے مذہب سے نہین شمار کیا جاتا ہے

فاما ابو داؤد والترمذی فهما مجتهدان منتسبان الی احمد واسحٰق وکذلک ابن ماجه والدارمی فیما نری والله اعلم واما مسلم وابو العباس الاصم جامع مسند الشافعی والذین ذکرناهم بعده فهم منفردون لمذهب الشافعی یناضلون دونه واذا حطت بما ذکرنا اتضح عندک ان من عاد بمذهب الشافعی یکون محرومًا عن منصب الاجتهاد المطلق وان علم الحدیث قد ابی ان یناصح لمن لم یتطفل علی الشافعی واصحابه ولکن طفیلهم علی ادب فلا اری شافعیا اسوء الادب باب حکایة ما حدث فی الناس بعد مائة الرابعة ثم بعد هذه القرون کان ناس آخرون ذهبوا یمینا وشمالا وحدث فیهم امور منها الجدل والخلاف فی علم الفقه وتفصیله علی ما ذکره الغزالی انه لما انقرض عهد الخلفاء الراشدین المهدیین افضت الخلافة الی قوم تولوها بغیر استحقاق ولا استقلال بعلم الفتاوی والاحکام

ترجمہ اور لیکن ابو داؤد اور ترمذی تو وہ دونوں مجتہد احمد اور اسحٰق کیطرف منتسب ہین اور ایسا ہی ابن ماجہ اور دارمی کو بھی ہم سمجھتے ہین لیکن مسلم اور ابو العباس الاصم جامع مسند شافعی رح اور وہ لوگ جنکا ذکر ہمنے اونکے بعد کیا ہو وہ لوگ مذہب شافعی مین منفرد اور کم درجے کے ہین اور جو ہمنے ذکر کیا ہو اوس سے جب تو خبردار ہوگا تو تجھپر واضح ہو جائیگا کہ بیشک جو شخص امام شافعی کے مذہب سے عداوت رکھیگا وہ منصب اجتہاد مطلق سے محروم رہیگا اور جو شخص شافعی اور اونکے اصحاب کا طفیلی نہین ہو علم حدیث کو اونکی مناصحت سے انکار ہو پس ادب سے اونکا طفیلی ہو کیونکہ ہم کسی شافعی کو بے ادب نہین دیکھتے باب حکایت اون امور کے جو لوگون مین چوتھی صدی کے بعد حادث ہوئے ہین اس زمانے کے بعد دوسرے لوگ ہوئے جو دہنے بائین جانے لگے اور اونمین بہت سے امر حادث ہوئے بعض اونمین سے علم فقہ مین جدل اور خلاف ہو اور تفصیل اوسکی حسب بیان امام غزالی کے یہ ہو کہ جب خلفاء راشدین مہدیین کا زمانہ گذر گیا تو خلافت ایسے لوگوں کی طرف پہونچی جو اسکا استحقاق اور علم اور احکام کے ساتھ استقلال نہ رکھتے تھے

حوادث بعد المائة الرابعة

حوادث امور جو لوگون مین چوتھی صدی کے بعد ہوئے

فاضطروا الى الاستعانة بالفقهاء والى استصحابهم فى جميع احوالهم وقد كان بقي
من العلماء من هو مستمر على الطراز الاول وملازم صفو الدين فكانوا اذا
طلبوا هربوا واعرضوا فرأى اهل تلك الاعصار عز العلماء واقبال الائمة عليهم
مع اعراضهم فاشرأبوا لطلب العلم توصلا الى نيل العز ودرك الجاه فاصبح الفقهاء
بعد ان كانوا مطلوبين طالبين وبعد ان كانوا اعزة بالاعراض عن السلاطين
اذلة بالاقبال عليهم الا من وفقه الله تعالى وقد كان من قبلهم قد صنف ناس
فى علم الكلام واكثروا القال والقيل والايراد والجواب وتمهيد طريق الجدال
ووقع ذلك منهم بموقع من قبل ان كان من الصدور والملوك من مالت نفسه
الى المناظرة فى الفقه وبيان الاولى من مذهب الشافعي وابي حنيفة فترك الناس
الكلام وفنون العلم واقبلوا على المسائل الخلافية بين الشافعي وابي حنيفة رح
على الخصوص وتساهلوا فى الخلاف مع مالك وسفيان واحمد بن حنبل وغيرهم

ترجمہ پس وہ لوگ فقہاء سے مدد لینے اور اونکو ہر حال میں ساتھ لیے رہنے میں لاچار ہوے
اور اوسوقت مین بعض بعض ایسے علما بھی باقی رہگئے تھے جو طرز اول پر برابر چلے جاتے تھے اور
دین صفا کے ملازم تھے پس وہ لوگ جب طلب کیے گئے تو بھاگے اور اعراض کیا پس اوس
زمانیکے لوگون نے علما کی عزت اور اونکا یہ اعراض اور بادشاہونکی اونپر یہ توجہ دیکھکر علم کو عزت اور جاہ کا
سبب سمجھکر اوسکو ڈھونڈھنے لگے پس فقہاء بعد اسکے کہ مطلوب تھے طالب ہوگئے اور بعد اسکے
کہ سلاطین سے اعراض کرنے کے سبب عزیز تھے اونکی طرف متوجہ ہونے میں ذلیل ہوگئے
مگر جنلوگونکو اللہ تعالے نے توفیق دی بچگئے اور انکے پہلے چند لوگون نے علم کلام مین کتابین تصنیف
کی تھین اور اوسمین بہت قال وقیل اور ایراد اور جواب اور طرق جدل کی تمہید کی تھی اور کم تھا
اونمین سے پہلو کی جگہ موقع مین صادر اور ملوک مین سے کوئی ایسا نہ تھا جسکا نفس فقہ مین مناظرہ کرنے
اور مذہب شافعی اور ابوحنیفہ کی اولیت کے بیان کی طرف مائل نہو پس لوگون نے کلام اور
فنون علم کو چھوڑ دیا اور علی الخصوص اون مسائل خلافیہ مین جو درمیان شافعی اور ابوحنیفہ
کے ہین متوجہ ہوگئے اور مالک اور سفیان اور احمد بن حنبل وغیرہم مین جو خلاف ہین اسکی کچھ پروا

وزعموا ان غرضهم استنباط دقايق الشرع وتقرير علل المذهب وتمهيد اصول الفتاوى واكثروا فيها التصانيف في الاستنباطات ورتبوا فيها انواع المجادلات والتصنيفات وهم مستمرون عليه الى الآن لسنا ندري ما الذي قدر الله تعالى فيما بعدها من الاعصار انتهى حاصله واعلم اني وجدت اكثرهم يزعمون ان بناء الخلاف من ابي حنيفة والشافعي رح على هذه الاصول المذكورة في كتاب البزدوي ونحوه وانما الحق ان اكثرها اصول مخرجة على قولهم وعندي ان المسئلة القائلة بان الخاص مبين ولا يلحقه البيان وان الزيادة نسخ وان العام قطعي كالخاص وان لا ترجيح بكثرة الرواة وانه لا يجب العمل بحديث غير الفقيه اذا انسد باب الرأي ولا عبرة بمفهوم الشرط والوصف اصلا وان موجب الامر هو الوجوب البتة وامثال ذلك اصول مخرجة على كلام الائمة وانها لا تصح بها رواية عن ابي حنيفة وصاحبيه وانه ليست المحافظة عليها

ترجمہ اور اونہون نے یہ خیال کیا کہ غرض اونکی استنباط دقایق شرع اور تقریر علل مذہب اور تمہید اصول فتاوی ہے اور بہت ہین اور استنباطات مین اونلوگون نے بہت تصنیفین کین اور اسمین انواع مجادلات اور تصنیفات کی ترتیب کی اور وہ لوگ اب تک برابر اسی حالت پر ہین اور ہم نہین جانتے کہ ہمارے پیچھے کے زمانون مین اللہ تعالے نے اونکے لئے کیا مقدر کیا ہے تمام ہوا حاصل کلام غزالی کا اور جان تو کہ مین نے اکثرون کو پایا کہ وہ یہ خیال کرتے ہین کہ بناء خلاف ابو حنیفہ اور شافعی رح کے انہین اصول پر ہے جو کتاب بزدوی وغیرہ مین مذکور ہے حالانکہ حق یہ ہے کہ اکثر اسمین سے اونکے قول پر اصول مخرجہ ہین اور ہمارے نزدیک مسئلے جو کہے جاتے ہین کہ خاص مبین ہے اور اوسکو بیان لاحق نہین ہوتا اور زیادت نسخ ہے اور عام خاص کے مانند قطعی ہے اور کثرت رواۃ سے ترجیح نہین ہوتی اور جب رائے کا دروازہ بند ہو جاوے تو غیر فقیہ کی حدیث پر عمل کرنا واجب نہین اور مفہوم شرط اور وصف کا کچھ اعتبار نہین اور موجب امر کا یقیناً وجوب ہے اور ایسے مانند سب اصول اماموں کے کلام سے نکالے گئے ہین انکی روایت ابو حنیفہ رح اور صاحبین سے بسند صحیح نہین ثابت ہو سکتی اور اسپر محافظت بھی نہین کی گئی

والتكلف في جواب ما يرد عليها من صنائع الاوائل المتقدمين في استنباطهم
كما يفعله البزدوي وغيره احق من المحافظة على خلافها والجواب عما يرد عليه مثاله انهم
اصلوا ان الخاص مبين ولا يلحقه البيان وخرجوه من صنيع الاوائل في قوله تعالى
واسجدوا واركعوا وقوله صلى الله عليه وسلم لا تجزئ صلوة الرجل حتى يقيم ظهره
في الركوع والسجود حيث لم يقولوا بفرضية الاطمينان ولم يجعلوا الحديث
بيانا للاية فورد عليهم صنيعهم في قوله تعالى وامسحوا برؤسكم ومسحه صلى الله
عليه وسلم على ناصيته حيث جعلوه بيانا وقوله تعالى الزانية والزاني فاجلدوا
الاية وقوله تعالى السارق والسارقة فاقطعوا الاية وقوله تعالى حتى تنكح زوجا
غيره وما لحقه من البيان بعد ذلك فتكلفوا الجواب كما هو مذكور في كتبهم ثم انهم
اصلوا ان العام قطعي كالخاص فخرجوه من صنيع الاوائل في قوله تعالى فاقرءوا ما تيسر
من القرآن وقوله صلى الله عليه وسلم لا صلوة الا بفاتحة الكتاب حيث لم يجعلوه مخصصا

کی جہت اور تکلف کرنا اوسکے جواب مین کہ وارد ہوا ہے اوسپر صنائع اوائل متقدمین سے اونکی استنباط
مین جیسا کہ بزدوی وغیرہ کیا ہے احق ہے اوسکے خلاف پر محافظت کرنی اور اوسکے اعتراضات کے
جواب دینے سے مثال اوسکے یہ ہے کہ اون لوگون نے یہ اصل مقرر کی کہ خاص مبین ہے اور اوسکو بیان
لاحق نہین ہوتا اور اسکو اون لوگون نے صنیع اوائل سے نکالا جو خداوند تعالی کے قول (واسجدوا
وارکعوا) مین اور پیغمبر صلعم کے قول لا تجزی صلوٰۃ الرجل الخ مین ہے چنانچہ وہ لوگ فرضیت
اطمینان کے نہ قائل ہوئے اور آیت کو حدیث کا بیان نہ قرار دیا پس وارد ہوا اونکے عمل سے جو وارد ہوا ہے
خداوند تعالی کے اس قول مین وامسحوا برؤسکم اور پیغمبر صلعم کے اپنی پیشانی پر مسح کرنے کو اونلوگون نے
اسکا بیان قرار دیا ہے اور قول خداوند تعالی کا الزانیۃ والزانی فاجلدوا الآیۃ اور السارق والسارقۃ
فاقطعوا الآیۃ اور حتی تنکح زوجا غیرہ اور وہ جنکو بعد اسکے بیان لاحق ہوا ایسے لوگون نے اسکے جواب مین
تکلف کیا جیسا کہ یہ سب انکی کتابون مین مذکور ہے اور اون لوگون نے یہ اصل قائم کی کہ عام خاص کے
مانند قطعی ہے اور اسکو عمل اوائل سے نکالا جو خداوند تعالی کے قول فاقرءوا ما تیسر من القرآن اور
پیغمبر صلعم کے قول لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب مین ہے چنانچہ اون لوگون نے اسکو اسکا مخصص نہ ٹھہرایا

وفی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما سقت العیون العشر الحدیث وقولہ صلی اللہ علیہ
وسلم لیس فیما دون خمسۃ اوسق صدقۃ حیث لم یخصوہ ونحو ذلک من المراد ثم ورد
علیہم قولہ تعالی فما استیسر من الھدی وانما ھو الشاۃ فما فوقہا بیان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فتکلفوا فی الجواب وکذلک اصلوا ان لا عبرۃ بمفہوم الشرط والوصف
وخرجوہ من صنیعہم فی قولہ تعالی فمن لم یستطع منکم طولا الایۃ ثم ورد علیہم کثیر
من صنیعہم کقولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الابل السائمۃ زکوۃ فتکلفوا فی
الجواب واصلوا انہ لا یجب العمل بحدیث غیر الفقیہ اذا انسد بہ باب الرای
وخرجوہ من صنیعہم فی ترک حدیث المصراۃ ثم ورد علیہم
حدیث القہقہۃ وحدیث عدم فساد الصوم بالاکل
ناسیا فتکلفوا فی الجواب وامثال ما ذکرنا کثیر لا یخفی علی المتبع

ترجمہ اور قول میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فیما سقت العیون العشر الحدیث اور قول
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم لیس فیما دون خمسۃ اوسق صدقۃ میں ہے چنانچہ اون لوگون نے
اوسکو اوسکا مخصص نہ قرار دیا اور مانند اسکے اور بہت سی مرادین ہین پھر اون لوگون
پر وارد ہوا قول اللہ تعالی کا فما استیسر من الہدی اور سوائے اسکے نہیں ہے کہ وہ ایک
بکری ہے یا اس سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان سے پس لوگون نے اسکے
جواب میں تکلف کیا اور ایسا ہی اون لوگون نے یہ اصل مقرر کی کہ مفہوم شرط کا کچھ اعتبار
نہیں اور اسکو اون لوگون نے اونکے عمل سے نکالا جو اللہ تعالے کے قول فمن لم
یستطع منکم طولا الایۃ میں ہے پھر وارد ہوئے اون پر بہت سے اعتراضات اونکی صنائع
سے مانند قول پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ابل سائمہ میں زکوۃ ہے پس لوگون نے اسکے جواب
میں تکلف کیا اور اسی طرح سے اون لوگون نے یہ اصل مقرر کی کہ جب رای کا دروازہ بند ہو جاے
تب غیر فقیہ کی حدیث پر عمل کرنا واجب نہیں اور اسکو اون لوگون نے حدیث مصراۃ کے
ترک کرنیکے تعامل سے نکالا پھر اون پر حدیث قہقہہ اور بھولکر کھانے سے روزہ کے نہ فاسد ہونے
وارد ہوئی تب اون لوگون نے جواب میں تکلف کیا اور مثل اسکے کہ ہمنے ذکر کیا ہے بہت ہین اور تلاش

ومن لم يتبع لا تكفيه الاطالة فضلاً عن الاشارة ويكفيك دليلاً على هذا قول المحققين في مسئلة لا يجب العمل بحديث من اشتهر بالضبط والعدالة دون الفقه اذا انسد باب الراى كحديث المصراة ان هذا مذهب عيسى بن ابان واختاره كثير من المتاخرين وذهب الكرخي وتبعه كثير من العلماء الى عدم اشتراط فقه الراوى لتقدم الخبر على القياس وقالوا لم ينقل هذا القول عن اصحابنا بل المنقول عنهم ان خبر الواحد مقدم على القياس الا ترى انهم عملوا بخبر ابى هريرة في الصائم اذا اكل او شرب ناسيا وان كان مخالفا للقياس حتى قال ابو حنيفة لولا الرواية لقلت بالقياس ويرشدك ايضا اختلافهم في كثير من التخريجات اخذا من صنيعهم ورد بعضهم على بعض ويرشدك ان بعضهم يزعم ان جميع ما يوجد في هذه الشروح الطويلة وكتب الفتاوى الضخمة فهو قول ابى حنيفة وصاحبيه ولا يفرق بين القول المخرج وبين ما هو قول في الحقيقة

ترجمہ اور جو شخص نہین تلاش کرتا ہی اوسکے لیے طول دینا بھی کافی نہین ہی چہ جائیکہ اشارہ کرنا اور اسکی دلیل کے لیے محققین کا یہ قول اس مسئلے مین کافی ہی کہ واجب نہین ہی عمل اوس شخص کی حدیث پر جو ضبط اور عدالت کے ساتھہ مشہور ہو سوا فقیہ کے جب دروازہ رای کا بند ہو جا مانند حدیث مصرات کے یہ مذہب عیسی بن ابان کا ہی اور اسکو بہت سے متاخرین نے اختیار کیا ہی اور کرخی بھی اسی طرف گئے ہین اور بہت سے علماء نے انکی پیروی کی ہی یعنے عدم اشتراط فقہ راوی کو واسطے مقدم ہونے خبر کے اوپر قیاس کے اور کہا اونلوگون نے کہ نہ نقل کیا گیا ہی یہ قول ہمارے اصحاب سے بلکہ اونسے یہ منقول ہی کہ خبر واحد مقدم ہی قیاس پر کیا تم نہین دیکھتے کہ اونلوگون نے ابی ہریرہ کے خبر پر اوس روزہ دار کے بیان مین جسنے بھولے سے کھا پی لیا عمل کیا ہی اگرچہ قیاس کے مخالف ہی یہانتک کہ ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اگر روایت نہوتی تو مین قیاس سے کہتا اور تیری رہنمائی اونکے اس اختلاف سے بھی ہو سکتی ہی جو بہت سے تخریجات مین اونکے تعامل سے لیکر اور اونکی باخود ہا کی تردید سے واقع ہوا ہی اور اونمین سے بعضے بعض کو پایا کہ وہ یہ خیال کرتے ہین کہ یہ لمبی لمبی شرحین اور موٹے موٹے فتاوی کی کتابین جو پائی جاتی ہین یہ سب ابو حنیفہ اور اونکے دونون صاحبون کے قول ہین حالانکہ یہ لوگ اوس قول کو درمیان نہین جو اماموں کے قول سے نکالے گئے ہین اور جو حقیقت مین اونکا قول ہی

اختلاف

ولا يحصل معنى قولهم على تخريج الكرخي كذا وعلى تخريج الطحاوي كذا ولا يميزون
بين قولهم قال ابو حنيفة كذا وبين قولهم جواب المسئلة على قول ابي حنيفة كذا
ولا يصغي الى ما قاله المحققون من الحنفيين كابن الهمام وابن النجيم في
مسئلة العشر في العشر ومسئلة اشتراط البعد من الماء ميلا في التيمم وامثالهما انه ذلك
من تخريجات الاصحاب وليس مذهبا في الحقيقة ووجدت بعضهم يزعم
ان بناء المذهب على هذه المحاورة الجدلية المذكورة في المبسوط السرخسي
والهداية والتبيين ونحو ذلك ولا يعلم ان اول من اظهر ذلك فيهم المعتزلة وليس
عليها بناء مذهبهم ثم استطاب ذلك المتأخرون توسعا وتشحيذا لاذهان الطالبين او لغير
ذلك والله اعلم وهذه الشبهات والشكوك يحل كثيرا منها مما مهدناه في هذا الكتاب

ترجمہ اور اونکے قول علی تخریج الکرخی کذا و علی تخریج الطحاوی کذا کے کچھ
معنی نہین بوجھتے اور درمیان اونکے قول قال ابو حنیفہ کذا اور درمیان اونکے
قول جواب المسئلہ علی قول ابی حنیفہ کذا مین کچھ تمیز نہین کرتے اور چاہیے کہ نہ کان
لگایا جاوے اوسکی طرف جسکو محققین حنفیین مثل ابن الہمام اور ابن النجیم نے مسئلہ
دہ دردہ مین اور تیمم مین ایک میل پانی دور ہونے کی شرط مین اور انکے مانند
اور مسئلون مین کہا ہے یہ سب تخریجات اصحاب سے ہے اور حقیقت مین کوئی
مذہب کی بات نہین آور بعضون کو پایا کہ وہ یہ خیال کرتے ہین کہ بنار مذہب
کی انہین محاورات جدلیہ پر ہے جو مبسوط سرخسی اور ہدایہ اور تبیین وغیرہ مین مذکور
ہے اور یہ نہین جانتے کہ پہلے پہل اسکو اون لوگون مین معتزلہ نے ظاہر کیا
اور اسپر اونکے مذہب کی بنا نہین ہے اسکے بعد متاخرین نے ازراہ کشادگی
کے اور طالبین کے ذہن تیز کرنے کے لیے یا ایسی اور مصلحتون کی غرض سے
اسکو پسند کیا واللہ اعلم اور یہ شبہات اور شکوک بہت سے اون مضامین کو
جنکو ہم نے اس کتاب مین تمہیداً بیان کیا ہے حل کرتے ہین ×

ووجدت بعضهم يزعم ان هناك فرقتين لا ثالث لهما الظاهرية واهل الراي
وان كل من قاس واستنبط فهو من اهل الراي كلا والله بل ليس المراد بالراي
نفس الفهم والعقل بان ذلك لا ينفك من احد من العلماء ولا الراي الذي
لا يعتمد على سنة اصلا فانه لا ينتحله مسلم البتة ولا القدرة على الاستنباط
والقياس فان احمد واسحق بل الشافعي ايضا ليسوا من اهل الراي بالاتفاق و
هم يستنبطون ويقيسون بل المراد من اهل الراي قوم توجهوا بعد المسائل المجمع
عليها بين المسلمين او بين جمهورهم الى التخريج على اصل رجل من المتقدمين
وكان اكثر امرهم حمل النظير على النظير والرد الى اصل من الاصول دون تتبع
الاحاديث والاثار والظاهري من لا يقول بالقياس ولا باثار الصحابة
والتابعين كداود وابن حزم وبينهما المحققون من اهل السنة كاحمد واسحق

فوائد نتيجہ

ترجمہ اور بعضوں کو میں نے پایا کہ وہ خیال کرتے ہیں کہ یہاں دو ہی فرقے ہیں
انکے سوائے کوئی تیسرا نہیں ظاہریہ اور اہل راے اور جو قیاس اور استنباط کرے
وہ اہل راے سے ہے خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں بلکہ راے سے نفس فہم اور عقل مراد نہیں
ہے کیونکہ یہ کسی عالم سے جدا نہیں اور نہ وہ راے کہ جسکا کسی سنت پر اصلا اعتماد نہ ہو کیونکہ
اسکو کوئی مسلمان اختیار نہیں کر سکتا اور نہ قدرت اوپر قیاس اور استنباط کے
مراد ہے کیونکہ احمد اور اسحق رحمہما اللہ تعالے بلکہ شافعی رح بھی بالاتفاق اہل راے
سے نہیں ہیں حالانکہ یہ لوگ بھی استنباط اور قیاس کرتے تھے بلکہ مراد اہل راے
سے وہ قوم ہے جو مسلمانوں یا اونکے جمہور کے درمیان مسائل کے مجمع علیہا ہو جانے
اور ان سب لوگوں کے اوپر اجماع کرنے کے بعد متقدمین سے ایک شخص کی اصل
پر تخریج کرنے کی طرف متوجہ ہوئے اور اکثر شان اونکی نظیر کو نظیر پر حمل کرنا اور اصلوں
میں سے کسی اصل کی طرف رد کرنا تھا نہ احادیث اور آثار کا تلاش کرنا اور ظاہری
وہ ہے جو قیاس کا قائل ہے اور نہ آثار صحابہ اور تابعین کا مثل داود اور ابن حزم
کے اور درمیان ان دونوں کے محققین اہل سنت ہیں مثل احمد اور اسحق کے

تعریف اہل الراے

ظاہریہ کی تعریف

لومتها انهم اطمانوا بالتقليد ودب التقليد فی صدورهم دبيب النمل وهم لايشعرون وكان سبب ذلك تزاحم الفقهاء وتجادلهم فيما بينهم فانهم لما وقعت فيهم المزاحمة فی الفتوی كان كل من افتی بشئ نوقض فی فتواه ورد عليه فلو ينقطع الكلام الا بالمصير الی تصريح رجل من المتقدمين فی المسئلة وايضا جور القضاة فان القضاة لما جار اكثرهم ولم يكونوا امناء لم يقبل منهم الا ما لا يريب العامة فيه ويكون شيئا قد قيل من قبل وايضا جهل رؤس الناس واستفتاء من لا علم له بالحديث ولا بطريق التخريج كما ترى ذلك ظاهرا فی اكثر المتاخرين وقد نبه عليه ابن الهمام وغيره وفی ذلك الوقت يسمی غير المجتهد فقيها وفی ذلك الوقت يلبسوا علی التعصب

ترجمہ اور بعض وہین سے یہ ہے کہ اونمین سے بعض تقلید کرکے مطمئن ہوگئی اور تقلید اونکے دلون مین چیونٹی کی طرح ایسے طور سے گہسگئی کہ اونکو کچہ خبر نہوئی اور اسکی وجہ فقہاؤنکی ایک دوسرے کی مزاحمت اور آپس کی لڑائی تہی کیونکہ اون لوگون کے فتوون مین جب مزاحمت ہوتی تو ہر شخص جو فتوای دیتی ہوتا اوسکے فتوون مین نقص کیا جاتا اور اوسکی تردید کی جاتی پس یہ کلام نہ منقطع ہوتا مگر اوس مسئلے مین متقدمین مین سے کسی شخص کی تصریح کی طرف رجوع ہونے سے اور اسکا ایک سبب قاضیون کا ظلم ہے کیونکہ جب اکثر قاضیون نے ظلم کیا اور لوگ مامون نرہے تو اونسے نہ قبول کیا جاتا مگر وہی امر جسمین عام لوگ شک نکرتے اور اوسکے پہلے بہی اوسمین کچہ کہا گیا ہوتا اور ایک سبب اسکا سردارون کا جہل اور اون لوگون کا فتوے دینا بہی ہے جنکو علم حدیث اور طریق تخریج کا کچہ بہی علم نتہا جیساکہ تم اسکو ظاہر اکثر متاخرین مین دیکہتے ہو اور ابن ہمام وغیرہ نے اسپر خوب ہی تنبیہ کی ہے اور اسوقت مین غیر مجتہد کا نام فقیہ رکہا گیا اور اسیوقت مین لوگ تعصب سے مخلوط ہوگئے ــ

والحق ان اکثر صور الخلاف بین الفقهاء لا سیما فی المسائل التی ظهر فیها اقوال الصحابۃ فی الجانبین کتکبیرات التشریق وتکبیرات العیدین ونکاح المحرم وتشہد ابن عباس وابن مسعود والاخفاء بالبسملۃ وبامین والاشفاع والایتار فی الاقامۃ ونحو ذلك انما ھو فی ترجیح احد القولین وکان السلف لا یختلفون فی اصل المشروعیۃ وانما کان خلافھم فی اولی الامرین ونظیرہ اختلاف القراء فی وجوہ القراءات وقد عللوا کثیرا من ھذا الباب بان الصحابۃ مختلفون وانھم جمیعا علی الہدی ولذلك لم یزل العلماء یجوزون فتاوی المفتین فی المسائل الاجتہادیۃ ویسلمون قضاء القضاۃ ویعملون فی بعض الاحیان بخلاف مذہبہم ولذا لا تری الائمۃ المذاھب فی ھذا الموضع الا وھو یصححا القول ویثبتون الخلاف یقول احدھم ھذا احوط وھذا ھو المختار وھذا احب الی ویقول بلغنا الا ذلك وھذا کثیر فی المبسوط واثار محمد وکلام الشافعی

ترجمہ: اور حق بات یہ ہے کہ اکثر صورتین خلاف کی جو درمیان فقہاء کے واقع ہین خاصکر اون مسائل مین جنمین اقوال صحابہؓ ظاہر ہین وہ دونون جانب ہین جیسے تکبیرات تشریق اور تکبیرات عیدین اور نکاح محرم اور تشہد ابن عباس اور ابن مسعودؓ اور بسم اللہ اور آمین کو آہستہ پڑھنا اور اقامت کو جفت اور طاق کہنا وغیرہ سوا اسکے نہین کہ اسمین خلاف دو قولون مین سے ایک قول کی ترجیح مین ہے اور سلف اسکی اصل مشروعیت مین مختلف نتھی اور سوا اسکے نہین کہ اونکا خلاف ان دو امرون مین سے پہلے امر مین تھا اور اسکے نظیر قاریونکا اختلاف وجوہ قرأت مین ہے اور بہتسون نے اسکی علت یہ بیان کی ہے کہ صحابہؓ مختلف تھے اور وہ سب ہدایت پر تھے اور اسلیے برابر علماء مفتیونکے فتوونکو مسائل اجتہادیہ مین جائز رکھتے رہے اور قاضیونکے فیصلے تسلیم کرتے اور بعض وقت اپنے مذہب کے خلاف کر عمل کرتے رہے اور اسلیے تم نہین دیکھتے ہو ائمہ ہدایت کو ایسے مقام پر مگر یہی کہ وہ تصحیح ہی کرتی ہین قولونکے اور ثابت کرتے ہین خلاف کو کوئی اونمین سے کہتا ہے کہ یہ احوط ہے اور یہ مختار ہے اور یہ میرے نزدیک محبوب تر ہے اور کوئی کہتا ہے کہ ہمکو کچھ نہین پہونچا مگر یہی اور یہ مبسوط اور اثار محمد اور کلام شافعی رحمہما اللہ مین بہت ہے ۔

ثم خلف من بعدهم خلف اختصروا كلام القوم فقرروا الخلاف وثبتوا على مختار
ائمتهم والذي يروى من السلف من تاكيد الاخذ بمذهب اصحابهم وان لا يخرج
منها بحال فان ذلك اما لامر جبلي فان كل انسان يحب ما هو مختار اصحابه وقومه
حتى في الزي والمطاعم او لصولة ناشئة من ملاحظة الدليل ولنحو ذلك من الاسباب
فظنه البعض تعصبا دينيا حاشاهم من ذلك وقد كان في الصحابة والتابعين
ومن بعدهم من يقرء البسملة ومنهم من لا يقرءها ومنهم من يجهر بها ومنهم من لا
يجهر بها ومنهم من كان يقنت في الفجر ومنهم من لا يقنت في الفجر ومنهم من يتوضأ من
الحجامة والرعاف والقئ ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ من مس
الذكر ومس النساء بشهوة ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ مما
مسته النار ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ من اكل لحم الابل
ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومع هذا فكان بعضهم يصلي خلف بعض

ترجمہ پھر انکے بعد ایسے لوگ آئے جنہوں نے قوم کے کلام کو مختصر کیا اور خلاف کو ثابت رکھا
اور اپنے اماموں کی مختارات پر اور اسپر جو سلف سے اپنے اصحاب کے مذاہب کی تاکید میں روایت کیا گیا ہے
اور جو یہہ ہے کہ کسی حال میں اس سے خارج نہو کیونکہ یہ امر جبلی ہے کہ ہر انسان اپنے اصحاب اور قوم کی مختار چیز کو
یہانتک کہ روش اور کھانے پینے کی چیز کو بھی پسند کرتا اور دوست رکھتا ہے اور تقلید کے سببوں میں سے
ایک سبب یہہ ہے کہ جو ملاحظہ دلیل سے پیدا ہوا ہو اور اسکے مانند بہت سے اسباب ہیں پس بعضوں نے اسکو
تعصب دینی خیال کیا حالانکہ یہ اونسے بہت دور ہے صحابہ اور تابعین و تبع تابعین میں وہ لوگ تھے جو
بسم اللہ پڑھتے تھے اور بعض ان میں وہ لوگ تھے جو اسکو نہ پڑھتے تھے اور بعض ان میں وہ تھے جو اسکو زور سے پڑھتے
اور بعض ان میں وہ تھے جو زور سے نہ پڑھتے تھے اور بعض فجر میں قنوت پڑھتے تھے اور بعض ان میں قنوت نہ پڑھتے
اور بعض حجامت اور رعاف اور قے سے وضو کرتے تھے اور بعض اس سے وضو نہ کرتے تھے اور بعض ذکر
کے چھونے سے اور عورتوں کو شہوت کے ساتھ چھونے سے وضو کرتے تھے اور بعض اس سے
وضو نہ کرتے تھے اور بعض شتر کے گوشت کھانے سے وضو کرتے تھے اور بعض اس سے وضو نہ
کرتے تھے اور باوجود اسکے بھی بعض اونکے بعض کے پیچھے نماز پڑھتے تھے +

مثل ما كان ابو حنيفة واصحابه والشافعي وغيرهم يصلون خلف ائمة المدينة من المالكية وغيرهم وان كانوا لا يقرؤن البسملة لا سرا ولا جهرا وصلى الرشيد اماما وقد احتجم فصلى الامام ابو يوسف خلفه ولم يعد وكان افتاه الامام مالك بانه لا وضوء عليه وكان الامام احمد بن حنبل يرى الوضوء من الرعاف والحجامة فقيل له فان كان الامام قد خرج منه الدم ولم يتوضأ هل تصلي خلفه فقال كيف لا اصلي خلف الامام مالك وسعيد بن المسيب وروي ان ابا يوسف ومحمدا كانا يكبران في العيدين تكبير ابن عباس لان هارون الرشيد كان يحب تكبير جده وصلى الشافعي الصبح قريبا من مقبرة ابي حنيفة فلم يقنت تأدبا معه وقال ايضا ربما انحدرنا الى مذهب اهل العراق وقال مالك للمنصور وهارون الرشيد ما ذكرنا منه سابقا وفي البزازية عن الامام الثاني وهو ابو يوسف انه صلى يوم الجمعة مغتسلا من الحمام وصلى بالناس وتفرقوا ثم اخبر بوجود فأرة ميتة في بئر الحمام فقال اذا ناخذ بقول اخواننا من اهل المدينة اذا بلغ الماء قلتين لم يحمل خبثا

ترجمہ مثل اوسکے کہ ابو حنیفہ اور اونکے اصحاب اور شافعی وغیرہ مدینہ کے مالکی وغیرہ اماموں کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اگرچہ وہ لوگ بسم اللہ کو نہ چپکے پڑھتے ہیں اور نہ ظاہر پڑھتے ہیں اور رشید نے پچھنے لگا کر نماز پڑھائی اور ابی یوسف نے اوسکے پیچھے نماز پڑھی اور نہ دوہرائی اور امام مالک نے اوسکو فتوی دیا تھا کہ اسپر وضو نہیں اور امام احمد بن حنبل نکسیر رعاف اور حجامت سے وضو تجویز کرتے تھے پس اونسے کسی نے کہا کہ اگر امام نے پچھنے لگائے اور اوس سے خون نکلا اور اوسنے وضو نہ کیا تو کیا تم اوسکے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہو تو امام احمد نے جواب دیا کہ مالک اور سعید بن مسیب کے پیچھے میں کیونکر نماز نہ پڑھونگا اور مروی ہے کہ ابو یوسف اور محمد عیدین میں ابن عباس کی تکبیر کہا کرتے تھے کیونکہ ہارون رشید اپنے دادا کی تکبیر دوست رکھتا تھا اور امام شافعی رحمہ نے ابو حنیفہ رح کی قبر کے پاس فجر کی نماز پڑھی تو اونسے ادب کے قنوت نہ پڑھی اور یہ بھی فرمایا کہ کبھی اہل عراق کے مذہب کیطرف اوتر پڑتے ہیں اور جسکو ہمنے پہلے بیان کیا ہے اوسکو امام مالک نے منصور اور ہارون رشید سے کہا تھا اور بزازیہ میں امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ اونہوں نے جمعہ کے روز حمام میں غسل کرکے لوگوں کو نماز پڑھائی اور نماز پڑھکر لوگ چلے گئے تب اونکو اسبات کی خبر دیگئی کہ حمام کے کنوئیں میں ایک مرا ہوا چوہا پایا گیا تو ابی یوسف نے کہا کہ اسوقت اپنے مدینے والے بھائیوں کے اوس قول پر عمل

ومنها ان اقبل اكثرهم على التعمق في كل فن فمنهم من زعم انه يؤسس علم اسماء الرجال ومعرفة مراتب التجريح والتعديل ثم خرج من ذلك الى التاريخ قديمه وحديثه ومنهم من تفحص عن نوادر الاخبار وغرائبها وان دخلت في حد الموضوع ومنهم من كثر القيل والقال في اصول الفقه واستنبط كل لاصحابه قواعد جدلية واورد فاستقصى واجاب وتفصى وعرف وقسم فحرر وطول الكلام تارة وتارة اخرى اختصر ومنهم من ذهب بفرض الصور المستبعدة التي من حقها ان لا يتعرض لها عاقل وبتحب العمومات والايماءات من كلام المخرجين فمن دونهم مما لا يرتضي استماعه عالم ولا جاهل وفتنة هذا الجدل والخلاف والتعمق قريبة من الفتنة الاولى حين تشاجروا في الملك وانتصر كل رجل لصاحبه فكما اعقبت تلك ملكا عضوضا ووقائع صما وعميا فكذلك اعقبت هذه جهلا واختلاطا وشكوكا ووهما ما لها من ارجاء فنشات بعدهم قرون على التقليد الصرف لا يميزون الحق من الباطل ولا الجدل من الاستنباط

ترجمہ اور اُنھی سے یہ ہے کہ اونمین سے بہت لوگ ہر فن کے تعمقات کیطرف متوجہ ہوئے پس اونمین سے بعض لوگون نے یہ خیال کیا کہ وہ علم اسماء رجال اور مراتب تجریح اور تعدیل کی بنیاد کو درست کرتے ہین پھر اوس سے نئی اور پرانی تواریخ کیطرف نکلجاتے ہین اور اونمین سے بعض نوادر اور غرائب اخبار کی کھوج مین پڑگئے اگرچہ وہ حد موضوع مین داخل ہوجائے اور اونمین سے بعضون نے اصول فقہ مین بہت ہی قیل و قال کیا اور ہر ایک نے اپنے اصحاب کے لیے قواعد جدلیہ استنباط کیے اور اپنے مخالفین پر ایرادات وارد کرتے ہین بہت دور تک چلے گئے اور اونکے اعتراضات کے جواب دیئے اور ہر طرح اُنسے گلو خلاصی کی اور نہایت صفائی سے ہر چیز کی تعریف اور تقسیم کی اور کبھی کلام کو بہت طول دیا اور کبھی مختصر کیا اور بعض اونمین وہ ہین جو اون صور مستبعدہ کے فرض کرنے مین چلے گئے جو اس لائق نہین کہ اونسے کوئی عاقل تعرض نہ کرتا اور مخرجین وغیرہ کے کلام سے ایسے عمومات اور اشارات کو پسند کیا جنکے سننے کو کوئی عالم اور نہ کوئی جاہل پسند کرتا ہو اور اس جدل و خلاف اور تعمق کا فتنہ اُس پہلے فتنے کے قریب تھا جب لوگ ملک گیری مین جھگڑے اور ہر شخص نے اپنے دوست کی مدد کی پس جیسے اُسکے پیچھے ظالم بادشاہ اور بہرے اندھے واقعے واقع ہوئے ایسے ہی اُسکے پیچھے ایسے جہل اور اختلاف اور شکوک اور وہم آپڑے جنکے دفع کی امید نہین اور انکے بعد ایسے زمانے کے

فالفقیہ یومئذ ھو الثرثار المتشدق الذی حفظ اقوال الفقہاء قویہا وضعیفہا
من غیر تمییز وسردہا بشقشقۃ شدقیہ والمحدث من عد الاحادیث صحیحہا وسقیمہا
وھذّہا کہذ الاسمار بقوۃ لحییہ ولا اقول ذلک کلیا مطردا فان للہ طائفۃ من عبادہ
لا یضرہم من خذلہم وہم حجۃ اللہ فی ارضہ وان قلّوا ولم یات قرن بعد ذلک
الا وہو اکثر فتنۃ واوفر تقلیدا واشد انتزاعا للامانۃ من صدور الرجال
حتی اطمأنوا بترک الخوض فی امر الدین وبان یقولوا انا وجدنا اٰبائنا علی امۃ
وانا علی اٰثارہم مقتدون ط والی اللہ المشتکی وہو المستعان وبہ الثقۃ وعلیہ التکلان
وہذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ہذہ الرسالۃ المسماۃ بالانصاف فی بیان اسباب الاختلاف
والحمد للہ تعالی اولا واٰخرا وظاہرا وباطنا

ترجمہ پس فقیہ اسوقت وہی مونہہ پھٹ ہی جو فقہا اُن کے قوی اور ضعیف قولونکو بغیر تمیز کے یاد رکھتا ہے اور کلہ درازی سے بکے جاتا ہی اور محدث وہ ہی جو صحیح اور سقیم حدیثونکو شمار کرتا ہی اور مونہہ زوری سے اُنکو ناسون کے مانند اڑائے جاتا ہی اور مین اسکو بطور کلی اور عموم کے نہین کہتا کیونکہ اللہ تعالی کے بندون مین سے ایک جماعت کے ایسے لوگ بھی ہین جنکو اونکے مخالفین کچھ ضرر نہ پہونچا سکینگے اور وہی لوگ اللہ تعالی کی زمین مین حجۃ اللہ ہین اگرچہ وہ بہت ہی کم ہین اور اسکے بعد کوئی زمانہ نہ آئیگا مگر اوسکے لوگ فتنہ مین اکثر اور تقلید مین زیادہ اور لوگون کے سینون سے امانت کے بڑے نکالنے والے ہونگے یہانتک کہ امر دین مین خوض کو چھوڑ کر مطمئن ہو بیٹھینگے اور یہ کہینگے کہ ہمنے اپنے باپ دادون کو ایک طور پر پایا اور ہم اونہین کے پیرو ہین اب اللہ ہی سے اسکی شکایت ہی اور وہی مددگار ہے اور اوسی پر اعتماد اور بھروسا ہے اور یہ آخر اسکا ہے جسکو ہمنے اس رسالہ مین لانے کا ارادہ کیا جسکا نام الانصاف فی بیان اسباب الاختلاف ہے اور خدا ہی کی تعریف ہی اول اور آخر اور ظاہر اور باطن مین ✠

واہ وا اسعاف ہی کیا ترجمہ انصاف کا طبع کی تاریخ لونکی کہا کہ عشرت نے رقم	تاریخ طبع	صاحب انصاف ہین یہ مسلسل ترجمہ خوان واقعات یادگار صالحان منصفان ۱۳۰۰ھ
کیا چھپا یہ واقعات فقہدان فاضلان یہ لکھی تاریخ عشرت نے جبین خلاف	ایضاً	جو ورق ہے مثل لوح آئینہ شفاف ہے بے عدیل انصاف کا سب ترجمہ اسعاف ہے ۱۳۰۰ھ

یعنی بعض اہل زمانہ کہ فقہ کی باتیں بکتے ہین سے عقل اور فہم بے بہرہ ہین سے ان کی باتون کا سمجھنا بے کار ہی ۱۲

معانی اور مطالب کے کچھ غور نہ کیے جاتا ہی ۱۲ محمد محفوظ سلمہ

یہ مقام قابل غور ہے کہ تقلید کو دخل ہین فتنہ اور عدم امانت داری سے بیان کیا ۱۲ محمد عبد اللہ الکبیری

الخاتمة من المترجم

تمت الاشعة من ترجمة الانصاف للشيخ المحقق الكامل صدر الافاضل وفخر الاماثل
المؤيد بتائيد الله القوي مولانا المكرم الشاه ولي الله المحدث الدهلوي في يوم الثاني
من شهر ربيع الثاني سنة الاربع وثلثين عشرة مائة من الهجرة من انزلت عليه السبع المثاني
على يد مترجمه العبد المذنب الراجي الى الله محمد المدعو بعبد الله غفر له الله ووفقه بما يحبه
ويرضاه واوصله الى غاية ما يتمناه ابن المكرم المجد لستهير بحافظ فتح محمد ابن المهاجر الى
الله العلي الحاج الشهير رمضان علي غفر له الله العلي في مدة اقامته في بلدة دهلي فاتقر البلاد
المتبهي بها الكلكتة على حسب اقتراح سمي المكرم ذي الجاه مولوي الحليم محمد عبد الله الكهنوي
صانه الله عن غيابات الغوي المرجو من واهب العطايا والمنن الذي تزول باسمه الخطايا
والمتمني ان يقبله بعين عنايته ويضعه تحت كنف حمايته وافاد منها الجامع والطالب
المناهج والراغب فاقام بها عماد الدين واركان المسلمين سيما الذين وقعوا في مهالك التقليد
وعدلوا وسحروا لمسالك التحديث وقدموا وافرطوا فيها بما لا مزيد عليه وفرطوا ايمامهم انا
لله وانا اليه راجعون وانا الى ربنا لمنقلبون اللهم آجرني في مصيبتي واخلف لي بما يصلح
به كربتي وخيبتي المرجو ممن سرح حدائق الفهم برياض هذه الترجمة وتبصروا بهذه التبصرة
ان وجدوا فيها شيئا من الافراط والتفريط او التحديث والتغليط او الاعوجاج في صنعة
الترجمة او الانزعاج في خدمة هذه التكرمة فيصفحوا عني ويعفوا مني لا اني لما سهرت لذا
اولا يأس علي كما كانت عندي الا نسخة واحدة من المتن وهي مشحونة بانواع الحشو والحدث
واللحن كيفما كان حتى الامكان شمرت الساق للتحشية وتصحيحه وتهذيبه وتنقيحه وتممت هذا الى
بيت وعروضه فتعرفهم ومحل عذري وموقع نذري لان النفس لا يكلفها الا وسعها وانها
لها ما لها وعليها ما عليها

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب الانصاف ہم پاسے مستفہاب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مع ترجمہ
... ترجمہ جناب مولوی محمد عبد اللہ ساکن ضلع ... طبع ہو کر تیار ہو گئی اس کتاب میں فی الحقیقت
شاہ صاحب نے بلا لحاظ ... کسی فریق کے انصاف کیا ہے اور اظہار حقیقت رسالت آب خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

... دیکھو صفحہ ۴۲

اجتہاد کیلئے صفحہ ۴۳

غلط نامہ کتاب الانصاف فی بیان سبب الاختلاف مع ترجمہ اسعاف

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
لوح		عن الاثنی	عن الاثبات الارضی	״	״	اوسکے	اوسکے ساتھ	״	۱۸	ملادیا	ملادیا تھا
۳	۳	لسائل	السائل	״	۲۲	تخریج	تخریج ہوئے	״	۲۲	کہ ایک	کہ یہ ایک
۴	حاشیہ سطر	پوچھتے گے	پوچھتے ہیں لوگ	״	حاشیہ	دانشورن	دانشوران	۳۱	۲	فاتس	فاسری
۶	۶	الجسیس	الجیسس	۲۲	۵	ہیتعددہ	ہیتعددہ	״	۷	شحیم	بحصم
״	״	بجیبر	تجنبہ	۲۳	۱۶	ملشلہ	اشتہ	״	۱۸	لابدتوانہی	لابدی امر
״	۶	لسلم	مسلمم	״	۱۶	جگردون	جگردون کی	״	۲۳	جواب	جواب مسئلہ
״	۱۱	بردہ کیا کی	جیدہ کی میراث	״	۱۰	تبرملکر	تبرملکر عالم	۳۲	۱۴	پاس پاس	پاس
۷	۵	کثم	ثم انھم	״	۲۳	تحتارالکو	تحتارات کو	۳۴	۷	عنہوا	عنہا
״	۸	التی دار	التی ادار	״	۲۳	زہین	زمین میں	״	۲۰	ہرشخص	ہرشہر
״	״	فطراحکم	فطرداحکم	״	حاشیہ	بہت بہت	بہت بہت	۳۵	۱	وام عن	وامسن
״	۹	ذلک بہ فیہ	ذلک وقع	۲۴	۳	تجدد وکماذکرنا	تجدد وکما ذکرنا	۳۷	۴	خلافۃ	خلافہ
۸	۴	دالحرا	داالحوا	״	۹	احسبہم	احسنہم	״	۹	اشتہر علیہم	ما اشتہر عنہم
״	۶	تفرج	تفرج	۲۵	۲۳	تاسیس	تاسیس	۳۸	۸	انابی	اتابی
״	۹	جبنا	بینبا	۲۶	۱۴	اورلوس	ادس	۴۲	۲	مثلہ	مثلۃ
״	۱۳	اوسلی	اوسکی	״	حاشیہ	۴	تنبیہ حنفی	״	۷	فیہا	فیہا
״	۱۵	کھرتے ہو	کھرتے ہوے	۲۷	۱	فیتطرق	فیتطرق	۴۳	۹	وہ ثبطرقہا	او فطر قدہا
۱۲	۱۲	دہ اثر	وذروایت اثر	״	۲	ھل	اھل	״	۲۲	تفسیرہ	تخریج
۱۷	۹	یفسیاہ	بنیساہ	״	۰	تخیر	تخیر	۴۶	۵	بصیرہ	بصیرۃ
۱۸	۱	دعلم	تراعلم	״	۸	القابیل	القابیل	۴۷	۶	غیابرکم	فبالوکم
״	۷	فانتیخوا	فتنبوا	״	۱	کھااور	کھااور زمین	۴۹	۱	البعض	لبعض
۱۹	۱۸	زیادنی	زیادتی	״	سطر ۱۰	امام محمد	امام محمد نے	۵۰	۹	غامۃ	عامۃ
״	۲۳	قول	اقوال	۲۸	۱۳	مسقط	مسقط	״	۱۰	البحث	البحث
״	حاشیہ	رہتے ہو	رہتے ہو سکے	۲۹	۴	ثم لتقیۃ	ثم تتبت	۵۱	۱	البعض	لبعض
۲۰	۱۵	کیا	کیا اسکو	״	۶	الحنفیۃ	الحنفیۃ	۵۳	۸	عن ابناء	عن ابناء
״	حاشیہ	رہتے ہو	رہتے ہو سکے	״	۱۳	زبیر	زبیر سے	۵۴	۲	الشاۃ	الشاذ
۲۱	۷	فیہا	فیہا	۳۰	۱	الفت	اختلفت	״	۴	فتاولوہم	فتاولوہم
״	۲۱	اخذ کیا	اخذ کیا دشمنوں سے	״	۸	ستارہا	ستارہا	۵۶	۱۰	حرونا	حروف

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۷	۷	صلوۃ	صلود	//	۱۵	ہوسے ہوں	ہوسکے ہیں	//	۵۵		مجاز ہستہ
//	۱۱	اشعار	شعار	//	۲۳	مستقبل	مستقل	۸۲	۲۲	علاقت	خلافت
//	۱۲	دفع کرنے	دفع کیلیے	//	//	مناقض	تناقض	۸۳	۴	فاتح	فاتیح
//	۱۳	کرتیے	کرتے	۷۱	۱	الفرعت	الفرعیۃ	//	۵	عزۃ	اعزۃ
۵۹	۴	ملکۃ	ملکۃ	//	۲۰	ادلتہا	ادلتہا	۸۴	۸	کثیر	کثیرۃ
//	۵	جسیم	جسیم جسم	//	۶	ملیبقوت	ماتیقوت	۸۶	۱۹	دلیر کر	وساوسکے کر
//	۷	منہا	منہا	۷۳	۲	لطیر	بصیر	۸۷	۶	للت	الثلث
//	۲۲	المخلفین	المتخلفین	//	۵	دمن	من	۸	۲۰	بحر تحاتین	تحری اشاتین
۶۰	۱۰	لواجب	الواجب	//	۱۲	بطیر	بصیر	۸۸	۴	ی	ل
۶۱	۱۹	اسپنے	اسپنے سیلے	۷۴	۱۲	بن ابی	بن علی ابی	۸۹	۱۳	دوستے	باسے ستے
۶۵	۴	شیخہ ابلیس	شیخہ البلقینی	۷۵	۱۶	اوساو	اور	۹۱	۲۰	کرعمل	عمل
//	۵	المالا	ان الا	۷۶	۱۵	دوسری	دوسرے	۹۲	۱۶	اسند	مانند اور
//	۸	انافد	انافلا	۷۷	۵	االان	الآن	//	۱۹	پڑھتے	پڑھتے تھے
۶۶	۶	تراوہ	تراوہ	//	۲۰	اوبدالیح	اور بدایع	۹۳	۴	مالم	مالک
۶۷	۱۰	اقوالہ	اقوال کتب مذہب	۸۰	۱۰	بتوجع	بترجیع	//	۲۳	اسوقت	اسوقت کم
۶۹	۴	[illegible]	[illegible]	//	۱۱	ماربین	مارس	۹۴	۲۳	اسکے بھٹے	اسکے
۷۰	[illegible]	المتوال	استعمال	۸۱	۴	الملتیین	الماتیین	//	//	جہل	جہل

اعلان

مقامات حریری مع ترجمہ اردو سفید و حنائی رسمی کاغذ ۸ / رنگین عمدہ کاغذ ۱۰ /

دہلی بازار جدید حافظ غلام مرتضے صاحب — دہلی مطبع فاروقی میر محمد معظم صاحب

بنارس مسجد چوک امنہ مولوی عبد الرحمن صاحب — بنارس گو بند پورہ مشتاق محمد صاحب سوداگر

عظیم آباد خواجہ کلاں گھاٹ حافظ نور محمد صاحب تاجر کتب — لکھنؤ چوک حافظ عبد الستار خان صاحب

کلکتہ قریب مدرسہ عالیہ محمد یعقوب صاحب کتب فروش — کلکتہ بلیا گھاٹ نمبر ۲۶ احباب ترکو محمد عبد الصمد صاحب

موعظہ حسنہ مصنفہ مولوی نذیر احمد صاحب جنکی توبۃ النصوح و مرآت العروس وغیرہ مشہور ہیں — ۲ / ۲

عظیم آباد خواجہ کلاں گھاٹ حافظ نور محمد صاحب — لکھنؤ چوک شیخ نثار حسین صاحب مہتمم پیام یار

خلاصۃ العلاج مصنفہ مولوی سید محمد طاہر صاحب جسمین بطریقہ مبسوط ہر بارہ دواؤں سے علاج اکثر بیماریوں کا ہے

عظیم آباد خواجہ کلاں گھاٹ حافظ نور محمد صاحب تاجر کتب — کلکتہ مہدی باغ غلام سبحان لین مکان نمبر ۶ مولوی